جامع الکرامات

مع اردو ترجمہ

احوال و ملفوظات مخدوم عبدالرشید حقانیؒ

تالیف

شیخ شرف الدین قریشی

ترتیب و تصحیح و ترجمہ

پروفیسر رانا محمد سرور

شعبہ فارسی گورنمنٹ کالج لاہور

ناشر:

مجید بک ڈپو ○ اردو بازار، لاہور
بھوانہ بازار فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جامع الکرامات

مع اردو ترجمہ

احوال و ملفوظات مخدوم عبدالرشید حقانیؒ

تالیف: شیخ شرف الدّین قریشی

ترتیب و تصحیح ترجمہ: پروفیسر رانا محمد سرور

شعبۂ فارسی گورنمنٹ کالج، لاہور

ناشر

مجید بک ڈپو، اردو بازار، لاہور

کتاب	جامع الکرامات مع اردو ترجمہ
مولف	پروفیسر رانا محمد سرور شعبہ فارسی گورنمنٹ کالج لاہور
پبلشرز	مجید بک ڈپو اردو بازار، لاہور
پرنٹر	اکنامکل پریس لاہور
تعداد	پانچ سو
تاریخ اشاعت	یکم دسمبر 1993ء
قیمت	

فہرست عنوانات

تعارف

لاریب بندگان خدا کا تذکرہ اور عمل وقال کفارہ سیات اور ذخیرہ حسنات بلکہ موجب ترقی درجات ہوتا ہے۔ اس سے جذبہ اطاعت' قلبی استحکام اور نیکی پر ثابت قدمی نصیب ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد رب العباد ہے:۔

وکلا نقص علیک من انباء الرسل مانثبت بہ فوادک۔(سورہ ھود)

یعنی پیغمبروں کے حالات جو ہم آپ سے بیان کر رہے ہیں اس سے ہم آپؐ کے قلب اطہر کو تقویت بخشتے ہیں۔

مردان خدا میں دو قسم کی قوتیں ہوتی ہیں۔ ایک اثر قبول کرنے کی' دوسری اثر کرنے کی۔ پہلی قوت کی وجہ سے وہ بارگاہ الٰہی سے فیوض و تجلیات کو قبول کرتے ہیں اور دوسری قوت سے وہ ان ارواح و قلوب کو فیض پہنچاتے ہیں جن کا ان سے روحانی لگاؤ اور قلبی مناسبت ہوتی ہے۔ اس لئے اولیاء اللہ کے حالات و واقعات اور ملفوظات کا مطالعہ کرنے والوں کے ارواح و قلوب ان کے انوار و برکات سے منور رہتے ہیں۔

اور یقین جانئے کہ بندہ کی کاوش حقیر (جس کی تفصیل آئندہ سطور میں عرض کروں گا) اور برادر مخلص پروفیسر رانا محمد سرور صاحب کی محنت شاقہ بھی انہی انوار کی برکت ہے کہ پہلی دفعہ جامع الکرامات اپنے فارسی متن اور اردو ترجمے کے ساتھ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

اگرچہ اسکا ایک ترجمہ منبع البرکات کے نام سے ۱۹۱۵ء میں سید فرزند علی شاہ صاحب میرپوری مدرس فارسی و عربی صادق ہائی سکول بہاولپور نے بھی کیا تھا مگر وہ متن سے ہٹا ہوا' تصنع سے پر اور معنوی اغلاط سے مملو تھا۔ خیال آیا کہ اس کا ایک شستہ سا ترجمہ کر دیا جائے اور اصل فارسی متن بھی ساتھ دے دیا جائے۔ ایک تو فارسی متن محفوظ ہو جائے گا دوسرے اگر بعد میں کوئی بندہ خدا حضرت مخدوم حقانیؒ یا آپ کے خاندان پر کچھ لکھنا چاہے تو کم از کم کوئی بنیاد تو موجود ہو۔

اسی خیال کے پیش نظر اس خطا کار نے قلمی نسخے کی تدوین کا کام شروع کیا مگر گورنمنٹ کی ملازمت' درس و تدریس کا سلسلہ اور امامت اور خطابت جیسی معروفیات آڑے آئیں۔ اس دوران میں اخی محترم پروفیسر رانا محمد سرور صاحب سے مسجد میں ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ نشست و برخاست کے بعد معلوم ہوا کہ آپ بڑے خوش ذوق' خوش خلق اور علم دوست شخصیت ہیں گورنمنٹ کالج لاہور میں فارسی زبان و ادب کے استاد ہیں اور فارسی مخطوطات سے خصوصی دلچسپی رکھتے ہیں۔ بندہ سے ہمیشہ بڑی عزت و اکرام اور محبت والفت سے پیش آتے۔ اسی وجہ سے وہ پلندہ اٹھا کر آپ کے سپرد کر دیا اور اس پر کام کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے بندہ کی عزت افزائی فرماتے ہوئے اس ذمہ داری کو بخوشی قبول کر لیا۔ آج آپ کے ہاتھ میں جو کتاب موجود ہے دراصل یہ پروفیسر صاحب کی محنت کا نتیجہ ہے۔ ہم آپ کے ممنون ہیں اور دعاگو ہیں کہ خدائے قدیر آپ کو عزت دارین عطا فرمائے۔ آمین۔

جامع الکرامات مستند کتاب نہیں اور نہ ہی اس کے مؤلف کوئی معروف شخصیت ہیں۔ بایں ہمہ اس کے طبع کرانے کا اہتمام کیا گیا ہے آخر کیوں؟ وجہ یہ ہے کہ سعی بسیار کے باوجود کوئی کتاب یا دیگر مستند مواد حضور مخدوم العالمین کے متعلق نہیں مل سکا۔ حتیٰ کہ وہ ملفوظات جو جامع الکرامات کا ماخذ ہیں ان میں سے بھی بیشتر ناپید ہیں۔ عاجز نے اس سلسلے میں بہت کوشش کی اور طویل سفر بھی کیے۔ زمانہ طالب علمی سے ہی اپنے آباؤ اجداد بالخصوص مخدوم عبدالرشید حقانیؒ اور آپ کی اولاد مبارک کے حالات و واقعات جمع کرنے کی دھن سوار تھی۔ بہت جگہ پہنچا لیکن اکثر کھودا پہاڑ نکلا چوہا والی مثال صادق آئی۔ کسی جگہ منبع البرکات اردو دیکھنے کو ملی جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور کہیں معمولی مواد کا سراغ ملا تو انتہائی کنجوسی کا مظاہرہ کیا گیا۔ بعض جگہ تو عجیب باتیں سامنے آئیں جن کے اظہار کا یہ موقع نہیں۔

خوش قسمتی سے فارسی ملفوظ جامع الکرامات جس کا ترجمہ منبع البرکات کے نام سے مشہور ہے مل گئے۔ اگرچہ اس میں بھی رطب و یابس ہے مگر کوئی اور ثقہ اور مستند مواد نہ ملنے کی وجہ سے سردست اسی کے طبع کرانے کو غنیمت سمجھا۔ البتہ کوشش

جاری ہے کہ کوئی جامع اور مستند تذکرہ پیش کیا جائے اگرچہ مختصر ہو۔ انشاء اللہ ضرور کچھ نہ کچھ اس کے علاوہ کتابی شکل میں محبین تک پہنچے گا۔

سوچنے کی بات ہے آخر کیا وجہ ہے کہ حضرت مخدوم حقانیؒ کے ایک عظیم شخصیت، قطب الاقطاب اور عظیم الشان خاندان کے مورث اعلیٰ ہونے کے باوجود آپ کا کوئی مستند تذکرہ موجود نہیں۔ غالباً" اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ آپ کا تعلق صوفیائے کرام کے اس گروہ سے ہے جنہیں اہل عزلت کہا گیا ہے۔ اولیاء اللہ میں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس دنیا کو بے حقیقت سمجھ کر طلاق دے دی۔ ان کا صحیفہ اوراک غیر کے حرف سے پاک ہوتا ہے۔ ان کے آئینہ دل پر کبھی زنگ نہیں آتا۔ ان کو مشاہدہ حق اس طرح حاصل ہوتا ہے جیسے لوگ چودھویں کے چاند کو دیکھتے ہیں۔ اسی لئے جب آپ زیارت و مجاورت حرمین شریفین اور خدمت شیخ کامل سے واپس تشریف لائے اور حضرت غوث بہاء الدین زکریاؒ نے گھربار کی ذمہ داری آپ کو سونپنا چاہی تو آپ نے فرمایا "اے بھائی" میں مرشد کامل کے حکم کے مطابق دنیا ترک کر چکا ہوں مجھے آبادی کی نسبت جنگل پسند ہے ...... عمر کے آخری حصہ میں تو آپ حجرہ نشین ہو گئے تھے اور رات دن اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے اور خدمت کے فرائض حضرت مخدوم سلطان ایوب قتال رحمتہ اللہ علیہ انجام دیتے۔ اسی ترک و تجرید کی وجہ سے عوام الناس اور آپ کے مابین رابطہ نہ ہونے کے برابر تھا۔

دوسرے آپ کے اہل خاندان اور متوسلین میں ایسے اہل قلم نہ نکلے جو آپ کے احوال اور کشف و کرامات کے بارے میں آپ کے شایان شان کچھ لکھتے۔ حضرت ایوب قتالؒ کے ملفوظ ضبط تحریر میں آئے جیسا کہ جامع الکرامات میں مذکور ہے لیکن وہ بھی اب دستیاب نہیں۔ اسی لئے آج آپ کے متعلق معلوماتی مواد کی اس قدر کمی محسوس ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں جامع الکرامات کا وجود غنیمت ہے۔

آخر میں ایک ضروری درخواست ۔ یہ خطا کار حضرت مخدوم حقانیؒ اور آپ کے اخلاف امجاد کے بارے میں مزید کچھ جاننے اور اسے زیور طبع سے آراستہ کرنے کا خواہش مند ہے۔ اگر کسی محترم قاری بالخصوص اس خانوادہ عالیہ کے کسی فرد کے پاس

جناب مخدومؒ اور آپ کی اولاد کے بارے میں کوئی مطبوعہ کتاب، قلمی نسخہ یا دیگر مواد اور معلومات ہوں تو براہ کرم ارسال فرما کر یا صرف مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔ نیز بندہ حضرت مخدوم حقانیؒ کے خاندان کی مختلف شاخوں کے شجرہ ہائے نسب جمع کر رہا ہے تا کہ انہیں چھپوا کر شائع کیا جا سکے۔ جن حضرات کے پاس مستند نسب نامے موجود ہوں مہربانی فرما کر درج ذیل پتے پر رابطہ قائم کریں۔

بندہ بار دگر پروفیسر رانا محمد سرور صاحب کا ممنون ہے کہ انہوں نے اس احقر کے آباؤ اجداد کے حالات پر مشتمل یہ تذکرہ مدون اور ترجمہ کر کے افادہ عام کے لئے پیش کیا۔

سید مشتاق احمد شاہ قریشی میاں پوری عفی عنہ،
استاد عربی گورنمنٹ ہائی سکول
سنت نگر لاہور

۱- مزار مبارک مخدوم عبدالرشید حقانیؒ
واقع قصبہ مخدوم رشید ضلع ملتان

۲- مسجد حقانیہ قصبہ مخدوم رشید

پیشگفتار

محب مکرم سید مشتاق احمد شاہ قریشی نے ایک فارسی مخطوطہ "جامع الکرامات" کی عکسی نقل میرے ہاتھوں میں تھماتے ہوئے یہ حکم دیا کہ میں اس کا اردو میں ترجمہ کر دوں۔ آپ نے فرمایا "یہ میرے آباؤ اجداد کی تاریخ اور بیش قیمت علمی ورثہ ہے۔ اگرچہ مولوی فرزند علی صاحب نے ۱۹۱۵ء میں اس کا ترجمہ منبع البرکات کے نام سے بہاولپور سے شائع کیا تھا لیکن ایک تو وہ پر تکلف اور پر تصنع ہے۔ دوسرے وہ متن سے ہٹ گیا ہے۔ ترجمہ ایسا ہونا چاہئے جو سلیس، سادہ عام فہم اور متن سے قریب ترین ہو۔ شاہ صاحب کے فرمان واجب الاذعان سے انکار کی مجال نہ تھی۔ جب کام ہاتھ میں لیا اور نسخے کی ورق گردانی شروع کی تو معلوم ہوا کہ کتاب واقعی اہم ہے سوچا کیوں نہ ترجمے سے پہلے اس کی تدوین کرلی جائے۔ بے شک اب فارسی پڑھنے والے کم رہ گئے ہیں لیکن فارسی زبان تو زندہ ہے لہٰذا مخطوطہ کو محفوظ کرلینا چاہئے۔ بس اللہ کا نام لے کر متن کی تصحیح شروع کر دی اور ساتھ ہی ترجمہ بھی۔

تقابل کی غرض سے مزید نسخوں کا حصول ضروری تھا۔ سید مشتاق احمد شاہ صاحب کے ہاں ایک اور نسخہ ملا۔ اگرچہ یہ ناقص، نامکمل اور نہایت بوسیدہ تھا لیکن پھر بھی تصحیح میں اس سے کافی مدد ملی۔

دو مزید نسخوں کا سراغ ملا۔ معلوم ہوا کہ ایک نسخہ جناب نور احمد فریدی ساکن ملتان مؤلف تذکرہ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے ذاتی کتب خانے میں اور دوسرا جناب صدر الدین شاہ ساکن جھانگی والا نزد بہاولپور کے پاس ہے۔

فریدی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بڑی شفقت سے پیش آئے۔ صاحب فراش تھے اور ضعف غالب تھا۔ آواز میں نقاہت تھی۔ بمشکل یہ سمجھ سکا کہ مطلوبہ نسخہ ان کے کتب خانے میں نہیں وہ یہ بھی نہ بتا سکے کہ تذکرہ حضرت بہاء الدین ملتانیؒ اور تذکرہ حضرت صدر الدین عارفؒ لکھتے وقت انہوں نے جامع الکرامات کے جس نسخے

سے استفادہ کیا وہ کہاں ہے۔ موخر الذکر نسخہ بھی بوجوہ نہ مل سکا یوں کل دو نسخے دستیاب ہوئے۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ا۔ نسخہ مخزونہ حکیم محمد غوث ساکن مخدوم رشید ضلع ملتان بوساطت سید مشتاق احمد شاہ صاحب[1] اس نسخے کا نام "ا" رکھا اور اسے اساسی نسخہ قرار دیا ہے۔ ترقیمہ حسب ذیل ہے۔

"بروز پنجشنبہ بوقت ظہر بتاریخ ۲۱ شہر محرم الحرام ۱۳۱۷ ہجرت النبوی صلعم بقلم فقیر محمد بخش ولد میاں کالو قوم کلال سکنہ چاہ مقیم والا موضع قصبہ مڑلاں علاقہ تحصیل و ضلع ملتان بہ پاس خاطر جناب محمد مسلم شاہ از اولاد حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی علیہ الرحمتہ الغفران ۔۔۔"

تعداد برگ: ۴۰ تعداد سطر: ۱۵ سے ۱۸ تک خط: نستعلیق خوش۔ سرورق ندارد۔

۲۔ نسخہ مخزونہ ذاتی کتب خانہ جناب سید مشتاق احمد شاہ

برگ: ۱۷، اول کتاب: افتادہ، تعداد سطر: ۲۰ تا ۲۳ خط: نستعلیق شکستہ درمیانہ باریک ترقیمہ: تمت تمام شد بروز شنبہ ہشتم محرم ۱۳۱۱ ہجری ...... بوقت دو پاس

دستخط فقیر ...... الدین ولد میاں شمس الدین مرحوم مغفور الرحمٰن سکنہ موضع بلیل تھانہ مترو تحصیل میلسی ضلع ملتان چلن مبلغ ۔۔۔ چہرہ شاہی ۲ آنہ والہ واللہ اعلم بالصواب عاقبت بالخیر۔

آخر میں مخدوم احمد غوثؒ بن ابوبکرؒ اور مخدوم عبدالرشید حقانیؒ کی اولاد کے نام درخت اور خوبصورت شاخوں اور پتوں کی شکل میں دیئے گئے ہیں۔

ا۔ سید مشتاق احمد شاہ، فاضل درس نظامی، گورنمنٹ ہائی سکول سنت نگر لاہور میں عربی کے استاد ہیں۔ علاوہ ازیں آپ مسجد یوسفیہ رحمانیہ ندیم پارک گلشن راوی لاہور میں خطابت و امامت کے منصب پر بھی فائز ہیں۔ آپ کا تعلق حضرت مخدوم عبدالرشید حقانیؒ کے خانوادہ عالیہ سے ہے۔ شجرہ نسب کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیے۔

۳۔ جناب نور احمد فریدی نے تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریاؒ لکھتے وقت (۱۹۵۴ء) جس نسخہ سے استفادہ کیا۔ اس میں جامع الکرامات کے قلمی نسخے سے چند اقتباسات بزبان فارسی دیئے ہیں۔ ان سے بعض مقامات پر اختلاف روایت معلوم ہوا۔یوں راقم نے بالواسطہ طور پر اس نسخے سے فائدہ اٹھایا اسے "ن" کا نام دیا گیا۔

آئندہ سطور میں میں اپنی کاوش کے تعلق چند باتیں کہنا ضروری سمجھتا ہوں۔

۱۔ قدیم رواج کے مطابق کتب میں مسلسل عبارت تحریر تھی۔ رموز اوقاف کا استعمال نہیں کیا گیا تھا۔ راقم نے رموز اوقاف کے علاوہ اعراب لگانے کا اہتمام بھی کیا لیکن کمپیوٹر پر کمپوزنگ کرنے والوں نے اعراب لگانے سے معذوری ظاہر کی۔

۲۔ مؤلف نے کتاب کو ابواب اور فصلوں میں تقسیم نہیں کیا نہ واقعات وغیرہ کے عنوانات قائم کئے ہیں۔ راقم نے بھی اپنی طرف سے عنوانات کے اضافے کو مناسب خیال نہیں کیا۔ البتہ پیرا بندی کر دی ہے تاکہ موضوعات و مطالب خلط ملط نہ ہوں۔

۳۔ حواشی' متن اور ترجمے کے آخر میں دیئے ہیں۔ ہر دو کی عبارات کے درمیان جہاں کوئی وضاحت مطلوب تھی قوسین کے درمیان نمبر دیا گیا ہے اور پھر اسی نمبر کے تحت کتاب کے آخر میں ضروری تشریحات دے دی گئی ہیں۔ ان میں اشخاص' مقامات' اصطلاحات سب کے بارے میں معلومات شامل ہیں۔

۴۔ کتاب میں جن مشہور بزرگوں کا ذکر آیا ہے ان کے سلسلہ ہای نسب اور سلسلہ ہای بیعت دیئے گئے ہیں۔

۵۔ کتاب کو صحیح اور منقح کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ اس کے باوجود اگر اغلاط رہ گئی ہوں یا بعض اشکالات رفع نہ ہوئے ہوں تو اسے میری کوتاہی علم سمجھا جائے۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ کتاب میں بعض ایسے اشخاص کا ذکر ہے جو اپنے زمانوں میں تو معروف تھے لیکن آج کوئی ان کے ناموں اور کارناموں سے واقف نہیں۔ اسی طرح بعض ایسے مقامات کا ذکر ہوا ہے جن کا آج نام و نشان تک نہیں یا

ان کے نام بدل چکے ہیں۔ میں نے متعلقہ علاقوں کے گزٹیئرز اور دیگر کتب سے مدد لی ہے۔ اس کے باوجود تشنگی باقی ہے۔

۶۔ ترجمے کو سادہ ' رواں ' بامحاورہ اور عام فہم بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ تاہم متن سے انحراف نہیں کیا گیا۔ کسی ضروری لفظ یا ترکیب کو ترجمہ کئے بغیر نہیں چھوڑا گیا۔

میں جناب مخدوم مشتاق احمد شاہ کا تہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے قلمی نسخے مہیا کرنے کے علاوہ تدوین کے ہر مرحلے پر میری رہنمائی فرمائی۔ نیز اشخاص ' مقامات ' واقعات اور اصطلاحات کے بارے میں مفید معلومات بہم پہنچائیں۔

جناب محمد اقبال مجددی کا شکریہ مجھ پر واجب ہے کہ انہوں نے بیش قیمت مشوروں اور معلومات سے نوازا۔

مجلس تحقیق و تالیف کے سربراہ اور شعبۂ فارسی گورنمنٹ کالج لاہور کے صدر جناب پروفیسر ظہیر احمد صدیقی کے لئے سراپا سپاس ہوں جن کی حوصلہ افزائی اور علمی رہنمائی سے اس کتاب کی اشاعت ممکن ہوئی۔ محترم رفیق کار پروفیسر محمد رفیق صاحب نے بعض کتب حوالہ مرحمت فرمائیں جس کے لئے ان کا ممنون ہوں۔

اشاریہ عزیز طالبہ ام لیلیٰ کی کاوش کا مرہون منت ہے۔ بے حد شکریہ

اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دیں۔ آمین۔

رانا محمد سرور

یکم دسمبر ۱۹۹۳ء

مقدمہ

مقدمہ

صوفیائے کرام اور اولیاء اللہ کے گروہ باصفا کا وجود اہل اسلام کے لئے ہمیشہ نعمت عظیم ثابت ہوا۔ کبھی انہوں نے کفار کے شر و فساد کا مقابلہ کیا تو کبھی مسلمانوں ہی میں سے بدعقیدہ افراد اور علمائے سو کی فتنہ انگیزیوں سے عوام اور خواص کی حفاظت کی۔ ہزاروں لاکھوں غیر مسلم ان پاکباز لوگوں کا حسن اخلاق دیکھ کر اسلام لائے اور راہ گم کردہ مسلمان ان کے کشف و کرامات سے متاثر ہو کر راہ ہدایت پر گامزن ہوئے۔ ان بزرگوں نے اہل اقتدار کے ستائے ہوئے لوگوں کو اپنے دامن عاطفت میں جگہ دی اور جابر و ظالم بادشاہوں اور امراء کو ظلم سے روکا اور انہیں حق کا راستہ دکھایا۔ انہوں نے خانقاہوں جیسے عظیم ادارے قائم کر کے تزکیہ نفوس کیا' مردہ دلوں کو حیات نو بخشی اور انہیں باطل سے ٹکرا جانے کا حوصلہ دیا۔ ان قدسی صفات انسانوں نے مبلغ اور مجاہد بن کر مسلمانوں کی ڈولتی ہوئی کشتی کو ساحل مراد تک پہنچایا۔ صوفیاء و اولیاء کی تبلیغی ضیا پاشیاں صرف چند مقامات کے لئے مخصوص نہ تھیں بلکہ انہوں نے خلق محمدؐ کے نور سے دنیا کے وسیع تر حصوں کو منور کیا۔ ان کے مبارک قدم برصغیر پاکستان و ہند' سری لنکا' جزائر شرق الہند' فلپائن' چین' افغانستان' وسط ایشیاء' ایران' روس' افریقہ اور دیگر دور دراز علاقوں تک پہنچے اور اسلام کے عالمگیر پیغام کی اشاعت کا ذریعہ بنے۔ ان عظیم اساتذہ نے دینی علوم اور تصوف و عرفان سے قلوب و اذہان کو روشن کیا۔

صوفیاء کے چار مشہور سلسلوں قادریہ' نقشبندیہ' چشتیہ اور سہروردیہ میں سے موخر الذکر سلسلہ عالیہ کا مرکز خطہ پاک ملتان رہا ہے۔ شہر ملتان کی روحانی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس میں بلا مبالغہ ہزاروں اولیاء اللہ مدفون ہیں۔ (۱) یہیں حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین ابو محمد زکریاؒ سہروردی' مخدوم عبدالرشید حقانیؒ' مخدوم سید جلال بخاریؒ' میر حسینیؒ' مولانا فخرالدین عراقیؒ' حضرت شیخ الاسلام صدر الدین محمد عارفؒ' حضرت قطب الاقطاب ابو الفتح رکن الدین ملتانیؒ' حضرت یوسف گردیزیؒ اور دوسرے بے شمار بزرگ کتاب و حکمت کی تعلیم اور رشد و ہدایت کے ذریعے

خاص و عام کے لئے فلاح دارین اور فوز العظیم کے حصول کا باعث ہوئے۔

حضرت بہاء الدین زکریاؒ کے عم زاد مخدوم عبدالرشید حقانیؒ کے حالات زندگی زیر نظر کتاب "جامع الکرامات" کا موضوع ہیں۔ یہ آپ کے ملفوظات بھی ہیں اور ان کی ریاضات و مجاہدات اور کشف و کرامات کا بیان بھی۔ یہ بات کتاب کے ذیلی عنوان " ملفوظ حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی قدس سرہ' " سے ظاہر ہے۔ آپ اور آپ کے اخلاف امجاد نے نواح ملتان' اضلاع میلسی' وہاڑی اور ملحقہ علاقوں میں رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس وقت آپ کی اولاد ان اضلاع کے علاوہ پاکستان کے بہت سے شہروں اور دیہات میں رہائش پذیر ہے اور آپ کی نسبت سے مخدوم اور قریشی کے لقب سے ملقب ہے۔ علاقہ ملتان میں موجود مزارات میں سے بہت سوں کا تعلق اس خاندان سے ہے۔ مخدوم سید مشتاق احمد شاہ صاحب جن کا ذکر شروع کے صفحات میں ہو چکا ہے نے خانوادہ مخدومیہ کے بائیس اکابر کے ایسے مزارات کی نشاندہی کی جو ملتان کے گردو نواح میں آج بھی مرجع خلایق ہیں۔

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانیؒ کے والد ماجد کا نام شیخ احمد غوثؒ تھا جو حضرت بہاء الدین زکریاؒ کے والد گرامی حضرت محمد غوثؒ کے بڑے بھائی اور حضرت جمال الدین سلیمانؒ (والد گرامی بابا فرید گنج شکرؒ) کے مرید تھے۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔

حضرت مخدوم حقانیؒ بن شیخ احمد غوثؒ بن شیخ ابوبکرؒ بن شیخ جلال الدین بن شیخ علی قاضی بن شمس الدین محمد بن الحسین بن عبداللہ بن الحسین بن المطرف بن خزیمہ بن حازم بن محمد بن المطرف بن عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن بن ہبار بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب ...... الی ابو البشر آدم علیہ السلام۔

قصی کے چار صاحبزادے تھے ان میں سے دو کے نام زیادہ مشہور ہیں۔ ۱۔ عبدالمناف' ۲۔ عبدالعزیٰ۔ عبدمناف کے صاحبزادے ہاشم کہلائے ان کا اصل نام عمرو تھا۔ (۲)

ہاشم کے صاحبزادوں میں سے دو کے ہاں اولاد ہوئی۔ جناب عبدالمطلب اور جناب

اسد۔ اسد کے ہاں ایک بیٹا حنین ہوا جو لاولد فوت ہوا اور ایک بیٹی فاطمہ جسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ ماجدہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ سیدنا عبدالمطلب کے ہاں جناب عبداللہ پیدا ہوئے جو ہمارے پیارے نبی سرور کونین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم ہیں۔ یوں نرینہ اولاد کا تسلسل حضرت عبدالمطلب بن ہاشم سے چلا۔ صرف اسی سلسلے کی اولاد کو قریشی ہاشمی کہہ سکتے ہیں۔ عبدالعزیٰ بن قصی کے صاحبزادے کا نام بھی اسد تھا۔ جو حضرت مخدوم عبدالرشید حقانیؒ اور حضرت بہاء الدین زکریاؒ کے جد امجد ہیں۔ ان کی نسل قریشی الاسدی کہلاتی ہے۔ لیکن یہ ہاشمی نہیں کیونکہ یہ شرف صرف جناب عبدالمطلب کی اولاد کو حاصل ہے۔ اسی لئے صاحب انوار غوثیہ کا قریشی الاسدی الہاشمی ہونے کا دعویٰ غلط ہے۔

اس نسب نامے کو ہم شجرہ کی صورت میں واضح طور پر دیکھ سکتے ہیں۔

- قصیّ
  - عبدالعزیٰ
    - اسد
      - مطلب
        - اسود
          - ہبارؓ
            - عبدالرحمٰن
              - عبدالرحیم
                - المطرف
                  - حاذم
  - عبدالمناف
    - ہاشم
      - جناب عبدالمطلب
        - جناب عبداللہ
          - سرور عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم
      - اسد
        - حنین (لاولد)
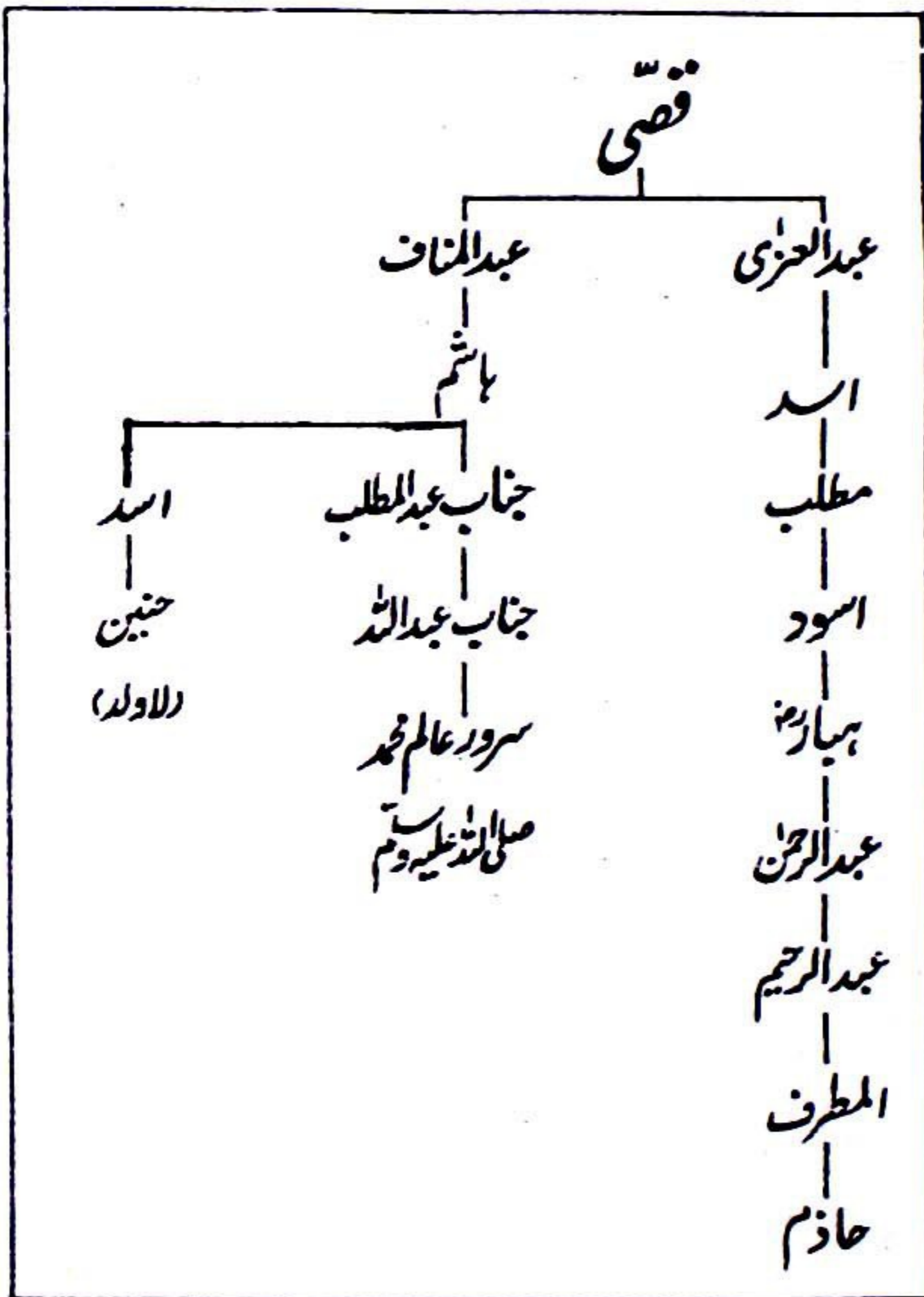
تا حضرت مخدوم حقانیؒ

ھبارؓ صحابی رسولؐ تھے۔ (۳) ان کے صاحبزادوں عبدالرحمٰن اور مالک کو حضرت عثمان غنیؓ نے الجبال (جو بعد میں خوارزم کہلایا) کا علاقہ بطور جاگیر دیا تھا۔ یہی عبدالرحمٰن حضرت مخدومؒ کے مورث ہیں۔ عبدالرحیم کے علاوہ عبدالرحمٰن کے ایک اور فرزند زبیر تھے جن کے اخلاف میں عمر نے ۲۴۰ھ میں سندھ میں سلطنت ھباریہ قائم کی جو تقریباً دو سو برس تک قائم رہی۔ (۴)

عبدالرحمٰن کی چھٹی پشت میں تاج الدین (المطرف) مکہ مکرمہ سے خوارزم تشریف لائے۔ (۵) جب سندھ میں ھباریوں کی حکومت ہوئی تو تاج الدین المطرف کی اولاد بھی سندھ آگئی۔ نور احمد فریدی کا کہنا ہے کہ جب وہاں قرامطیوں نے زور پکڑا اور ھباری سلطنت کمزور ہوئی تو سلطان محمود غزنوی نے قرامطیوں کو شکست دے کر ان کا زور توڑا اور مخدوم حقانیؒ کے پرداوا حضرت جلال الدین کے والد کمال الدین علی شاہ شیخ علی قاضی کو ملتان لے آیا اور انہیں کوٹ کروڑ کا قاضی مقرر کیا بعد میں ان کی اولاد میں سلسلہ قضا چلتا رہا (تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ ص ۳۱) ادھر جامع الکرامات کے مطابق کمال الدین علی شاہ قریشی نہیں بلکہ ان کے والد شیخ شمس الدین پہلے خوارزم سے غزنی اور وہاں سے بغرض جہاد سلطان محمود کے ہمراہ کوٹ کروڑ کی طرف آئے۔ ان میں سے کون سی روایت درست ہے اس کا فیصلہ کرنا مشکل ہے بہرحال یہ امر متفق علیہ ہے کہ حضرت حقانی کے آباؤ اجداد خوارزم سے ملتان آئے محمد قاسم فرشتہ لکھتے ہیں کہ "کمال الدین علی شاہ قریشی مکہ معظمہ سے خوارزم کی طرف آئے اور وہاں سے قبتہ الاسلام ملتان میں تشریف لا کر ساکن ہوئے (۶) تاہم وہ بھی یہ نہیں بتاتے کہ وہ کس راستے سے آئے سلطان محمود نے انہیں کوٹ کروڑ کا قاضی مقرر کیا۔ کمال الدین علی شاہ (جنہیں سلطان علی قاضی بھی لکھتے ہیں) کے بعد ان کے فرزند شیخ جلال الدین اور ان کے بعد ان کے صاحبزادے کمال الدین ملقب بہ ابوبکر کوٹ کروڑ کے قاضی بنے۔ یہ حضرات بادشاہ نہیں تھے لیکن منصب قضا پر فائز ہونے کی وجہ سے بااختیار تھے۔ حضرت ابوبکرؒ کے دو صاحبزادے تھے شیخ احمد غوثؒ اور شیخ محمد غوثؒ۔ جامع الکرامات کے مطابق

پہلے شیخ محمد غوث کی شادی حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی کے بیٹے عیسیٰ گیلانی کی صاحبزادی فاطمہ سے اور ان کے بعد شیخ احمد غوث کی شادی فاطمہ کی بہن جنت خاتون سے ہوئی۔ لیکن دوسرے تذکرہ نگار اس سے متفق نہیں۔ ان کا بیان ہے کہ عیسیٰ گیلانی لاولد تھے۔

مرآۃ الاسرار (۷)' سیر العارفین (۸) اور تاریخ فرشتہ (۹) وغیرہ کے مطابق شیخ محمد غوث کی شادی مولانا حسان الدین ترمذی کی صاحبزادی بی بی فاطمہ سے ہوئی تھی جو منگولوں کے حملے کی وجہ سے اپنے وطن ترمذ سے ہجرت کر کے کوٹ کروڑ میں آمقیم ہوئے تھے۔ ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی نے اس تضاد کو رفع کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "ہماری تحقیق کے مطابق حسام الدین اور شیخ عیسیٰ ایک ہی شخصیت تھے۔ آپ کا لقب عیسیٰ تھا" (۱۰) انہوں نے کوئی ثبوت یا حوالہ نہیں دیا اس لئے یہ دعویٰ بے بنیاد معلوم ہوتا ہے۔

مخدوم عبدالرشید حقانیؒ کروڑ لعل عیسن خان ضلع لیہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے عمزاد حضرت بہاء الدین زکریاؒ کا سال پیدائش بروایات مختلف ۵۶۵ھ یا ۵۶۶ھ یا ۵۷۸ھ ہے (۱۱) جامع الکرامات کے مطابق مخدوم عبدالرشید حقانیؒ آپ کے تین سال بعد پیدا ہوئے (۱۲) اس لحاظ سے آپ کا سال پیدائش ۵۶۸ھ ' ۵۶۹ھ یا ۵۸۱ھ نکلتا ہے۔ علوم دینی کی تعلیم کروڑ میں مکمل کی۔ بعد میں ملتان تشریف لے آئے اور مستقلاً قلعہ کہنہ پر رہائش اختیار کر کے رشد و ہدایت میں مشغول ہو گئے۔ جلد ہی دور دور تک آپ کے زہد و ورع اور کشف و کرامت کی شہرت پھیل گئی۔ ایک دن آپ نے خواب میں اپنے والد احمد غوثؒ کو دیکھا جنہوں نے عبدالرشیدؒ کو فرمایا "بیٹا آج سے چار دن بعد تمہارے چچا زاد بھائی بہاء الدینؒ دینی و دنیوی فیوض حاصل کرنے کے بعد بیت اللہ شریف سے ملتان آرہے ہیں۔ تمہیں چاہئے کہ اپنی ہمشیرہ کا نکاح ان سے کردو اور خود حرمین شریفین کو روانہ ہو جاؤ تاکہ تمہیں سعادت و نعمت ازلی حاصل ہو (۱۳) چنانچہ جب بہاء الدین زکریاؒ ملتان واپس پہنچے تو حضرت عبدالرشید حقانیؒ نے ان کا استقبال کیا اور اپنی ہمشیرہ رشیدہ خاتون کی شادی شیخ الاسلام بہاء الدین زکریاؒ سے کر دی۔ تمام اموال و خزائن جو آپ کی تحویل میں تھے حضرت بہاء الدین کے سپرد کر کے خود روحانی

تعلیم اور حج و زیارت حرمین شریفین کے لئے روانہ ہوئے۔ تین سال روضہ رسول صلعم کی مجاوری کی۔ ایک رات خواب میں حضرت سرور کونین صلعم کی خدمت میں درخواست کی کہ میں آپؐ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا خواہش مند ہوں۔ ارشاد ہوا ہمدان میں علی ہمدانیؒ سے فیوض و برکات حاصل کرو۔ جامع الکرامات اور غالباً اسی کی پیروی میں سب نے یہی لکھا ہے کہ آپ نے حضرت علی ہمدانیؒ سے روحانی تربیت حاصل کی۔ یہ ممکن نظر نہیں آتا کیونکہ حضرت عبدالرشید حقانیؒ کی وفات ۷۴۹ھ میں ہوئی (۱۴) اور حضرت علی ہمدانیؒ ۷۱۴ھ میں پیدا ہوئے۔ (۱۵) غالباً یہ ان کے پردادا ہوں گے جو ان کے ہم نام تھے۔ آپ کے مرشد نے انہیں ہدایت کی کہ ترک دنیا اور تجرید و توکل اختیار کرنا۔ مال و دولت، جائیداد سب راہ حق میں نثار کرنا، اپنا مقبرہ تعمیر نہ کرنا، اولاد میں سے کسی کو اپنا خلیفہ نہ بنانا نہ کسی کو لٹ کپ مرید بنانا۔

ملتان پہنچے تو حضرت بہاء الدینؒ نے فرمایا کہ جائیداد اور خزانے میں سے اپنا حصہ لے لیں لیکن آپ نے جواب دیا کہ آپ اپنے مربی کے حکم کے مطابق دنیا اور اس کے کارخانے کو ترک کر چکے ہیں۔ ہمیں ان کی ضرورت نہیں لیکن شیخ بہاء الدین کے اصرار پر منظور فرما لیا۔ تمام اشیاء اور خزانے بانٹ لئے۔ اراضی کے لئے قرعہ اندازی کی گئی دریائے راوی کے مشرق کا رقبہ حضرت عبدالرشیدؒ کے حصے میں آیا۔ آپ نے فوراً تمام نقد و جنس، مال اسباب اور زمین درویشوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دی۔ یہاں تک کہ رات کے کھانے کے لئے بھی کچھ نہ بچا۔ بعد میں آپ نے ملتان سے دس کوس مشرق میں ابوالفتح اور تاج الدین قوم مڑل سے کچھ زمین خرید کر وہاں کاشتکاری شروع کی اور رہائش کے لئے مکان بھی بنایا۔ اس وقت اس مقام کو ماڑی رشید پور کا نام دیا گیا۔ آج کل یہ قصبہ مخدوم رشید کے نام سے مشہور ہے۔ وہاں آپ نے عبادت و ریاضت کے لئے مسجد کے ساتھ حجرہ تعمیر کرایا، کنواں کھدوایا جس کا پانی مریضوں کو شفا دیتا ہے۔ آپ نے چار شادیاں کیں۔ اول حضرت بہاء الدین زکریاؒ کی ہمشیرہ بی بی کمال خاتون سے، دوسری بادشاہ محمد تغلق کی صاحبزادی معظم خاتون سے، تیسری رائے الونا کھچی کی دختر سے اور چوتھی "قوم مڑل میں (۱۶) میں" ہوئی۔ آپ نے ۷۴۹ھ میں وفات پائی۔

آپ کی کرامات مشہور ہیں۔ جب آپ نے ملتان آکر قیام فرمایا تو اس مقام کے قریب ہی جہاں اب حضرت بہاء الدین زکریاؒ کا مزار ہے ایک کنواں تھا جو حضرت شاہ یوسف گردیزؒ کے زمانے سے جاری تھا لیکن اب مدتوں سے بند پڑا تھا۔ ایک دن آپ کا وہاں سے گذر ہوا تو آپ نے جونہی اس کی طرف توجہ فرمائی اس میں سے پانی نکلنا شروع ہو گیا۔ اس پر ملتان کے باشندوں میں حیرت و استعجاب کی لہر دوڑ گئی۔ اس کو ملتان کے آخری مسلمان حکمران مظفر خان نے پختہ کرایا تھا۔ اب اس کو چھت ڈال کر بند کر دیا گیا ہے (۱۷) جامع الکرامات میں حضرت مخدومؒ کا کنوئیں کو جاری کرنے کے بجائے بند کر دینا غالباً" کاتب کا سہو ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپ کی بہت سی کرامات کا ذکر ملتا ہے۔ ان کی تفصیل جامع الکرامات میں دیکھی جا سکتی ہے۔

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانیؒ سے نسبت کی وجہ سے آپ کے پیروؤں اور معتقدین کے سلسلے کو مخدومیہ حقانیہ اور حضرت جنید بغدادیؒ سے نسبت ارادت کی وجہ سے سلسلہ جنیدیہ بھی کہتے ہیں۔

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانیؒ کا مزار مبارک ملتان سے بارہ میل دور آپ کے نام نامی سے منسوب اور آپ ہی کے آباد کردہ قصبہ مخدوم رشید میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ آپ کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن، حضرت شیخ سادھنؒ، مخدوم موسیٰ نوابؒ، حضرت داول دریاؒ اور حضرت مخدوم طاہر عرف بگا شیرؒ اور آپ کی اولاد میں سے مخدوم ابوبکرؒ، مخدوم محمدؒ، مخدوم حسنؒ اور مخدوم صدر الدینؒ اور پوتے حضرت مخدوم سلطان ایوب قتالؒ بڑے پائے کے صاحب کمالات بزرگ ہوئے ہیں۔ حضرت ایوب قتالؒ کی وفات ۷۲۱ھ میں ہوئی۔ (۱۸)

زہد و ورع اور کشف و کرامات میں حضرت مخدوم عبدالرشید حقانیؒ کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ وعظ و ارشاد اور تعلیم قرآن و حدیث میں لاثانی تھے۔ بقول مولف جامع الکرامات اس سلسلے میں اطراف و ممالک میں آپ کا شہرہ تھا۔ (۱۹) آپ کی عظمت اور بزرگی کا اعتراف کرتے ہوئے حضرت بہاء الدین زکریاؒ نے متعدد مواقع پر اپنے مریدین و متوسلین کو حل مشکلات کے سلسلے میں مخدوم صاحبؒ کی طرف رجوع کرنے کے لئے

کہنا۔ مثلاً" محمد تغلق کی مصیبت کو دور کرنا یا قوم ٹھٹھ کے دو افراد کی مشکل رفع کرنا۔ حضرت بہاء الدین زکریاؒ کو آپ سے غایت محبت تھی اور آپ حضرت مخدومؒ کی خدمت میں نہایت ادب و احترام سے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ جامع الکرامات میں مخدوم عبدالرشید حقانیؒ کا ذکر مبارک ان الفاظ میں آیا ہے۔

"آن سلطان الملت مصطفویؐ و آن برھان الخلعت دین نبویؐ و آن زبدہ سلک نبوت و آن نقاوہ دود مان فتوت و آن متمکن عنوان ہدایت و آن متوکل نشان ولایت و آن پیشوای یقین و آن مقتدای راہ دین و آن گرہ کشای پردہ وحدت و آن رھنمای طریق معرفت و آن آفتاب آسمان کرم و آن بحر مواج حلم و علم و آن لجۂ حیا و صفا و آن معدن جود و وفا (سخا) و آن شمس اخلاق معرفت و آن قمر اوراق مکرمت و آن برگزیدہ صاحب فتوت والجود و آن زبدہ اولیای معبود و آن بدر عارفان ھدایت و آن کامل بارگاہ عنایت و آن خلیفہ الٰہی و آن داعی نامتناھی و آن سلطان شریعت و آن برھان طریقت و آن صادق ورع و آن عالم شرع و آن قدوۃ الواصلین و آن عمدۃ الکاملین و آن مرشد الطالبین و آن شیخ المشائخین بندگی حضرت مخدوم عبدالرشید حقانیؒ القریشی الاسدی الکبیر المنیر قدس اللہ سرۃ العزیز ادام اللہ فتوحہ ...." (۲۰)

حضرت مخدومؒ قرآن' حدیث اور فقہ کے ماہر تھے اٹھاسی سال کی عمر تک ان علوم کی تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور تشنگان کی پیاس بجھاتے رہے۔

یہ جان کر تعجب ہوتا ہے کہ آپ کی طرف کماحقہ' اعتنا نہیں کیا گیا۔ اہل قلم نے اسی خانوادے کی دوسری شاخ جس کے سربراہ حضرت بہاء الدین زکریاؒ ہیں کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے لیکن حضرت مخدوم حقانیؒ کا ذکر بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ اگرچہ دو عالی مرتبت بزرگوں کا موازنہ و مقابلہ نامناسب ہے لیکن بات کی تہ تک پہنچنے کے لئے مجبوراً" ایسا کیا جا رہا ہے۔ ہمارے خیال میں حضرت مخدوم عبدالرشید حقانیؒ کی طرف ان وجوہات سے زیادہ توجہ مبذول نہیں ہوئی۔

ا۔ آپ کے مرشد نے نصیحت کی تھی کہ ترک و تجرید اختیار کرنا' دنیا سے دل نہ لگانا' وغیرہ۔ چنانچہ آپ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جنگل میں گوشہ گیر ہو گئے۔ نہ آپ نے

مرید بنائے نہ جانشین اور خلفاء مقرر کئے۔ آپ پر اکثر حالت سکر طاری رہتی تھی۔ جامع الکرامات کے الفاظ میں آپ "در استغراق تحیر و تجلیات فنافی اللہ محو و مستغرق بود و ہیچ خبر از عالم جسمانی نمی داشت مگر وقتی کہ بزرگان ہم مشرب در خدمت ایشان تشریف می آوروند آن وقت بحسب ضرورت از حجاب وحدانیت صمدی سر بیرون کشیدہ در قیل و قال اندک بیش اشتغل ورزید ند والا نہ۔ تا سالہا حاجت خوردن و آشامیدن و پوشیدن نمی داشتند" (۲۱) کبھی کبھار حالت صحو میں آتے تھے۔ لہٰذا خلق خدا سے روابط کم ہوئے۔

۲۔ آباؤ اجداد کی طرف سے ترکے میں وسیع اراضی اور بے حد و حساب دولت آئی تھی۔ شیخ بہاء الدین زکریاؒ کے بہت زیادہ اصرار پر آپ نے زمین' نقدی اور اجناس میں سے اپنا حصہ وصول تو کر لیا لیکن سب درویشوں اور مسکینوں میں بانٹ دیا۔ بعد میں مڑل قوم کے دو افراد ابو الفتح اور تاج الدین سے تھوڑی سی زمین خرید کر وہاں محدود پیمانے پر کھیتی باڑی شروع کی تاکہ رزق حلال کی سبیل ہو سکے۔ آپ کی اولاد کا ذریعہ معاش بھی معمولی زراعت اور نذر نیاز رہا (A-۲۱) چنانچہ فقر و فاقہ کی سی حالت رہی اور اس خاندان کو وہ اثر و رسوخ حاصل نہ ہوا جو حضرت بہاء الدین زکریاؒ اور ان کے خاندان کو تھا۔ شیخ بہاء الدینؒ نے زمین اور مال و دولت میں سے اپنا حصہ لے کر اسے تعلیم و تبلیغ اور اشاعت اسلام کے لئے استعمال کیا۔ چنانچہ تاریخوں اور تذکروں میں مذکور ہے کہ آپ اپنے مریدوں کو سامان تجارت دے کر دنیا کے دور دراز ملکوں کی طرف بھیجا کرتے تھے تاکہ وہ اپنی روزی خود کما کر اور یوں فکر معاش سے آزاد ہو کر تبلیغ کا فریضہ ادا کریں۔ آپ کے تجارتی جہاز جاوا سماٹرا تک اور تجارتی قافلے وسطی روس تک جایا کرتے تھے (۲۲) شیخ بہاء الدینؒ اور آپ کی اولاد (صاحبزادے شیخ صدر الدین عارفؒ اور پوتے شاہ رکن عالمؒ) نے اس مال و دولت سے خلق خدا کو بہت فائدہ پہنچایا۔ کہتے ہیں کہ ملتان میں ایک بار سخت قحط پڑا۔ والئی ملتان کو غلے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ حضرت بہاء الدین زکریاؒ نے غلے کی ایک بڑی مقدار اپنے ہاں سے اس کے پاس بھیجی۔ جب غلہ اس کے پاس پہنچا تو اس کے انبار میں سے نقرئی ٹنکے کے سات کوزے بھی نکلے۔ والئی ملتان نے شیخ کو اس کی اطلاع دی تو انہوں نے فرمایا کہ

ہم کو پہلے سے معلوم تھا لیکن غلطے کے ساتھ اسے بھی ہم نے بخشا۔ (۲۳) آپ نے ملتان میں فقراء کے لئے دارالاقامہ' طلباء کے لئے مدرسہ اور بیماروں کے لئے شفاخانہ بھی قائم کیا۔ آپ کے تعلقات خاص و عام سے تھے اور آپ نے بہت سے سیاسی امور اور واقعات میں بھی حصہ لیا۔ مثلاً" جب نوین صالح مغل نے ۱۲۵۷ء میں ملتان پر حملہ کیا تو حضرت بہاء الدین زکریاؒ نے ایک لاکھ دینار ادا کر کے ملتان کو تباہ ہونے سے بچایا (۲۳) ۱۳۳۴ء میں ابن بطوطہ ملتان پہنچا تو حاکم ملتان قطب الدین نے حکم دیا کہ وہ شیخ رکن الدین قریشیؒ کے متوسلین کے پاس ٹھہرے کیونکہ شیخ گورنر کی اجازت کے بغیر اجنبیوں کو نہیں ٹھہرا سکتے تھے۔ (۲۵) اس طرح کے تعلقات اور حالات و واقعات نے حضرت بہاء الدین زکریاؒ اور ان کے خاندان کے اثر و رسوخ میں مزید اضافہ کیا۔ اس کے برعکس حضرت مخدومؒ ترک و تجرید اور استغنا کی وجہ سے گوشہ گمنامی میں رہے۔

۳۔ حضرت مخدوم عبدالرشیدؒ کے خلفاء اور مریدین میں اس پایے کے عالم نہ نکلے جیسے حضرت بہاء الدین زکریاؒ ملے کے ہاں ہوئے۔ موخر الذکر بزرگ کے فرزند شیخ صدر الدین عارفؒ (۲۶) اور پوتے حضرت رکن الدین عالمؒ (۲۷)' مرید حضرت جلال الدین بخاریؒ ۲ اور ان کی اولاد بالخصوص پوتے حضرت جلال الدین جہانیاں جہانگشتؒ (۲۸)' فخر الدین عراقیؒ ۳ شیخ حسن افغانؒ (۲۹)' امیر حسینیؒ (۳۰) لعل شہباز قلندرؒ ۴ ...... نے سلسلہ سہروردیہ کو چار چاند لگائے۔ ان میں سے اکثر نے کتب اور تذکرے لکھ کر اپنے بزرگوں کے ناموں اور انکے کارناموں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا۔

مذکورہ بالا وجوہات سے سلسلہ مخدومیہ کو وہ فروغ حاصل نہ ہوا اور نہ وہ شہرت ملی جو اس کے عظیم بانی کے فقر و ولایت' زہد و ورع اور روحانی مرتبے کو دیکھتے ہوئے ملنی چاہئے تھی۔ مدتوں اس خاندان کے کسی فرد یا متوسل کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ وہ اپنے جد امجد اور مرشد کے حالات لکھتا۔ کئی صدیوں بعد مخدوم عبدالرشید حقانیؒ کے حالات زندگی اور ملفوظات شیخ شرف الدین قریشی لاہوری نے جمع کئے جس کا دعویٰ ہے کہ وہ مخدوم خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔

۱' ۲' ۳' ۴ ان بزرگان کرام کے حالات کتاب کے آخر میں تعلیقات میں ملاحظہ فرمائیں۔

مؤلف کے حالات زندگی

مؤلف کی تاریخ پیدائش' وفات اور احوال زندگی کے بارے میں معلومات دستیاب نہیں البتہ جامع الکرامات میں انہوں نے خود اتنا بتایا ہے کہ وہ حضرت مخدوم عبدالرشید قدس اللہ سرہ' کی اولاد سے اور دارالسلطنت لاہور کی فصیل کے اندر موچی دروازہ سے ملحق محلہ شیخ بڈھن ماچینی کے رہنے والے ہیں۔

"فقیر پر تقصیر ضعیف و نحیف شرف الدین از اولاد غفران پناہ' رضوان دستگاہ حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی قدس اللہ سرہ ساکن اندرون حصار دارالسلطنت لاہور متصل موچی دروازہ محلہ شیخ بڈھن ماچینی............" (۴۱)

آگے چل کر لکھتے ہیں کہ "وہ ایک دن فضیلت و کمالات پناہ شیخ عبدالغفور مرحوم و مغفور کے کتب خانے میں شیخ وجیہہ الدین مدرس سے ملنے گئے تھے جو انہی (یعنی شیخ عبدالغفور) کے محلے کے رہنے والے تھے۔ موخر الذکر شیخ علم قرآن و حدیث و شریعت میں بے نظیر اور لاثانی تھے"۔ افسوس کہ شیخ عبدالغفور مرحوم اور ان کے کتب خانے کا کوئی سراغ نہیں مل سکا نہ شیخ وجیہہ الدین مدرس کے بارے میں کچھ معلوم ہوا کہ وہ کون تھے اور کہاں ملازم تھے۔ ورنہ شاید انہی حضرات کے حالات زندگی کے مطالعے کے ذریعے سے مؤلف کے احوال پر کچھ روشنی پڑ سکتی۔ راقم نے موچی دروازہ میں جا کر مختلف لوگوں سے مل کر کچھ جاننے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن ناکامی ہی ہوئی۔ مخدوم عبدالرشید قدس سرہ' کے پوتے سلطان ایوب قتال ؒ کی شادی سید ایوب ماچینی کی صاجزادی بی بی فاطمہ سے ہوئی تھی (۴۲) قیاس کہتا ہے کہ شیخ بڈھن ماچینی جن کے نام سے موچی دروازے کا محلہ موسوم ہے اسی سید ایوب ماچینی کی اولاد سے ہوں گے۔ ایک ہی لاحقے ماچینی سے دونوں کا ایک ہی خاندان سے ہونا بہرحال ظاہر ہے۔ (ایوب ماچینی کا مزار مخدوم رشید سے چند میل کے فاصلے پر شاہ مچینی کے نام سے مشہور ہے۔)

شیخ شرف الدین قریشی کا ذکر کسی کتاب میں نظر سے نہیں گذرا لہٰذا ہم مؤلف کی اپنی

فراہم کردہ معلومات پر اکتفا کرنے پر مجبور ہیں۔ بہرحال اس سے یہ ثابت ہوا ہے کہ مئولف کوئی معروف و مشہور شخصیت نہیں تھے اس خاندان سے تعلق رکھنے والے ایک عام سے شخص تھے جنہوں نے بزرگوں کی محبت و عقیدت سے سرشار ہو کر یہ کتاب لکھی تاکہ آنے والی نسلوں کے لئے یادگار رہے۔

جامع الکرامات سے ان کے شوق مطالعہ کا پتہ چلتا ہے۔ انہوں نے متعدد ملفوظات پڑھنے کے بعد اپنے موضوع کے متعلق اتنا مواد جمع کیا جو ان کی قابلیت اور اہل علم و فضل ہونے کی دلیل ہے۔

جامع الکرامات کا سن تصنیف

یہ محقق نہیں ہو سکا کہ جامع الکرامات کس سن میں تالیف ہوئی۔ بادی النظر میں کتاب کے صفحہ ۲ الف پر ایک جملے سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ اس کا سال تصنیف ۸۶۶ھ ہے۔ اس شبے کو اس بات سے تقویت ملتی ہے کہ مؤلف نے یہ کتاب حضرت مخدوم ایوب قتالؒ اور ان کے چچا مخدوم صدر الدینؒ اور ان ہر دو حضرات کے پوتوں کے ناموں پر ختم کی ہے۔ جامع الکرامات کے مطابق مخدوم ایوب قتالؒ کی وفات ۷۶۶ھ میں ہوئی۔ دادا سے پوتوں کے دور حیات تک کم و بیش ایک سو سال ہوتے ہیں جس سے سن ۸۶۶ھ برآمد ہوتا ہے اس سے یہ خیال سر اٹھاتا ہے کہ شاید مؤلف نے پوتوں یا زیادہ سے زیادہ پڑپوتوں کا زمانہ پایا ہے اور اس وقت تک کی تاریخ لکھ دی ہے۔ لیکن یہ تمام تصوراتی عمارت اس وقت یکلخت زمین بوس ہو جاتی ہے جب ہمیں یاد آتا ہے کہ مؤلف خود اپنے آپ کو اس خاندان کے اخلاف ہی سے بیان کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ بہت بعد کے آنے والوں میں سے ہو گا۔ اگر وہ قریبی خلف مثلاً" پوتا یا پڑپوتا ہوتا تو ضرور اسے تحریر کر دیتا (اور اس پر فخر کا اظہار بھی کرتا) معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے حضرت ایوب قتالؒ کے پوتوں کے اخلاف کے اسماء قصداً" چھوڑ دیئے ہیں یا پھر وہ ان کا احاطہ ہی نہیں کر سکا اور وہ خود قریب کی اولاد نہیں۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ ۸۶۶ھ جامع الکرامات کا سن تصنیف نہیں بلکہ یہ ملفوظ مخدوم ایوب قتالؒ کا ہے کیونکہ یہ اس نام کے ساتھ ہی مذکور ہے۔ مؤلف نے کتاب کے منابع و ماخذ کے نام لکھتے ہوئے چوتھے ماخذ کا ذکر یوں کیا ہے۔

"قسم چہارم: از ملفوظ غوث الملک عمدۃ الواصلین بندگی حضرت مخدوم سلطان ایوب قتالؒ قریشی" و تصنیف این در سنہ ثمان مائۃ و ستین و ستۃ من ہجرۃ النبی آخر الزمان"

کتاب کی زبان اور اسلوب سے بھی یہ اندازہ ہوتا ہے کہ کتاب بارھویں صدی

ہجری کے شروع یعنی ۱۱۰۵ھ کے لگ بھگ لکھی گئی۔ آیئے اس سوال پر ایک اور پہلو سے غور کریں۔ مؤلف نے اپنے آپ کو محلہ بڈھن ماچھنی اندرون موچی دروازہ لاہور کا رہنے والا بتایا ہے۔ اس وقت موچی دروازے کے اندر اس نام کا کوئی محلہ نہیں۔ علاقے کے بڑے بوڑھوں نے راقم کو بتایا کہ انہوں نے اپنے دادا پردادا سے بھی یہ نام نہیں سنا۔ یعنی اس نام کا محلہ مدتوں سے نابود ہو چکا ہے۔ خیال رہے کہ محلوں کے نام اتنی جلدی نہیں بدلا کرتے۔ اب وہاں کوچے ہیں اور ان کے نام بھی ایسے ہیں جو مغل دور بالخصوص اواخر دور مغلیہ میں ہوتے تھے جیسے ذاتوں کے نام کے منسوب یا پیشہ وروں کے نام سے۔ اواخر دور مغلیہ اورنگ زیب کی وفات (۱۷۰۷ء) سے شروع ہوتا ہے۔ اس حساب سے مؤلف اب سے ڈھائی تین سو سال قبل رہا ہو گا۔ یوں یہ کتاب بارھویں صدی ہجری کے شروع میں لکھی گئی ہو گی۔

بہر حال جامع الکرامات کا صحیح سال تصنیف تشنۂ تحقیق ہے۔ شاید آیندہ نئے شواہد ملنے کی صورت میں اس سوال کا جواب دینا ممکن ہو جائے۔

کتاب کی معنوی و ادبی اہمیت

جامع الکرامات حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ ' انکے عمزاد حضرت عبدالرشید حقانیؒ اور ان ہر دو حضرات کے اسلاف امجاد کے احوال پر مشتمل ایک بنیادی کتاب ہے خاص طور پر یہ مخدوم حقانیؒ کی زندگی اور ان کے اخلاف کے حالات کا احاطہ کرتی ہے۔ اس کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ اس عظیم الشان خاندان کے بارے میں تمام لکھنے والوں نے اس سے استفادہ کیا ہے۔ مولانا نور احمد فریدی کا تذکرہ بہاء الدین زکریاؒ اور تذکرہ حضرت صدر الدین عارفؒ (۴۳) اس ضمن میں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ نذر محمد سیرانی نے اولیائے ملتان میں (۴۴) ' ڈاکٹر روبینہ ترین نے اپنے مضمون شیخ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کی علمی ادبی و شعری خدمات (۴۵) میں اس کتاب سے فائدہ اٹھایا ہے۔ مخدوم عبدالرشید حقانیؒ کے بھائی حضرت موسیٰ نواب (۴۶) کا مختصر تذکرہ لکھتے ہوئے پروفیسر سعید احمد سعید نے بھی جامع الکرامات کی بعض عبارتوں کا ترجمہ کر دیا ہے (۴۷) (اگرچہ انہوں نے اس کا اعتراف نہیں کیا)۔ اس کے علاوہ بھی یقیناً ایسی کتب اور رسائل و مضامین ایسے ہونگے جن میں جامع الکرامات کی طرف رجوع کیا ہو گا۔ بہرحال سلسلہ سہروردیہ اور خاندان مخدومیہ کے آباء و اجداد کے بارے میں کوئی تذکرہ اس کتاب کا ذکر کئے بغیر مکمل نہیں کہلا سکتا۔

جامع الکرامات کی اہمیت اس وجہ سے بھی ہے کہ اس کے لکھنے میں مؤلف نے جن ملفوظات سے استفادہ کیا ہے وہ اب نایاب ہیں۔ مثلاً " ملفوظات شمس الدین ' ملفوظات حضرت ایوب قتالؒ " کا کہیں سراغ نہیں ملتا۔ غنیمت ہے کہ مؤلف نے ان کتابوں کے اقتباسات کو محفوظ کر دیا ہے۔

زیر نظر کتاب اس لحاظ سے بے حد قابل قدر ہے کہ مخدوم عبدالرشید حقانیؒ اور ان کی اولاد کے حالات اس کتاب کے علاوہ اور کہیں نہیں ملتے۔ بعد میں جن لوگوں نے بھی اس موضوع پر لکھا انہوں نے اسی سے اخذ کیا ہے۔

اگرچہ جامع الکرامات کی بعض روایات محل نظر ہیں مثلاً " یہ کہ حضرت بہاء الدین

زکریاؒ کی شادی حضرت شیخ عبدالقادرؒ کے بیٹے عیسیٰ کی صاحبزادی فاطمہ سے ہوئی تاریخی لحاظ سے غلط ہے۔ تاریخ فرشتہ' خزینتہ الاصفیاء' مرآۃ الاسرار اور سیر العارفین کے مطابق آپ کی شادی کوٹ کروڑ کے مولانا حسام الدین کی دختر بی بی فاطمہ سے ہوئی۔
(۶) اسی طرح ایک دو اور بیان بھی متنازعہ ہیں۔ لیکن اس کی وجہ سے پوری کتاب کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ بعض تحقق علوت واقعات کا بیان بھی کھٹکتا ہے۔ عقیدت کی بنا پر بزرگوں سے ایسی کرامات منسوب کر دی گئی ہیں جنہیں قبول کرنے میں تامل ہوتا ہے۔ لیکن یہ قدیم زمانے میں عام دستور تھا اور کافی حد تک آج بھی ہے۔ کچھ رطب ویابس بھی ہے۔

بہرحال جامع الکرامات کی طرف مثبت یا منفی' اعتنا ضرور کیا گیا ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کتاب میں جان ہے۔ جس کتاب کے خلاف بیان بازی ہوئی ہو' جس کی روایات کو جھٹلانے کی کوشش کی گئی ہو' موافق آراء بھی دی گئی ہوں اور مخالف بھی' اسکا شائع ہونا ضروری ہے تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ آخر اس کتاب میں ہے کیا جو اس کی طرف اتنی توجہ دی گئی ہے۔ کتاب کا متنازعہ ہونا اس کی طباعت کو لازم ٹھہراتا ہے۔

کتاب سادہ اور رواں عبارت میں لکھی گئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے مختلف ماخذوں سے اقتباسات منتخب کر کے ان کے مفاہیم و مطالب کو اپنے لفظوں میں بیان کیا ہے۔ دو تین مقامات پر مقفیٰ و مسجع عالمانہ نثر بھی ملتی ہے۔ لیکن ان میں سے صرف ایک آدھ ہی اس کے اپنے الفاظ پر مشتمل نظر آتی ہے۔ مقامی الفاظ خصوصاً سرائیکی کے لفظ جیسے لٹ کپ وغیرہ استعمال ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جامع الکرامات میں جس خاندان کے حالات بیان ہوئے ہیں اس کا تعلق ملتان اور اس کے گرد و نواح سے ہے۔ یہ بھی عین ممکن ہے کہ خود مؤلف یا اس کے والدین سرائیکی علاقے کے رہنے والے ہوں اور موچی دروازہ لاہور کے محلّہ بڈھن ماچھنی میں آبسے ہوں۔

حواشی

(۱) نذر محمد سیرانی نے صرف ایک سو انتالیس بزرگوں کا ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ان کی کتاب اولیائے ملتان' شائع کردہ کتب خانہ حاجی نیاز احمد اندرون بوہڑگیٹ ملتان' ۱۹۸۲

(۲) جامع الکرامات قلمی ص ۳۹ ب

(۳) جامع الکرامات قلمی ۱۴۱ب

(۴) جامع الکرامات قلمی ص ۲۶ ب۔

(۲) ابی محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ (متولد ۲۱۳ھ' متوفی ۲۷۰ھ)' معارف' بحوالہ رسالہ "انوار غوثیہ خان بہادر مخدوم حسن بخش صاحب قریشی کی دو فحش

غلطیوں کا اظہار' اول افتادہ' مولف نامعلوم'ص ۷

فرشتہ نے تذکرۃ الاولیائے ہند مؤلفہ شیخ عین الدین بیجاپوری کے حوالے سے ان کا نام میار لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو تذکرہ مشائخ کرام (فرشتہ) اردو ترجمہ ص ۱۳۰

(۴) نور احمد فریدی' تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی" علماء اکیڈمی لاہور ۱۹۸۰ء' ص ۲۶' ۳۱'

(۵) جامع الکرامات قلمی ص ۲ ب۔

(۶) محمد قاسم فرشتہ' تذکرہ مشائخ کرام (اردو) احسن برادرز المنار مارکیٹ لاہور ۱۹۶۵ء ص ۱۳۰

(۷) مرآۃ الاسرار قلمی' عبدالرحمٰن چشتی ص ۳۴۲ الف

(۸) سیر العارفین' مولانا جمالی' اردو ترجمہ محمد ایوب قادری' مرکزی اردو بورڈ لاہور ص ۱۴۴

(۹) تذکرۃ مشائخ کرامؒ اردو ترجمہ تاریخ فرشتہ (باب مشائخ ہند)' احسن برادرز لاہور ص ۱۳۰

(۱۰) روزنامہ نوائے وقت ملتان' ۴ جولائی ۱۹۹۱ء

(۱۱) مرآۃ الاسرار قلمی عبدالرحمٰن چشتی ص ۲۰۶ ب اور ' بزم صوفیہ' صباح الدین عبدالرحمٰن کے مطابق ۵۶۵ھ،نور احمد فریدی نے تذکرہ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ میں ۵۶۶ھ لکھا ہے جبکہ خزینتہ الاصفیا اور حدیقتہ الاولیا مفتی غلام سرور لاہوری کے مطابق ۵۷۸ھ ہے۔

(۱۲) جامع الکرامات قلمی ص ۲۰ الف پر لکھا ہے کہ بہاء الدین زکریاؒ کے والد حضرت محمد غوث کی وفات کے وقت حضرت بہاء الدین زکریا بارہ سال کے اور عبدالرشیدؒ نو سال کے تھے

(۱۳) جامع الکرامات قلمی ص ۲۱ ب

(۱۴) جامع الکرامات قلمی ص ۳۵ ب

(۱۵) خلاصتہ المناقب از نور الدین جعفر بدخشی مرتبہ دکتر سیدہ اشرف ظفر' پیش گفتار۔

(۱۶) نذر محمد سیرانی' اولیائے ملتان' ص ۹۴

(۱۷) ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی' حضرت مخدوم عبدالرشید حقانیؒ نوائے وقت ملتان' ۴ جولائی ۱۹۹۱ء۔

(۱۸) جامع الکرامات قلمی ص ۳۹ ب

(۱۹) ایضاً ص ۲۱ ب

(۲۰) ایضاً ص ۳۶ ب

(۲۱) ایضاً ص ۲ ب

(A-۲۱) اولاد علی گیلانی، مرقع ملتان، ۱۹۳۸ء صفحہ ۵۷۷

(۲۲) تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ، محولہ بالا۔ ص ۱۴

(۲۳) صباح الدین عبدالرحمٰن، بزم صوفیہ، نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۸۷ء ص ۴۰

(۲۴) گزیٹر ضلع ملتان ۰۲-۱۹۰۱، ص ۴۰۔

(۲۵) ایضاً

(۲۶) **شیخ صدر الدین عارفؒ** حضرت بہاء الدین زکریاؒ کے فرزند ارجمند، کلام اللہ پڑھتے تو اس پر غور و فکر فرماتے۔ ان پر بہت معانی و مطالب ظاہر ہوتے۔ اس لئے عارف کہلائے۔ (سیر العارفین مولانا جمالی بحوالہ تاریخ فرشتہ ۲: ۴۰۸) پیدائش ۱۲۲۱ء ملتان، وفات مرآۃ الاسرار عبدالرحمٰن چشتی اردو ترجمہ ص ۸۱۷ کے مطابق ۶۸۴ھ جو غلط ہے۔ فرشتہ تذکرہ مشائخ کرام ۶۷۷ھ یہ بھی درست نہیں۔ نور احمد فریدی بحوالہ جامع السلاسل ۷۰۹ھ)

(۲۷) **حضرت شاہ رکن عالمؒ** شیخ صدر الدین عارفؒ کے فرزند بلند مرتبہ، پیدائش ۶۴۹ھ، لیکن مرآۃ الاسرار بحوالہ لطائف اشرفی ۶۴۷ھ، والدہ محترمہ بی بی راستیؒ۔ وفات ۷۳۵ھ (مرآۃ الاسرار اردو ص ۸۲۲) مزار ملتان میں مرجع خلائق ہے۔

(۲۸) **مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ** سید جلال الدین سرخ بخاریؒ کے پوتے، سید احمد کبیرؒ کے فرزند، اچ کے نامور روحانی خاندان سے تعلق، جلال الدین بخاریؒ نام، مخدوم جہانیاں لقب، اطراف جہاں میں پھرنے کی وجہ سے جہانگشت کہلائے۔ پیدائش ۷۰۷ھ، شریعت اور طریقت ہر دو میں بلند مرتبہ پایا۔ شاہ رکن عالمؒ اور دوسرے بہت سے مشائخ و علما سے کسب فیض کیا۔ سلطان محمد تغلق کے عہد میں شیخ الاسلام مقرر ہوئے۔ وفات ۷۸۵ھ، مزار اچ میں ہے۔

تصانیف: ملفوظات خلاصۃ الالفاظ جامع العلوم، سراج الہدایہ، خزانۃ الفوائد جلالیہ۔ جواہر جلالی ۲۔ ترجمہ فارسی رسالہ مکیہ ۳۔ مکتوبات ۴۔ مسافر نامہ (پاکستان میں فارسی

ادب ڈاکٹر ظہور الدین احمد' لاہور جلد اول ص ۳۴۵)

(۲۹) شیخ حسن افغانؒ حضرت بہاء الدین زکریاؒ کے چہیتے مرید' بروایت حضرت نظام الدین اولیاءؒ حضرت شیخ الاسلامؒ فرماتے تھے کہ اگر قیامت کے دن مجھ سے پوچھا گیا کہ تم دنیا سے کیا تحفہ لائے ہو تو میں عرض کروں گا کہ خواجہ حسنؒ کا صدق اور اعتقاد صحیح لے کر آیا ہوں۔ ان پڑھ تھے لیکن علم لدنی سے فیض یاب' کشف و کرامات کے مالک۔

(۳۰) امیر حسینیؒ پیدائش غور (افغانستان کا گاؤں کزیو) ہرات میں سکونت کے باعث ہروی کہلائے۔ بہ سلسلہ تجارت ملتان آئے اور حضرت بہاء الدین زکریاؒ کے مرید ہوئے۔ بقول جامی وفات ۱۳۱۸ء / ۷۱۸ھ جو درست نہیں۔ زاد المسافرین کے اختتام ۱۳۲۸ء / ۷۲۹ھ تک زندہ تھے۔

تصانیف : ۱۔ نزھت الارواح ۲۔ الارواح ۳۔ صراط مستقیم ۴۔ طرب المجالس ۵۔ زاد المسافرین ۶۔ کنزالرموز مثنوی ۷۔ سوالات گلشن راز ۸۔ دیوان نمبرا' ۵ اور ۶ پر شیخ بہاء الدین زکریاؒ نے اصلاح فرمائی۔ (تاریخ ادبیات مسلمانان پاک و ہند' جلد سوم فارسی ادب (اول) پنجاب یونیورسٹی لاہور ۱۹۷۱ء ص ۱۰۷

(۳۱) جامع الکرامات قلمی ص ۱ الف

(۳۲) ایضاً" ص ۳۵ ب

(۳۳) بالترتیب شائع کردہ قصر الادب نور محل براستہ شجاع آباد ملتان ۱۹۵۴ء و قصر الادب جگو والا براہ لودھراں ۱۹۵۸ء

(۳۴) نذر محمد سیرانی' اولیائے ملتان' کتب خانہ حاجی نیاز احمد اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

(۳۵) مجلہ "سہرورد" شمارہ ۸ ' جنوری ۱۹۸۹ء سہروردیہ فاؤنڈیشن ۱۱۵ میکلوڈ روڈ لاہ

(۳۶) آپ کا مزار سرواہی تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان میں ہے۔

(۳۷) قصر الادب سرواہی ضلع رحیم یار خان' ۱۹۸۱ء۔

متنِ فارسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(ص ۱۱) ملفوظ حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی قدس سرہ' از تصنیف شیخ شرف الدین قریشی

ابیات

ایکہ در ملک جان تو داری دست   خالق کل شئی بالا (و) پست
کل مخلوق چیست بی تبدیل   مظہر بر صفات شد بی تمثیل
درمیان دوست را عیان کردی   سرور کائنات را نشان کردی
زیب لولاک یافت در کونین   بہر امت شفیع در حشرین

من بعد بر ضمائر فیض ماثر' فضلای دین و علمای امین و سائر کافہ انام پنہان و مخفی نماند کہ تقریر (فقیر) پر تقصیر ضعیف و نحیف شرف الدین از اولاد غفران پناہ رضوان دستگاہ حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی قدس اللہ سرہ' ساکن اندرون حصار دارالسلطنۃ لاہور متصل موچی دروازہ محلہ شیخ بڈھن ماچھینی یک روز (در) کتب خانہ فضیلت و (ص ۱ ب) کمالات پناہ شیخ عبدالغفور مرحوم (و) مغفور بہ خدمت شیخ وجیہہ الدین مدرس ساکن محلہ ایشان بجہت مقابلہ گرفتہ (رفتہ) بودم و شیخ مسطور در علم فضیلت و شریعت و نص و حدیثات بی نظیر ولاثانی بود' چند نسخہ ملفوظات اہل سلف بموجب مفصلۃ الدلائل کہ در آن ذکر کشف (و) کرامات واحوال خدمات حضرت مخدوم عبدالرشیدؒ درج بود درمطالعہ در آمد۔ فقیر خواست کہ احوال بزرگان جد خود از خروج العرب و دخول الدیار خوارزم (۱) و غزنوی (غزنی) و .قعۃ ملتان از ملفوظات ذیل چیدہ ویکجا سازد تا متہیان اولاد اینجای را یادگار بماند۔

قسم اول : از ملفوظ شیخ الاسلام والدین' مرشد الطالبین با ... علم الیقین شیخ شمس الدین (۲) مشتمل بر دو ذکر' قسم ذکر اول در خروج العرب و دخول شہر خوارزم' قسم ذکر دوم در کوائف فتح دیار ھند و ولایت راجہ دیپال (۳) و خشتال و تنبورہ سا

قسم دوم : احوال مشائخنا منقول از ملفوظ قطب الاقطاب موحد لاثانی شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ (۴)

قسم سوم : از ملفوظ سید الابرار (ص ۲ ا) ربانی اسرار حضرت سید جلال الدین بخاری (۵)' احوال خصال و کرامات و صحبات و اجلاس و حیات و عمر شیخنا حضرت عبدالرشیدؒ بدرج آوردہ کہ شیخنا صاحب وجد و فناء فی اللہ و تارک دنیا عن تحت الثریٰ الیٰ العرش استویٰ کماحقہ' میداشت و از قبل (و) قال نفسانی و علامات زندگانی دنیا مستغنی بود مگر بہ اہل طریق بزرگان چنانچہ حضرت شیخ المشائخین شیخ الاسلام و الدین حضرت شیخ بہاء الدین (۶) وغیرہ بزرگان در عالم صحوۃ می آمد۔

قسم چہارم: از ملفوظ غوث الملک عمدۃ الواصلین بندگی حضرت مخدوم سلطان ایوب قتال قریشیؒ و تصنیف این در سنہ ثمان مائتہ وستین ستہ من ہجرۃ النبی آخر الزمانؐ احوال تمامی بزرگان اہل سلف از ابتدای حضرت آدم صفی اللہ تا انتہای زمانہ حضرت پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکجا ساختہ و کوائف جد الشریفین مشائخنا در ارقام آوردہ' "جامع الکرامات ملفوظ المتقی" نام نہادہ کہ خوانندگان از اولاد و مریدان با اعتقاد از احوال و کوائف شیخنا مطلع گردیدہ یادگار دارند۔ چون حضرت مخدوم از ابتدای حال رشد لغایت وصال دار البقا در استغراق تحیر (ص ۲ ب) و تجلیات فنافی اللہ محو مستغرق بود و ہیچ خبر از عالم جسمانی نمیداشت مگر وقتی کہ بزرگان ہم شرب (مشرب) در خدمت ایشان تشریف می آوردند آن وقت بحسب ضرورت از حجاب وحدانیت صمدی سر بیرون کشیدہ در قیل (و) قال اندک (و) بیش اشتغال ورزیدند والانہ۔ تا سالہا حاجت خوردن و آشامیدن و پوشیدن نمی داشتند و خادمان امورات ملتوی خود را ہمون وقت استظہار کردہ می گرفتند۔

قسم اول : از ملفوظ شیخ المشائخین مرشد الطالبین بندگی حضرت شیخ شمس الدین چنین نوشتہ اندکہ۔

آغاز کتاب

امیر تاج الدین رئیس دیار عرب بود' در بیت الله مبارک سکونت میداشت' چون نوبت خلافت مکہ معظمہ بہ ملک حمار مروانی رسید (۷) و تمامی باشندگان و نواحی عرب (را) طریق خارجیہ درپیش ساختند (۸) و اوشان بہ امیر تاج الدین تکلیف کردند کہ بیعت ما بکند ایشان قبول نکردند بہ مروانیان مخالفت قلبی شد۔ ازین سبب وطن مالوفہ خود گذاشتہ مع لشکر در خوارزم رسیدند۔ چند مدت در آنجا گذران کردند و تنہا در قلعہ خوارزم آمد (و) رفت می داشتند و با طغون بیگ قلعہ دار خوارزم اخلاص درمیان آمد۔ کسی غرض گوی قلعہ دار مذکور را (ص ۱۳) بدگمانی درمیان آورد کہ امیر تاج الدین برای گرفتن قلعہ مستعد است۔ قلعہ دار بہ امیر تاج الدین بد گمان شدہ از آمدن در رفتن ایشان جواب داد' ازین سبب برہم گشتہ قلعہ را گرد کردند۔ یک سال منازعہ و جنگ درمیان ماند۔ بعد منقضی سال قلعہ را فتح کردند و قلعہ دار را محبوس ساختہ خود در قلعہ مکان ھای سکونت مرتب ساختند۔

نقل است از ملفوظ شیخ برھان الملت والدین (۹) کہ امیر تاج الدین مدت دہ سال در قلعہ خوارزم کامرانی فرمودہ بجوار حق پیوست۔ شیخ عبداللہ حسین پسر بزرگوار کہ در علوم ظاہر و باطن ممتاز و مرتاز (مرتاض) بود بر کرسی بنشست مدت چہل سال۔ دویم پسر خورد شیخ شمس الدین کہ در علوم لدنی برکمال لاثانی بود واز علم نص و حدیث عالم را مستفیض گردانیدند واز علم باطن سی صد کس را مرید کردند چنانچہ ذکر ایشان درین ملفوظ علیحدہ درج است مشروحا" در ختمیتہ معلوم و مفہوم خواہد شد۔ بعدہ' شیخ المشائخ از دارالفناء بہ دار البقاء رحلت فرمودند و مزار و بقعہ منور اوشان در نواحی خوارزم است۔

نقل است کہ من بعد شیخ حسین فرزند ارجمند بہ خرقہ سجادگی ممتاز گشت۔ احوال آن بزرگوار بیحد و بیعد مستغنی بودو از اسباب دنیا نقد (ص ۳ ب) وجنس از بہایم و فلوس این قدر زر کہ در معرض شمار نمی آمد و خدمت شیخ شمس الدین کہ عم مبارک شیخ حسین بود اولیای کامل و در چہاردہ علم قابض و حامل' شیخ موصوف خواست کہ بخدمت عم فیاض الانعم ارادت مریدی و حصول باطن ازروی بیعت دریابد۔ لان شیخنا

رجوع کرد و زمین خدمت بو سید والحان والحاح بسیار بجای آورد۔ شیخ فرمود کہ دو مدعی در یک جا اجلاس نمی نمایند و دو شمشیر دریک نیام راست نمی شوند۔ فرمود کہ ای فرزند اگر مال ومنال دنیاوی تمام و کمال حسبۃ للہ در تصرف درویشان نمایی و تجرید و بینوایی اختیار کنی آنچہ نصیب است بتو سپارم' شیخ از نصایح عم فارق الغم ہیچ ابا نکردند۔ فی الفور تمامی خزاین از نقود و فلوس و بہایم و اساس (اثاث) الیست کلی و جزوی بہ نام اللہ تعالیٰ بہ درویشان و مسکینان و مستحقان صرف کرد و نفیر عام داد و خود تنفس یک کلاہ و نمیہ و ازار باقی داشت و خود را در سلک مریدان و خدام شیخ المشائخ پنداشت۔ چند گاں در خوارزم متوطن ماندند' بعدہ' بہ حسب آبخورد والحاح و التجای سلطان محمود غزنوی بہ طرف غزنوی (غزنی) مراجع گشتند۔ در شہر غزنی بہ طرف مسجد جامع یک حجرہ مسکن مالوفہ نمودند۔ لیل (ص ۱۴) ونہار در یاد حق تبارک و تعالیٰ مشغول بودند گذران متوکلی می نمودند۔ مدت سہ سال بہ سلطان محمود التفات نکردند۔ بعد سہ سال سلطان محمود کہ در آنجا والی غزنی بود ارادہ مریدی وجب اعتقاد در خاطرش من اللہ منعقد گشت بخدمت مشائخین ارادہ بندگی وطناب سرا گندگی در گردن انداختہ رجوع گشت و قدم بوسی نمود۔ شیخ المشائخین و قدوۃ السالکین شیخ شمس الدین سلطان محمود غزنوی را از علم نص و قرآن و حدیث تعلیم فرمودند چنانچہ شاہزادہ در علم شریعت و نص و حدیث یکی علامتہ الدہر گردید وبعدہ' بہ علم لدنی ارشاد فرمودند' در اندک مدت ممیز الطبقات سموی و بکشف الاسرار ارضی گشت بہ خدمت شیخنا عرض نمود کہ بہ مشاہدہ جمال پر کمال حضرت محبوب ذوالجلال و حضرت علیہ الصلوات (مستفیض) گردد بہ توجہ باطنی و تیسیر المعانی بہ مشاہدہ جمال بی علل مستفیض فرمودند۔

نقل است کہ سلطان محمود ہر شب در خدمت علیہ الصلوات والسلام حاضری بود و شیخ المشائخ در باب آن از حضور' فتوحات ولمعات ارزانی می فرمودند' یک شب بندگی حضرت شیخ المسلمین سلطان محمود در حضور پر نور حضرت خاتم النبیؐ (خاتم النبیینؐ) حاضر بودند کہ فرمان شد کہ ولایت ہند (ص ۴ ب) تمامی کفار است' سلطان محمود مراجع بہ طرف دیار ہند شود' آن ملک را در سلک اسلام آرد۔ سلطان محمود مجرد حکم قبول کرد خلعت نورانی از حضرت ذوالجلال والاکرام عطا گردید' سرفراز شد و ممتاز گشت۔ علی

الصباح بر تخت نشست، حاضری لشکر گرفت و نفیر عام اسلام در تمام ولایت اظہار و انتشار کرد کہ ہر کہ مسلمان کلمہ طیب گو باشد بداند کہ ذات پاک علیہ الصلوت والسلام خوانده است برای معاونت ولایت ہند پا در رکلب شود۔ ہر کس از طایفہ مسلمین و مومنین مستعد و مقید گردیدند۔ چون صورت نفیر عام اسلام بہ سمع عالی شیخ المشائخین والدین رسید حضرت ایشان بمعہ خدام تیار و مستعد شدند۔ چون لشکر فیروزی اثر بفاصلہ یک منزل خیمہ ہا زد سلطان محمود بجہت رخصت بخدمت شیخنا حاضر گشت، دید کہ اسباب مسافرت مہم ولایت ہند خدام بستہ مستعداند کہ بطرف منزل گاہ عساکر روانہ شوند۔ سلطان محمود بہ عجز و نیاز والحاح تمام عرض نمود کہ مقدمہ مہم ولایت ہند بسیار دشوار، کمینہ از خدام کہ مراجع آن طرف است خادمان حضور قدم رنجہ نہ فرمایند، مخدومنا فرمودند کہ نفیر عام اسلام است بر ہر یک متنفس مسلمین بشرط استماع فرض، ترک فرض کردن خیلی مشکل (ص ۱۵) ہر چند سلطان محمود عرض کرد شیخ المشائخ قبول نہ فرمودند، عاقبت الامر عرض کرد کہ بہ برکت قدم رنجہ پیر و مرشد و استاد، بہ امداد حضرت خاتم النبیین ولایت ہند فتح و فیروزی گشت بسبب قدوم آنحضرت نیاز خادمان نمودم کہ ارزانی آید والا یاد فرمایند۔

نقل است کہ چون نفیر عام اسلام در تمام دیار غزنوی بحکم ظل سبحانی جابجا انتشار پیوست تمامی خلق اللہ من المسلمین (ازہر) مکان و ہر بقعہ بمعہ (مع) سلاح حتی المقدور دریک جاجمع شدند، بہ شہر غزنوی (غزنی) مراجعت نمودند، بعد انقضای ہفتہ سلطان السلاطین شاہ غزنوی بمعہ عساکر فتح لشکر اسلام حکم فرمودہ نقیبان بارگاہ، حاجبان درگاہ درتمامی انبوہ عساکر منادی کرد کہ ہریک زبدہ و عمدہ امارب (امارت) بمعہ (مع) افواج مجموعہ سواری گردیدہ بہ نظر عالی قرار گرفتند۔ راقمان بارگاہ تعداد فرمودند، ہمگی و تمکگی یک لکھ و ہفتاد ہزار سرکردہ بادر شمار آمدند چنانچہ تمامی لشکر اسلام در ہفت فرسنگ کوچ (و) مقام می نمود۔ چون سلطان محمود از منزل گاہ کابل و زابل (۱۰) سوار گردیدہ بہ سمت دیار ہند مراغب و مراحل گشت ازانجا تاحد راجہ تنبورہ و راجہ دیپال مفاصلہ یک صد پنجاہ فرسنگ بود۔ روز بروز قطع منازل (ص ۵ ب) می فرمودند۔ چون تمامی لشکر انبوہ اسلام در کوہستان بہبودی (۱۱) رسید بر تالاب مشبر وار عبور فرمودند، لیکن از شب گذشتہ

بود کہ آتش از آسمان بشکل باران باریدن گرفت' در تمام لشکر فریاد والحاح برخاست۔ حضرت شیخ المشائخ بمعہ (مع) خیمہ سلطان محمود یک پہلو خیمہ برپا میکر وند۔ چون حالت واردات معاینہ نمودند برخاستہ بہ دعا و ثنای حضرت واحد لایزال و ختم الانبیاء مشغول شدند۔ آن معاینہ مہیب کہ آنرا (آن از) اقوام مارج (۱۲) بود فرو نشست و مندفع شد۔ القصہ از آنجا کوچیدہ در حد معدن البد (۱۳) برکوہ جدی (۱۴) لشکر اسلام ورود نمود' آن دیار فرخندہ آثار را تابع حکم اسلام کردہ پیان امان بستند۔ بعد ازان مراجع ہند گشتہ در برا لکبار (۱۵) وارد گردیدند' در آنجا ہیچ آبی نبود تا ہفت شبانروز آب بدست نیا مدہ ہرکس عاجز گشت۔ آخرالامر سلطان محمود غزنوی درخدمت شیخنا عرض نمود و ایشان دست دعا بہ مناجات قاضی الحاجات بر آوردند۔ بحکم کار ساز باران چنان باریدن گرفت کہ تمام لشکر اہل اسلام سیراب شدند۔

نقل است کہ بعد انقضای مدت یک سال عساکر فیض ماثر متصل خطہ کوت کروڑ (۱۶) (ص ۶ ا) کہ بتعلق (متعلق) (۱۷) حد راجہ دیپال بود رسید ند۔ بیرون قلعہ عبور فرمودند۔ ہرپال نام قلعدار از طرف راجہ دیپال بمعہ (مع) فوج در قلعہ محکم بود بہ جنگ مستعد شد ۔ دو روز تاب آوردہ بعدہ' فراری گشت' طرف راجہ دیپال ہرکارہ ہاخبر گریز قلعہ دار رسانیدند۔ لشکر اسلام سوار شدہ در قلعہ داخل و منادی اسلام کنانیدند و حضرت مخدوم بتخانہ ہارا تاراج و خراب ساختہ بنای مساجد برپا کردند۔ عبداللہ بن سعید کہ از خدام قدیم و معتبران مستقیم بود اورا بخدمت قلعہ داری کردہ بنو اختند و خود متوجہ بسمت ولایت راجہ دیپال روانہ گردیدند و موسم سیلاب بود۔ صلاح افتاد کہ بغیر از کشتی ھارفتن مشکل' سلطان محمود غزنوی حکم کرد بہ شاہ شہاب الدین غوری (۱۸) کہ خواہر زادہ حقیقی بود کارخانہ کشتی ہا معرفت خود انجام دہد۔ ایشان بموجب فرمان لازم الاذعان تیار کردند۔ سلطان محمود غزنوی بہ شیخ الملت والدین فرمود کہ آنحضرت در تمام قبائل در اینجا متحکم باشند و مایان طرف راجہ تنبورہ کہ پدر راجہ دیپال است روانہ شویم۔ القصہ شیخ حسین بمعہ دہ ہزار سوار در کوٹ کروڑ برای ضبط ملک و قبائل قائم مقام (ص ۶ ب) گشتند و دیگر لشکر اسلام بمعہ سلطان محمود در ساعت سعید در کشتی ہا سوار شدہ بسمت راجہ تنبورہ مراجع شدند۔ بعد از ہشتم روز در سواد تلنبہ (۱۹) کہ تودہ

کلان (۲۰) از غرقاب فارغ بود در آنجا عبور نموده دو روز آرام و قرار گرفتند۔ بعد آن
برکشتی ها سوار شده روانہ گشتند۔ بعد دہ روز بر تودہ ابو سعید ماچینی که ویرانه مطلق بود
عبور فرمودند، پیش از قلعه مذکور راه خشکی بود۔ در آنجا منزل نمودند و قرار گرفتند
وازان جاہرکارہ ہابجہت دریافت استعداد راجه تنبورہ روانه کردند۔ القصه معلوم شد که
راجه تنبوره در آن ایام به قضای الٰہی از دار دنیا فی النار والسقر رحلت نمود و قائم مقام
راجه دیپال مقرر شد۔ چون خبر آمدن لشکر به سمع راجه دیپال رسید گفت به خیال فاسد
درین جا می آیند، از جا بجا لشکر بیعد وبیحد مہیا ساخت و عازم استقبال لشکر اسلام گردید۔
ہرپال قلعه دار کوٹ کروڑ عرض نمود که لشکر ترکان قدر قلیل است و بر ایشان سوار
شدن لائق قدر راجه نیست، صلاح آن است که ہرکارہ ہاباید فرستاد که رفته ماہیت
ایشان دریافته به خدمت بندگان آمده مفصل بیان نمایند، بعد آن کمینه از بندگان راجه
تعین فرمایند که آن مشت غریبان را به سم اسپان مبارزان پایمال و خراب خواهد
ساخت، بحسب صلاح قلعه دار ہرکارہ ہاتعین کردند۔ ہرکارہ ہا در لشکر اسلام داخل شدند
(ص ۷۱) و معائنه نمودند و در دل شاد شدند که لشکر ترکان از لشکر راجه قدر قلیل
است لیکن شیوه ایشان دریافت باید کرد۔ چون وقت نماز ظہر در آمد ہرکس از مسلمانان
گروه گروه در با تگماز و نماز مشغول شدند۔ بعضی در اقتدای امام صف در صف استاده
بودند، و وقت قیام در قیام، رکوع در رکوع ووقت سجود در سجود، وقت قعده در قعده
متابعت امام میکردند۔ بعضی مسلمانان یک جا جماعت ہا در وقت گفتن اذان، متوجه اذان
بودندو بعضی در ساختن وضو وبعضی در دادن مسواک مشغول بودند، ہرکارہ ہا احوال
مسلمانان دیده بسیار حیران و ہراسان شدند وبا یکدیگر گفتند که لشکر قدری قلیل است
لیکن اتفاق زیاده میدارند که پس یک مرد ہزار متابعت مینمایند و برآواز یک کس
ہزاران مردمان گوش دارند و متوجه شده آواز می شنوند۔ از متواضعان پرسیدند که شماچه
میکنید؟ ایشان گفتند که فردا دیار راجه دیپال را تاخت و تاراج خواہیم کرد واز روز
ہاگرسنه شده ایم مردمان آن ولایت راخواہیم خورد، چون این سخن شنیدند ہراسان گشته
باز گشتند۔ تمامی کیفیت مشروحا" عرض کردند که لشکر ترکان از لشکر راجه قدری قلیل
است لیکن آن رسم و شیوه که در لشکر ترکان است در لشکر راجه نیست۔ یکجا اتفاق که

در ترکان است اینجا نیست و دیگر (ص ۷ ب) احتیاج خوردن طعام نمی دارند، مستعد برای خوردن گوشت آدمان این دیار اند و دندان تیز می نمایند۔ از استماع این کیفیت راجه دیپال خلوت نمود و صلاح شمرد۔ همین صلاح استوار کردند که مقابل خونخواران و درندگان شدن خوب نیست، اینجارا گذاشت باید کرد۔

ذکر دویم (دوم) :۔ از ملفوظ شیخ شمس الدین نقل است که آن کافر بی دین مشورت کرد که بمعه (مع) تمامی رعایا آن روی دریا (۲۱) عبور نموده در قلعه جیسل باید نشست واز آنجا بر کشتی هاسوار شده شب خون به لشکر ترکان خواهم کرد۔ هرکس را این صلاح پسندیده افتاد۔ در آن اثنا راجه دیپال بمعه (مع) اسباب و اشیاء و تمامی لشکر و رعایا از قلعه دیپال گهر(گڑھ) (۲۲) واز خورده بسمت جیسل گهر مراجع گشت۔ هرکاره های اسلام این مژده به سمع عالی سلطان محمود غزنوی رسانیدند، لشکر اسلام فی الفور تاخت نموده در قلعه راجه دیپال مداخلت نمود و منادی اسلام بنواختند، بتخانه و دهرم سالهای (دهرم شاله های) (۲۳) کفر بشکستند و مساجد ها (؟) بنا کردند۔ یک سال در آنجا سکونت پذیرفته بندوبست حکمرانی فرمودند و شاه شهاب الدین غوری خواهر زاده خود را بمعه لشکر بسیار تعاقب آن کافر نگون بخت تعین فرموده که برکناره دریا این روی آب عبور نموده بمعه (مع) لشکر کفار مقابله نماید۔ شهاب الدین غوری بحکم عالی تعاقب نموده برکناره دریا (ص ۸ ا) عبور فرموده تمامی لشکر راسه جا استقامت داد، یک حصه در چپا و یک حصه در راستا و یک در کمین گاه، وقتی که بر لشکر اسلام تاخت کنند آن دو حصه که راستا و چپا اند آنها را محاصره نمایند۔ چون آمدن لشکر اسلام بر راجه دیپال و راجه جیسل متواضح گشت که بر کناره دریا عبور نموده صد کشتی بمعه لشکر پر کرده وقت شب برای شبخون لشکر اسلام روانه کردند، این روی دریا عبور نموده شمشیرها علم کرده در لشکر فتادند و جنگ عظیم واقع شد چنانچه بس کس از کافران در جهنم واز مومنان در بهشت رسیدند و آن دو حصه لشکر محاصره کردند و کشتی های کفار دیگر را اسیر کردند و سلطان شهاب الدین رو برو آن اسیران کفار حکم کرد که هر روز صد کس را ذبح میکر دند (بکنند) و حواله مطبخان نمایند که زود کباب کرده بیارند و چند کسان حواله امرا های (امراء) نمودند و بعضی را به بهانهٔ خلاص ساختند و آن اسیران که خلاص شده بودند کیفیت کشتن و خوردن

یک بیک پیش هردو راجه ظاهر ساختند. هردو راجه را هراس و ترس جان در خاطرجای گرفت. از طرف دیپال گهر (گڑھ) سلطان محمود غزنوی و شیخ المشائخ بندوبست آنجا محکم (ص ۸ ب) ساخته بطرف لشکر سلطان شهاب الدین غوری عازم شدند. چون لشکر پادشاه کوچ فرمود چند نفر کافران محبوس را خلاص ساخته روان کردند. اوشان نیز پیش هر دو راجه رفته ظاهر ساختند که فی الواقعه (فی الواقع) این مردمان خونخوار است (اند) و بدون گوشت آدمی دیار هند نمی خورند و لشکر پیشینه را مردمان هند برای خوردن روز مره یک دو هزار ...... آن محال ...... که دو لشکر جمع شده که معه (مع) ترک کلان آمده معلوم است که سه چهار هزار مردم دیار هند درکار خواهد شد. اغلب است که امروز یا فردا بر کشتی ها سوار شده از دریا عبور نموده درین نواحی تاخت خواهد آورد و وقت همین است هرچه صلاح پسندیده دانند بکنند. از استماع این خبر مهیب قرار و آرام از خاطر کافران بدبخت رفت بمعه (مع) سرکرده های خود مشورت نمودند. هرکس صلاح داد که بدون گذاشتن این دیار علاج دیگر نیست و وقت همین است. هرکس رادر دیار خود منادی کردند که این ملک را بگذارند و به طرف ملک جیسلمیر (۲۴) مراجع شوند و هرکه درینجا خواهد نشست زمه (لقمه) ترکان خواهد شد. هرکس و هردو راجه سمت جیسلمیر روانه گشتند. هرکاره ها این خبر به سمع لشکر اسلام رسانیدند (ص ۹ ا) طبل شادی زدند و طرف آن روی آب عبور نمودند و در قلعه جیسل گهر (گڑھ) مداخلت نمودند و در قلعه (و) دهرم ساله ها (شاله ها) و بتخانه و رسم های کفر همه برهم شکستند و مبارزان اسلام غنیمت های بسیار بدست آوردند و مساجد بنا ساختند و حکمرانی کردند. یک سال کامل در قلعه جیسل گهر (گڑھ) سکونت ورزیدند. چون ضبط و قبضه در دیار مذکور به ظهور پیوست سلطان محمود غزنوی پیش شیخ شمس الدین دست بسته استاده شده قدمبوسی بجا آورده و عرض کرد که به برکت قدم رنجه آن مرشد الطالبین و به فضل ایزد تعالی و به امداد رسول اللهؐ فتح هند بنام خدام گردید. این ملک به خدام حضور مبارک باد' از حکمرانی این ملک عمر طلاق است. بنده را مرخص فرمایند که به طرف لاهور مراجع شود. مخدوم صاحب مرخص فرمود که ترا بخدا سپرده و بیست هزار سوار تعین خدام حضور فرمود و خود روانه لاهور شد.

نقل است کہ چون سلطان محمود بصوب لاہور روانہ گشت و خادمان در جیسل گہر (گڑھ) قابض گروند (گردیدند) نگاحداشت لشکر درپیش کرد و تاخت ملک دار حرب کہ نواحی جیسلمیر و بیکانیر (۲۵) وجود پور (۲۶) (جودھ پور) و جینگر (جے نگر) (۲۷) و ناگور (۲۸) لشکر اسلام بہر طرف تاخت (ص ۹ ب) و باخت ساختند و غنیمت بسیار بدست آوردند و ضابطہ اسلام چنان ہویداشد کہ ارسال تحائف و بہ طاعت ازہر سہ ملک دار حرب بہ نظر خدام ظہور یافت۔ مدت دہ سال این فقیر در جیسل گہر (گڑھ) حکمرانی ملک دار حرب راگوشالی می کرد۔ بعد آن مسعود ابن عرب کہ مخصوص عمدۃ الخدام بود' در قلعہ جیسل گہر (گڑھ) نیابت و خلافت بدو تفویض فرمودہ بطرف خطہ کوٹ کروڑ مراجعت فرمودند۔ بمعہ (مع) شیخ حسن و شیخ حسین آمدہ ملاقی فرمودند و شکرانہ حضرت صمدیت بجا آوردہ درکوٹ کروڑ قرار و آرام نمودند۔ نقل است کہ آمدن مشائخنا متبرکان در عہدہ اربعہ مایتہ خمسین و خمسہ سنہ من الہجرۃ النبی علیہ الصلواۃ والسلام' ھو اولاد (۲۸ ـ A) شیخ عیاذ بن شیخ عبدالرحیم بن مطرفہ بن خزیمتہ بن خازم بن عیاذ و ھوالمسلم بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر فی المغازی الواخری (فی المغازی الواقدی) وھو ابن الاسد بن مطلب بن ہاشم بن عبدالمناف جد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعیاذ بن اسد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب ابن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خذیمتہ بن مدرکتہ بن الیاس بن مضر بن نذار (نزار) بن معد بن (ص ۱۰) عدنان بن بشرب بن معین بن او بن آذر بن ھمیع بن سلامان ابن ثابت بن حمل بن مسلیج بن ہمکین بن قیذار بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن آذر بن ناخور بن شارخ بن مارخ بن ارغو بن فالخ بن عامر بن صالح بن ھود بن ارفخشد بن سام بن نوح بن مالک بن متوشلخ بن اختوخ بن بیارد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن ابو بشر آدم علیہ (علیہم) السلام اجمعین و آدم من الماء والطین والنار والھوا اربع عناصر و مرۃ بن کعب الی ان حل الی خلیل الرحمٰن ثلث و عشرین ۔بطنا" و منہ الی نوح علیہ السلام ثمانیتہ و منہ الی آدم علیہ السلام عشرۃ والجمیع ستہ وستون ۔بطنا" اما منہ جانب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف بن قصی ابن کلاب بن مرۃ بن کعب الی بلغ الی خلیل الرحمٰن علیہ

السلام و عثمانؓ اقرب ثم ابوبکرؓ ثم عمرؓ و علیؓ ابن العم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھوا القریشیون اولاد نضر بن کنانہ قریشی وبن (من) القصی و نضر بمنہ آباء و من نضر بن کنانہ قریشی و ھذا النسبتہ من اللہ وھو اول من سمی بالقرش ذکر فی المغرب و انما سموا بہ نضر قریشی وھو دابتہ عظیمہ فی البحرا تعبث بالنفس و الا نطاق بالنار (ص ۱۰ ب) وعن معاویہؓ انہ' سال ابن عباس رضی اللہ عنہ سمیت قرشی ...... و مشائخنا القریشیون المناسیون۔

نقل است کہ شیخ شمس الدین کہ از ملک دیپال و جیسل گھر (گڑھ) فتح و فیروزی حاصل کرد' سکہ سلطنت ظاہر و باہر گردانید و افواج و عساکر جابجا تا نمان تعین فرمود۔ از ہر طرف خزاین بی شمار آمدنی (آمدن) گرفت و ملک تمامی دیار ہند آباد و معمور گشت کہ کسی محتاج یکدیگر نمی شد۔ نوعی خاطر جمع و جمعیت کلی شد کہ در مکان مالوفہ خود آباد بودند۔ روزی مسعود ابن عرب بخدمت شیخنا نامہ نوشت کہ دیپال راجہ بحکم لم یزلی فی النار والسقر رفت و راجہ جیسل پسر ملعون عازم است کہ از دریا ہا عابر گردیدہ از طرف ٹھٹہ (ٹھٹھہ) (۲۹) بمعہ (مع) لشکر بر عملہ کوٹ کرور تاخت نمایند۔ قبلہ عالم و عالمیان از دفعہ (دفاع) غافل نباید بود' بروقت تدارک فرمایند کہ معاندان وقت یافتہ منحصر مطلب نشود (نشوند) خدام قدسی مہام از مضمون عریضہ اش مطلع گردید۔ مقدار چہل ہزار سوار وپیادہ بمعہ (مع) شیخ حسین تعین فرمود کہ در قلعہ چتروڑ (۳۰) مقید شوند کہ وقتی آن کافر ملعون در آن وادی عازم شود تمامی لشکر مقابل کردہ ہرکارہ باین طرف روانہ سازند کہ برای معاونت بمعہ (مع) بارگاہ نزد آن برخوردار (ص ۱۱) رسیدہ خواہد شد۔ شیخ حسین بمعہ تمامی عساکر روانہ گشت' در قلعہ چترور سکونت پذیرفت۔ یک سال در قلعہ مذکور قرار گرفتند۔ بہ تقدیر اللہ من بعد در کوٹ کروڑ شیخ المشائخین از دار الفنا بہ دار البقا رحلت فرمود انا للہ و انا الیہ راجعون۔

نقل است از ملفوظ سید جلال الدین بخاری' شیخ حسین از اطلاع واقعہ صعب مع چند کسان سوار گشت کہ در فاتحہ خوانی شیخ مرحوم مغفور اشتغال پذیرد۔ در اثنای راہ بود کہ آن کافر مقہور عازم این طرف شد۔ بہ شنیدن خبر از راہ بازگردیدند و خط طرف صاجزادہ قوی طالع سلطان جلال الدین فرزند خود کہ در آن وقت نہ سالہ عمر داشت روانہ کردند کہ از سبب خروج لشکر مخالف کہ از جیسلمیر سر کشیدہ از راہ بازگردیدہ شدہ

ایم' باید که بعد از فاتحه خوانی انتظار نخواهند کرد و برکرسی سجادگی باید نشست۔ موجب نوشته پدر خود عمل کرده مستحکم شدند۔ القصه لشکر بسیار آن کافر ملعون در حد سنده برسید' ایشان نیز سوار شده مقابل شدند' جنگ عظیم واقع شد تاهفت روز' در هفتم روز از هر دو طرف مبارزان تا ا-تقدر سعی تیر و تفنگ و شمشیر و گرز و کمند درمیان آوردند که آفتاب از گرد ایشان پوشیده گشت تا سه پاس' عاقبت الامر (ص ۱۱ ب) لشکر کفار غلبه کرد۔ مبارزان اسلام تمامی بمعه (مع) شیخ حسین مراتب شهادت یافتند۔ یک کسی ازان جملگی باقی نماند و از طرف کفار هفتاد هزار کس فی النار و السقر در شمار آمدند۔ چون شیخ در میدان شهدای افتاده بود راجه جیسل حکم کرد که این شیخ حسین سرکرده لشکر ترکان است این را بموجب رسم مسلمانان به منزل رسانند۔ طالب العلم از قلعه چترور طلب نمودند۔ مولوی محی الدین که از فضلای چترور رئیس بود فی الفور برخاست و شیخ مرحوم را از میدان جنگ برداشته در مقام شرق رویه قلعه چتروڑ تجویز نموده مدفون ساختند۔ بعد کافر بدکار دوازده روز در آنجا مقام کرد و لشکر دیگر از لاکها راجه علیحده طرف کوٹ کروڑ عازم شد۔ منزل و مراحل طی کرده در نواحی کوٹ کروڑ رسید و وکیل سمت شیخ جلال الدین روانه کرد که اگر خیر و خوبی خود میخواهی طناب فرمانبرداری در گردن خود انداخته به بارگاه مهاراجه حاضر شوی بهتر والا از کرده پدر خود چنان خواهی یافت که از یک نفس قوم شما درین ملک زنده نخواهم گذاشت۔ سلطان جلال الدین بمعه (مع) ارباب صلاح در شمرد آمدند' هرکس صلاح داد که این کافر تشنه خون خدام قدسی مقام است و (ص ۱۲) خادمان را طاقت مقابله و انتقام آن نیست' بهتر این است که قلعه معمور ساخته جنگ نمائیم هرچه رضای خدای تعالیٰ باشد خواهد شد۔ دروازه های کوٹ معمور ساخته به توپ و رہکلہ و تفنگ وغیره پیراسته نمودند وکیل را جواب صاف داده مستحکم شدند۔ چون وکیل مذکور جواب صاف ایشان شنید کافر از غصه بپیچید و سوار گشت و حکم نمود که نواحی این ملک را تاراج و خراب سازند۔ لشکر کفار هر جا که توانستند تاخته عالم را آتش دادند و تاراج و ویران کردند و هرکس که از مسلمانان یافتند به شهادت رسانیدند' قلعه کرور محاصره نمودند' شب و روز مجادله کردند تا حتیٰ که یک سال منقضی گردید و جمعیت گاه وغله اندرون قلعه هیچ نماند' مردمان مبارزان وغیره جمع شده به

خدمت شاہزادہ عرض کردند کہ لاچار شدہ از گرسنگی بہایم و آدمیان می میرند چہ صلاح می بینند؟ فرمودند کہ ابن مسعود کہ دایہ شاہزادہ بود آن را بہ وکالت باید فرستاد۔ ابن مسعود پیش آن بدبخت رسید و عرض وزاری کرد' ہیچ قبول نکرد۔ جواب داد کہ باز روی' پسر شمس الدین بیرون کشیدہ بہ من تفویض کنید و ضمان تمامی رعایا بہ جمعیت در قلعہ نشستہ باشند سوای این دیگر نخواہیم کرد (ص ۱۲ ب) چون دایہ ابن مسعود از لشکر باز آمد کیفیت بہ عرض رسانید فریاد و فغان از باشندگان برآمد کہ شاہزادہ رابدست کافر خونخوار فرستادن خیلی مشکل است۔ شاہزادہ چون این سخن شنید فرمود کہ رفتن مانزد کافر بہترین صلاح است کہ تمامی خلق اللہ درامان در آید و یک نفس احقر اسیر کفار گردد۔ بہتر است کہ زود اسپ را تیار برسازند درین شمرد غریو از تمامی خلق و از اندرون اہل پردہ برخاست۔ شاہزادہ توکل بر خدا کردہ سوار شد و دروازہ خلاص کرد و ہرکس رامنادی کرد ہرجا کہ توانند باشندگان بروند۔ چون در لشکر کفار قدم رنجہ فرمود ہرکس را کہ از لشکر کفار بر شاہزادہ عالی نظر افتاد تمامی کورشدند' چون پیش جیسل برسیدند بمجرد دیدن شاہزادہ آن کافر کورشد' از کرامات آن زبدہ مشائخ کرام معتقد گشت و عرض نمود کہ ای مخدوم زادہ معالجہ کوری مایان بکنید' این بندہ رازن طلاق است کہ درین جای باند یا عمل دخل نماید' راہ ملک خود گرفتہ روان خواہم شد۔ درین اظہار آن قطب الاقطاب آب طلبید۔ خدمتگار آفتابہ پر کردہ حاضر نمود' وضو ساختہ آب مستعمل وضو را فرمودند ہرکہ آب وضو بر چشمان خود بمالد بصارت حاصل خواہد ساخت۔ اول (ص ۱۳ ا) راجہ جیسل و نزدیکان او آب وضو بر چشمان خویش مالید۔ ہمو ندم بصارت یافتند و دیرہ خود بطرف راہ ملک خود بیرون کشیدند۔ ہم برین نمط تمامی لشکر کفار آب وضو بر چشمان می مالید و راہ لشکر میگرفت۔ شاہزادہ بہ فضل ایزد متعال بہ فتح و فیروزی وحصول مطالب داخل قلعہ کرور گردیدند' مبارکبادی و شادی بہ ظہور پیوست۔ والدہ شریفہ مخدوم زادہ کہ موسوم عصمت خاتون میگفتندی در استغراق اسم اعظم بود در عالم صحو آمد و گفت پیش حضرت علیہ الصلواۃ و والسلام این معاملہ بود کہ سلطان جلال الدین چہل سال کامرانی دیار ہند خواہد کرد و از نسل او اولاد پیدا خواہد شد۔

ذکر دوم از ملفوظ سید جلال الدین۔ نقل است کہ شیخ سلطان جلال الدین در خطہ

کوٹ کرور بادشاہی باضابطہ چنان کرد از ملک دار حرب لغایت حد سلطنت غزنوی محکم حکم پذیر بودند و عدل و تمحص شاہزادہ با رعایا باین قسم بود کہ شیر با ماد (مادہ) گاؤ و گرگ با گوسفندان الفت و دوستی داشتی و در علم و حلم آنچنان متحلی بود کہ عالمان دھر تعلیم می گرفتندی و در کشف و کرامات و علم لدنی چنان مراتب داشت کہ ہر شب (ص ۱۳ ب) پیش حضرت علیہ السلام حاضر بودی۔ مدت چہل سال در کوٹ کرور و ولایت ہند کامرانی کرد۔

نقل است یک روز آن مخدوم زادہ بر کرسی نشستہ بود کہ یک مرد سفید پوش با چہرہ نورانی و شکل بندگان یزدانی سفید ریش از صفحہ دیوار بیرون آمد و گفت کہ ای فرزند جلال الدین زود باش' فرمان است کہ خود را در بارگہ صمدیت برسان و بجای خود خلف برگزیدہ اقبال سلطان علی بر کرسی سلطنت بنشان۔ مخدوم زادہ برخاست' غسل تجدید فرمود و در دوگانہ نماز مشغول گشت و در سجدہ اخیرہ جان بہ دوست سپرد۔ صاحب زادہ بلند اقبال شیخ سلطان علی در آن وقت در عمر دوازدہ سال می داشت' بر تجہیز و تکفین آن شیخ المشائخ فرمودند و خودرا در احسن اوقات ومیمون ساعات بر کرسی شاہانہ بنشست و ضرب و سکہ و خطبہ در ملک بنام خود جاری ساخت۔ چون آن شاہزادہ درین عمر تحصیل علم شریعت و نص و حفظ حاصل کردہ بود سوای حکم شرع شریف سخن بر زبان نمی راند و وقت ممتاز شدن بر کرسی شاہی خطاب رسم (اسم) سلطان ابوبکر نمودہ بودند در سکہ ضرب سلطان ابوبکر بود و در خانہ سلطان علی قاضی نیز میگفتند۔ چون مخدوم زادہ دنیا و دین (ص ۱۴ ا) قابض و غالب گشت کتاب در احوال بزرگان سلف و ارادت خود تالیف نمود سر اذکار الماضین نام نہادہ کہ مخدوم زادہ در کشف القبور و کشف الارض و کشف السماء بردست بسیاری داشت واشد۔ صحبت ایشان بہ حضرت خضر علیہ السلام بود۔ یک روز مخدوم زادہ در حجرہ نشستہ بود و عرض مسعود بن عرب رسید بدین مضمون کہ این خاکپای عمر بہ خلیفہ گری معروف ساختہ و الحال ضعف کمال دارد و این ملک متصل دار حرب لیلا" و نہارا" افواج شاہی در ملک دار حرب تاخت و باخت می نماید واین خطہ در متابعت است۔ الحال این کمینہ درگاہ می خواہد کہ خود را در حضور مشرف سازد و سعادت ابدی نماید کہ میعاد زندگانی بسر رسیدہ باشد بجای این خانہ زاد از معتبر بارگاہ

منیع فرمایند۔ حضرت مخدوم الملک را پسندیده آمد که مسعود مرد دیرینه وہم صحبت جد بزرگوار است۔ بهتر آن است که باقی ایام عمر بالمشافه مصروف سازد۔ ابو الفتح بن عبدالله که مشیخت در کوٹ کرور بود طلبیدند و به خلعت فاخره بنو اختند و بصوب جیسل گهر (گڑھ) تعین فرمودند۔ ابوالفتح روانه گشت۔ بعد طی منازل روز بیستم در قلعه جیسل داخل شد و مسعود بن عرب روانه طرف کوٹ کرور شده جلد و شتاب کوچ به کوچ کرده بخدمت (ص ۱۴ ب) خدام قدس نشان خود را مشرف ساخت و به خلعت ملازمت سرفراز گشت و مصاحب خود ساخت۔ اگرچه ناصحان بسیار بود (بودند) اما سوای صلاح و شرو آن یک سخن بر زبان مخدوم الملک جای نمی گرفت۔

نقل است از مسعود بن عرب که یک روز شاہزاده از خلوت به مراقبه نشسته بودند و بنده پس پشت نشسته‘ چون از مراقبه بیرون آمدند متوجه به غلام شده فرمودند که ابن مسعود! در لوح محفوظ دیدم که معصومه شیخ محمود اوجینی (۳۲) که نسب و نسل او قبیله فاروقی است در عقد نکاح نصیب مایان است وازان دو فرزند متولد شوند یکی شیخ احمد‘ دوم شیخ محمد‘ وهر دورا درجات چندان از قدرت ذوالجلال عطا است که حدی و نهایتی ندارد واز اولاد ایشان کرسی به کرسی ولادت عارف بالله و رئیس الاولیاء خواهد شد۔ بموجب حکم لم یزلی تدارک کدخدائی کنید۔ بنده برخواست و تسلیمات بجا آورده و در احسن اوقات واسعد ساعت مستعد گردیده به طرف اوجین (۳۳) روانه گردید۔ بعد چند روز در قصبه اوجین رسیده به خدمت شیخ محمود عرض کرد که این بنده کمینه از طرف سلطان ابوبکر کروری درین جا رسیده امیدوار است که به شرف ملازمت (ص ۱۵ ا) مستفید و بهره یاب شود۔ شیخ محمود به پسر خود استقبال فرموده به صد اعزاز همراه خود به ملازمت مشرف و معزز فرمودند۔ به انواع مهمانی که متجاوز الحداست بنو اختند و سرفراز فرمودند۔ دوئم روز این بنده به خدمت خدام بجای خود عرض نمود۔ شیخ موصوف به عرصه اجابت آورد و به خلعت فاخره این کمینه بارگاه را بنواخته و باتحایف بسیار بجهت سلطان العارفین روانه فرمود۔ بنده به حصول مطالب مراجع شده در کوٹ کرور رسید و کیفیت یک بیک عرض رسانید۔ مبارک بادی شد۔ آنحضرت این کمینه بارگاه رابه خلعت های فاخره ممتاز و سرفراز فرمودند و در آن ایام به انجام شاهانه و انصرام

مشایخانه ولوازم شریفانه تیار گشتند و بسمت اوجین مراجع گردند۔ شاهزاده بلند اقبال چون در نواحی اوجین رسید تمامی شرفاء و صلحاء و فضلای ذوی الاحترام به استقبال آنحضرت مشرف گشتند و عذر خواست درمیان آوردند۔ بعدہ' شیخ محمود تشریف ارزانی فرموده و همراه خود کرده در حویلی خاص متمکن گردانیده پنج روز در شغل سکون شادی اشتغال ورزیدیم۔ بعد آن عقد نکاح منعقد (ص ۱۵ ب) گشت۔ آن شاهزاده به مطلب دلخواه رسید۔ بعد هفتم روز دیره استرداد و مراجعت بیرون کشیدیم۔ شیخ محمود معه (مع) صد افتخار و اعزاز امداد حتی المقدور المقصود بمعه (مع) قبایل مرخص کرد به خیریت و جمعیت وحصول مرام درکوث کرور داخل گشتیم و کوس شادی هفت روز نواختیم۔

نقل است که سلطان ابوبکر درخانه اسکندر زمیندار نواحی غزنوی (غزنی) کدخدا شده بود' قضا ازان اهل پرده اولاد به ظهور نه پیوست ولا ولد به جوار حق پیوست واین قبیله در محل های اوشان سکونت داشتند۔ بعد یک سال پسر تولد شد آن را شیخ احمد نام کردند۔ چون سه سال دیگر منقضی گشت پسر دیگر متولد گشت۔ آن را شیخ محمد نام نهادند وابو صالح هم می گفتند۔ چون هردو پسران به پانزده سالگی رسیدند والده شریفه به قدرت الهی از ملک فنا به دارالبقا رحلت فرمود۔ حضرت شیخنا بعد کدخدائی ترک فرمودند وشیوه تجرید در پیش ساخته در حجره به عبادت و ریاضت حق اشتغال ورزیدند۔ درحین حیات خود سکه به نام سلطان احمد جاری ساختند و برکری حکمرانی ولایت مفتخر فرموده' شیخ احمد بمعه (مع) لشکر بی قیاس سواری شد و درولایت دیپال و جیسل وغیره هر جا خود رفته خبری گرفت و شرایط حکم وضبط می فرمود' شیخ محمد در خدمت والد موحد حاضر بود۔

نقل است که شیخ احمد بمعه (مع) (ص ۱۰۹) لشکر بسیار بطرف دیپال گر (گڑھ) مراجعت فرموده بودند و چند ماه در آن جا ماندند۔ خط سلطان المشائخ ابوبکر بنام شیخ احمد نوشته زیر مصلا نهادند۔ همو نوقت خط بخدمت رسید بدین مضمون که خود را بلا توقف درین جا رسانند که اینجانب عازم بطرف دوست است۔ شیخ احمد بمجرد مطالعه رقیمه برخاست و روانه بطرف کوث کرور گشت۔ کوچ بکوچ جلدو شتاب درکوث کروڑ رسید' بشرف ملازمت مشرف شد۔ چون حضرت سلطان العارفین تسبیح و مصلا و خرقه و عصای

تبرکات بدست ایشان سپرد و خود در حجرہ معمور ساختند و در نوافل اشتغال ورزیدند۔ در آخر شب بجوار رحمت پیوستند۔ علی الصباح تجہیز و تکفین نمودہ در پہلوی قبلہ گاہ مدفون فرمودند۔ عمر ایشان ہشتاد سال بود و سلطان شیخ احمد بر کرسی حکم مستقر و محکم شد۔

نقل است کہ شیخ محمد غوث در خدمت ابویصاحب مقید و حاضر بود۔ علم لدنی و علم شریعت تحصیل نمودہ و باقی حضرت مخدوم الاولیاء از زبان مبارک. فرمودہ بودند کہ نصیبہ نصیب شما در صحبت مہتر خضراست از آنہا متجلی خواہد شد۔ قلما ملاقات حضرت مہتر الاولیاء در بیت اللہ بہ شما میسر تواند شد۔ ایشان حسب ارشاد مربی مسیر گشتہ و روانہ بطرف بیت ربی شد (ند)۔ صاحبزادہ بہ اشتیاق کمال و وجد (ص ۲۱ ب) مالا مال در حصار شادمان (۳۳) رسیدند در خدمت بارگاہ محمد نور اللہ مشرف گشتند' فیضی جدید از ایشان حاصل فرمودند۔ بعد ہفت روز از خدمت ایشان مرخص گردیدند واز آنجا بہ بلخ (۳۴) آمدند و درخدمت شیخ احمد خضرویہ (۳۵) رجوع گشتند۔ دہ روز از فیض آنہا مستفیض شدہ مراجع سبیل بیت ربی شد۔ چون در دمشق رسیدند بخدمت شیخ وجہ الدین محمد (وجیہ الدین محمد) ملازمت مشرف حاصل کردند۔ ایشان بر احوال صاحبزادہ مطلع گشتہ التجا فرمودند کہ شمادرین جا قرار گیرید۔ آنچہ مقصود و مطلوب ایشان است درین جابہ فضل الہی میسر خواہد شد۔ شیخ محمد غوث التفات نکردند و روانہ شدند۔ از آنجا در بغداد کہنہ مراجعت فرمودند۔ در مقبرہ حضرت امام المسلمین والمومنین حضرت امام اعظمؒ (۳۶) زیارت حاصل کردند سہ شبانروز مجاورت نمودند۔ در شب زیارت آن امام المسلمین حاصل شد' درکنار گرفتند و ہمراہ خود در مجلس حضرت سرور کائنات' سر دفتر مخلوقات' خلاصہ موجودات (بردند) حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دست شیخ محمد غوث بدست مہتر خضر علیہ السلام تفویض فرمودند۔ عنایات و فیضات و درجات عالیہ در آن شب حاصل گشت۔ بہ حضرت مہتر الاولیاء وعدہ دریافت' نصیب در بیت اللہ بر مصلی مقرر شدو حضرت سرور کائنات' اسم شیخ محمد غوث شیخ کمال الدین علی شاہ (ص ۲۲ ا) قریشی فرمودند چنانچہ وقت صبح ہر کس شیخ کمال الدین علی درویش میگفتند و از آنجا بطرف بیت ربی مرخص گشتہ از آنجا در جدہ رسیدند' احرام حج مستقیم کردند۔ در شب در ریاضت اشتغال میداشتند۔ حضرت خضر علیہ السلام در رسید۔ گفت "ای فرزند کمال

الدین موعود نصیب شان رسیدہ' برخیز"۔ دست راگرفتہ و در بیت اللہ رسانیدند۔ بر مصلای حنفی (۳۷) دوگانہ شکرانہ بجا آوردند' آنچہ نسب ایشان باقی بود تمامی عطا فرمودند۔ چنانچہ چہاردہ سال شیخ کمال الدین در بیت ربی استقامت نمود۔ سعادت چہاردہ حج حاصل کرد۔ بعد آن بہ روضہ سرور کائنات ختم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم رسیدند۔ چہاردہ سال مجاورت نمودند سعادت ابدی و فتوحات لم یزلی در خدمت سید الانبیاءؑ حاصل فرمودند۔ حالات آنہا بدان درجہ رسید کہ ازحال خود ہیچ ہوش نمی داشتند درمکان علوی مستغرق می بودند۔ درآن اثناء حضرت ختم الانبیاءؑ بہ شیخ کمال الدین حکم فرمود (فرمودند) کہ ای فرزند مداومت گذران شما در بقعہ ملتان است بروید در آنجا سکونت (ص ۱۷ ب) پذیرید۔ شیخ موصوف بہ حصول سعادت ابدی و فتوحات سرمدی رخصت حاصل کرد وراہ بقعہ ملتان اختیار کرد۔ میسر شدہ در نواحی بغداد رسید۔

ذکر دویم از ملفوظ مخدوم العالم (۳۸) نقل است کہ در بغداد شیخ عیسیٰ نبیرہ حضرت قدوۃ المحققین' رئیس العارفین' عمدۃ الکاملین' زبدۃ السالکین' شیخ کبیر' شیخ عبدالقادر جیلانی (A-۳۸) بر مصلای سجادگی متجلی بود و آن شیخنا بہ سمع سرود اشتیاق می داشتند۔ یک روز شیخ کمال الدین در صحرای نواحی بغداد سیری کردند۔ قوالان حضوری مجلس شیخ عیسیٰ (۳۹) با او ملاقی شدند۔ شیخ فرمود کہ سرود کہ پیش شیخ کردہ باشی بیان نمائی۔ قوالان بیتی چند در سرود بنواخت۔ بہ استماع آن ذوقی وحالتی بہ شیخ پدید شد حتیٰ کہ آتش شوق شعلہ زد و افروخت۔ وجود ظاہری شیخ بکلی بسوخت و خاکستر شد۔ قوال حیران و متحیر ماند۔ چون قوال دست در خاکستر کرد گوہر بیش قیمت از خاکستر پیدا شد۔ قوال برگرفت و در دستار خود محکم نہاد۔ چون وقت شب قوال بخدمت شیخ عیسیٰ رسید گوہر از دستار درخشید۔ (ص ۱۸) شیخ فرمود کہ این چہ چیز است در دستار تو؟ قوال فی الفور گوہر لمعانی پیش دوست ربانی اظہار نمود۔ شیخ عیسیٰ آن گوہر را بہ اہل پردہ سپرد۔ اہل پردہ شیخ آن گوہر را در جعد دختر مستورہ بہ اسم بی بی فاطمہ منعقد ساختہ' وقتی کہ شیخ بہ تلاوت قرآن مجید اشتغال فرمودی از اصفای قرآن از گوہر منعقد آب جاری میشد چنانچہ اندام تمام آن معصومہ ترگشتی۔ اہل خانہ شیخ مذکور این حقیقت بہ سمع شیخ عیسیٰ کما ینبغی رسانیدند۔ شیخ قوال را طلبید۔ تفحص و تجسس بلاغایت فرمودند کہ این گوہر

از کجا حاصل کرده ای که این خاصیت عجایب و غرایب به ظهور پیوسته که در هیچ گوهر آن نیست۔ قوال تمام قصه به شیخ عیسیٰ مفصل اظهار کرد۔ شیخ برخاست و گوهر از جعد مستوره کشیده در مصلای خود نهاده خود را ناجی درگاه بلا اشتباه نمود تا به عمل شیخ کمال الدین به صورت اصلی خود اعماء (کذا) فرمودند۔ هر دو صاحبان بعد از معانقه و مصافحه یکجا معمور و محفوظ آمدند و مائده تناول فرمودند۔ بعده' شیخ عیسیٰ فرمود که ای شیخنا گوهر شما به آب تقدیر الهی سلک معصومه منعقد شده الان مانیز به عقد شرعی باشما منعقد (ص ۱۸ ب) نموده یم (نما ئیم)۔ شیخ کمال الدین ایجاب آورده قبول فرمودند۔ بعد از شش ماه کامل از خدمت شیخ عیسیٰ اجازة طلبیدند۔ بمعه (مع) قبائل از بغداد مرخص گشتند' منزل و مراحل طی کرده در کوث کروڑ رسیدند۔ بعد از سه سال فرزند ارجمند در ناصیه آفتاب معانی و مهتاب لمعانی از زوجه زبیده جیلانی (۴۱) تو لد گشت و مطالعه نمود' اسم ایشان بهاؤ الحق (۴۰) مقرر فرمودند و بعد از انقضای مدت چهار سال معصومه ماسومه (موسومه) بی بی کمال خاتون تولد شد۔ هر دو برادران بایکدگر اتفاق کلی میدا شتند لیکن شیخ محمد غوث در علاقات دنیاوی بعبه اتصال سلطنت هیچ محبت نمی فرمودند' به تجرید در یاد حق اشتغال می داشتند۔

نقل است از مکتوبات شیخ حسن دیپال پوری که شیخ احمد صاحب سلطنت ووالی مملکت بود۔ شبی درخواب دید که شیخ المشائخین قطب الاقطاب شیخ سلطان علی در حجره نشسته بود۔ فرمودند که ای فرزند! در مخاطره ایجاد دنیا اوقات عمر صرف مینمائی بغیر علم همه بیجا است و نصیب شما از خدمت شیخ جمال الدین سلیمان (۴۲) از حضرت صمدیت مقرر است۔ در قصبه گهو توال (کهوتوال) (۴۳) سکونت دارند برو خدمت ایشان ارزانی دارید (ص ۱۹ ا) هرچه نصیب است بتو خواهد رسید۔ علی الصباح شیخ احمد از علاقات دنیاوی بیدل و مضطرب شد۔ شیخ بجای خود شیخ حسن رابر کرسی سلطنت مستقر گردانید و خود بمعه (مع) چند کس خادم بسمت قصبه گهو توال (کهوتوال) روان گشت۔ بعد هفتم روز در قصبه مذکور رسید و بخدمت حضرت شیخ جمال الدینؒ قدمبوسی حاصل کرد۔ شیخ فرمود بمجرد ملاقات به فرموده شیخ سلطان علی طلب نصیب میخواهی؟ شیخ احمد عرض کرد که ازان منبع الجود و الکرم پنهان نیست و پوشیده نی' فرمودند خاطر جمع دار۔ حجره مسکن

مرحمت فرمودند و روزه ارشاد کردند۔ ہمدران دو سال چلہ ہا و ریاضت کشید ند۔ فیضات ربانی و کرامات رحمانی بہ برکت مرشد شیخ جمال الدین سلیمان مکشوف گشت و آنچہ نصیب ایشان امانت بود تمامی حاصل شد۔ مرتبہ علو و کرامات و حسنات روزی شد۔ حضرت شیخ جمال الدینؒ فرمود کہ بابا سلطنت در نصیب شما باقیست' بروید بر ملک متحصر شوید۔ حضرت شیخ احمد بعد سہ سال بہ درجات علوی رسیدہ در ولایت خود رسیدہ کامرانی کرد۔ چون حضرت (ص ۱۹ ب) شیخ محمد غوث بمعہ (مع) قبائل از بغداد رسید۔ بعد از چند روز شیخ احمد فرمود کہ ای برادر معصومہ دوم شیخ عیسیٰ نصیب ما است کہ در لوح محفوظ این چنین است۔ شیخ محمد غوث اندرون اہل پردہ را ظاہر ساخت۔ اوشان آمنا فرمودند و خط بہ خدمت شیخ عیسیٰ روانہ نمودند۔ شیخ جیلانی این معنی قبول کرد۔ از ین جاہر دو برادران و اندرون اہل پردہ مستعد گشتہ بصوب بغداد مراجع گردیدند۔ چون در بغداد رسید ند بمعہ (مع) شیخ احمد غوث لوازم سلطنت ہمراہ بود چنانچہ لشکر و خیمہ ہا وغیرہ اسباب شاہی درخدمت شیخ جیلانی ہویدا گشت' یک دو روز برای عقد نکاح بی بی جنت خاتون در نواحی بغداد سکونت فرمودند۔ بعدہ' کار خیر کردہ بمعہ (مع) قبایل باز گشتند و درکوٹ کروڑ رسیدند۔ ھر دو برادران و دیک حویلی قبایل خود نشانیدند۔ از بی بی جنت خاتون چہار پسر متولد شد۔

اول :۔ حضرت مخدوم عبدالرشیدؒ

دوئم :۔ شیخ عبدالرحمٰنؒ

سیوم :۔ شیخ طاہرؒ

چہارم :۔ شیخ سادھنؒ

ویک دختر بی بی بصران خاتون تولد گشت (ص ۱۲۰) وشیخ احمد غوث راسہ پسر دیگر از عورت دیگر بودند:

اول : شیخ موسیٰ نوابؒ

دوم : شیخ د اد لدریاؒ

سوم: شیخ طاں فقیرؒ

شیخ احمد غوث باقی عمر در فقیری گذرانید شیخ احمد غوث بخدمت شیخ محمد غوث ساعی شد کہ ایشان بر سلطنت قابض شوند لیکن شیخ ہیچ التفات نمیکرد۔ عاقبت برای قسمت خزانہ التجا آوردند۔ ایشان فرمودند کہ یکجا باشد۔ ہر چند جدوجہد نمودند شیخ قبول نکرد۔ مدت پانزدہ سال ہر دو برادران یکجا کامرانی فرمودند۔ بعدہ' شیخ محمد غوث بہ رحمت حق پیوست۔ ہم پہلو پدر بزرگوار در کوٹ کرور مدفون فرمودند۔ شیخ احمد غوث کامرانی ملک و خلعت سلطنت بہ برادر زادہ شیخ بہاء الدین داوند چنانچہ مردم مشائخ و زمیندار و شرفاء از ہر دیار معروفہ خلعت ماتم پرسی بر آورد و چیزی نقد بہ خدمت شیخ احمد غوث آوردند آنہم تفویض بہ شیخ بہاء الدین میفرمودند۔ آن وقت در عمر حضرت شیخ بہاء الدین دوازدہ سالہ بود و در عمر مخدوم عبدالرشید نہ سالہ بودند و دیگران برادران خورد سالہ بودند و حضرت شیخ بہاء الدین حفظ قرآن مجید باہفت قرات در کوٹ کرور از مولانا نصیر الدین بلخی حاصل کرد و مسیر گشت بہ سمت خراسان و بغداد (ص ۲۰ ب) واز آنجا بہ بخارا آمد۔ در تحصیل خواندن علم اشتغال کامل نمود چنانچہ بہ اجتہاد رسید واز کمال عفتی و صلاحیتی کہ داشتی اہل بخارا ایشان را بہاء الدین فرشتہ گفتند و اورا در خراسان و بخارا شہرتی عظیم بودی۔ ازانجا بجانب بیت اللہ عزیمت نمود۔ بعد از تشریف سعادت حج و زیارت سرور کائنات خلاصہ موجودات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم موازنہ پنج سال مجاورت کرد و پیش شیخ کمال الدین محمد عیسیٰ (۴۳) کہ یکی از محدثان کبار بود بہ تعلیم علم لدنی مشغول می شد و من بعد آن فتوحات و سعادات کہ از کاملان حاصل کردند تا رسیدن مشروحا" در سیر العارفین (۴۴) درج است واضح خواہد شد و سلطان شیخ احمد غوث در ولایت حکمرانی دو سال پس از شیخ محمد غوث بہ جوار رحمت حق پیوست بہ پہلوی برادر مدفون فرمودند۔ آن وقت عمر مخدوم عبدالرشید چہاردہ سالہ بود و والدہ شریف و خالہ عفیفہ حین حیات بودند و عمر شیخ احمد غوث ہشتاد و شش سال بود۔ بر فرش ماتم پرسی شیخ احمد غوث بنشست۔ تمامی ملک دیار ہند ولایت بلخ و بخارا و غزنی خلعت ارسال نمودند' مخدوم زادہ را بر کرسی سلطنت نشاندند۔ مخدوم زادہ را فضل یزدانی شامل حال بود۔ در خورد سالگی چنان عدل و تفحص و ضبط سلطنت نشاند کہ از قبلہ گاہ دہ حصہ زیادہ

شہ و ملک عملک حسن اخلاق ایشان مشہور گشت و حصول (ص ۱۲۱) خراج مملکت دو
چنداں و سہ چنداں آمدنی گرفت و رعایا آباد و خوش و خورم (خرم) گذران می نمود و
حضرت مخدوم عبدالرشیدؒ را بی بی فاطمہ خالہ عینی (یعنی) اہل پردہ شیخ محمد غوث مرحوم
مغفور در حین حیات خود باعاجزہ بی بی کمال خاتون (۴۵) منعقد ساخت۔ بعد از مدتی از
شکم بی بی کمال خاتون دو پسر متولد شدند۔ یکی شیخ ابوبکر، دوم شیخ محمد، من بعد مدت سہ
سال ہر دو ہمشیرہ بنت عیسیٰ گیلانی بجوار رحمت حق قریب گشتند و در کوٹ کروڑ مدفون
فرمودند۔

حضرت مخدوم عبدالرشیدؒ بہ حکم ایزدی باکمالات و برکات بہ طرف ملتان جنت
لمکان قدوم ارزانی داشتند در آنجا کہ الحال روضہ منورہ مقدسہ شیخ الاسلام مخدوم بہاء
الدینؒ است در آنجا مکان تار سنگ (تارا سنگھ) پسر ایسر (ایشر) مہاندیو بود سکونت
فرمودند کہ دران زمان در ملتان جنت المکان شیخ محمد یوسف المعروف شاگردیز (شاہ
گردیز) (۴۶) بود بہ ارشاد بسیار و یکی چاہ متصل گہریالی (گھڑیالی) دروازہ (۴۷) زیر تودہ
کلان (۴۸) مشہور است کہ بغیر نرگاوان جاری میبود۔ این طور صاحب کشف و
کرامات و کمالیت بسیار داشت۔ یکروز حضرت مخدوم عبدالرشیدؒ در آنجا تشریف
فرمودند۔ چاہ را از جاری شدن موقوف فرمودند تاحال چاہ مذکور از جاری شدن
موقوف است۔ اکابران ملتان از حسن لطافت این کرامات حیران ماندند، منقاد و مطیع (ص
۲۱ ب) کرامات او گشتند۔ خاص و عام در محبت و مودت آن خلاصہ انام عقد محبت
محکم بستند، مال و جان را فدای ایشان کردند۔ طایفہ جہال و گمراہ و کم ہمت را کہ در امر
معروف کمبر بوند ارشاد میفرمودند تا بحدیکہ پنجاہ و چہل کس را بہ یک نظر باکمال
وصال میرساندند۔ غلغلہ ارشاد حضرت مخدوم عبدالرشیدؒ در ممالک و اطراف مشہور بود
و در علم تدریس نص و حدیث لاثانی بود۔ خلق استفادہ میگرفتند۔ ہفتادتن از علم ایشان
شاگرد کامل و بہ فضل شامل گردیدند۔

یک شب در مطالعہ مکتوبات بمعہ (مع) عالمان و فاضلان محاسبہ و مباحثہ میمنودند تا
کہ یک پاس از شب باقی بود کہ خواب بر ایشان غلبہ کرد، در خواب شدند۔ بمعہ (مع)
پدر بزرگوار ملاقات فرمودند۔ اوشان گفتند کہ ای فرزند بعد چہار روز حضرت شیخ بہاء

الدین برادر عم زادہ شمان بمعہ (مع) حصول مطالبات دینی و دنیاوی از سمت بیت اللہ در ملتان میرسد۔ شمان رابایدکہ ہمشیرہ خود را بلوشان متعقد سازی و تو بہ زیارت حرمین خواهی رفت' از آنجا حصول سعادت و نعمت کہ از روز ازل در نصیب شمان است و بقیہ را در ہمدان (۴۹) تخمص خواہی کرد۔ مخدوم" از خواب بیدار شد و از آمدن برادر خوشدل شدہ از اشتغال دنیوی دل را مضطرب گردانیدہ منتظر میعاد بود۔

نقل است کہ بعد از چہارم روز در اندر کوٹ ملتان دیو دروازہ تشریف فرمودند۔ وقت نماز عصر بود فوت میشدی۔ طلب آب فرمودند۔ چاہ ترش و تلخ (ص ۴۲ الف) بود و دلو برچاہ حاضر نبود۔ نظر مبارک در چاہ فرمودند' آب چاہ بفضل رب العالمین بالا آمد۔ وضو کردہ نماز گزاردند وکف دست خود در چاہ کردند' آب چاہ شیرین شد۔ این خبر بخدمت مخدوم عبدالرشید" رسانیدند۔ ایشان فی الفور سوار شدہ آمدند و بمعہ (مع) شیخ بہاء الدین برادر خود ملاقات کردند۔ بعد ملاقات بہ سمت دولت خانہ ہر دو برادر تشریف آوردند و فاتحہ خوانی والدہ شریفہ عفیفہ در پیش کردند۔ بعد الفراغ فاتحہ خوانی مخدوم عبدالرشید" ہمشیرہ خود باسم بی بی بصران خاتون بمعہ (مع) شیخ بہاء الدین متعقد ساخت و ہفت فرزندان تولد شدند۔

اول : شیخ صدر الدین عارف باللہؒ
دویم : مولانا برہان الدین
سوم : مولانا قدوۃ الدین
چہارم : مولانا شمس الدین
پنجم : مولانا شہاب الدین
ششم : مولانا ضیاء الدین
ہفتم : مولانا علاء الدین

مخدوم عبدالرشید" مال و ملک و خزائن تفویض شیخ بہاء الدین نمود و وداع طلبید۔ شیخ بہاء الدین" فرمود کہ ای برادر مدت کامل بسر آمدہ کہ فقیر بحسب قسمت آبخورد از دولت ملاقات دیدار محروم و در فراق ایشان مضطرب می بود و الحال آن برادر میسر می شوید'

نوعی قبول نیست۔ مخدوم ظاہر کرد کہ چنانچہ آن برادر بحسب نصیب آبخورد رفتہ بودند ہمچنان بندہ را حکم شدہ' این بگفت و از اینجا وداع کرد و ہفت کس خادم ہمراہ داشتہ روانہ بطرف حرمین (ص ۴۲ ب) گردید و شیخ بہاء الدینؒ برملک و مملکت و خزائن متحکم گردید۔ مخدوم عبدالرشیدؒ از ملتان در شہر ہریو (۴۹) رسید۔ آنجا شیخ نصیرالدین صاحب مراتب و کشف و کرامات بود۔ بخدمت ایشان ملاقات فرمودند۔ (پرسیدند) کہ شما از کجامی آیید۔ مخدوم فرمود کہ از خطۂ دار الامان ملتان' فرمودند کہ شیخ بہاء الدین راہم میدانید؟ ایشان عرض کردند کہ برادر عم زادہ فقیر است الحال از بیت اللہ در ملتان رسیدہ۔ بمجرد شنیدن برخاست و درکنار گرفت و معذرت بسیار کرد و اندرون حجرہ برد۔ ہفت روز نزد خود داشت و نصیب کہ از ہمت کاملہ ایشان بود مخدوم توجہ فرمودند و وداع کردند و از آنجا بہ تبریز (۵۰) درخدمت سید حسینی (۵۱) کہ یکی از کاملان و واصلان حق بود برادر حضرت جلال الدین تبریزیؒ (۵۲) کہ در شہر تبریز صاحب کشف و کرامات و زبدہ مشایخان اکبر بود و بہ شیخ بہاء الدین صحبت بسیار داشتہ شرف ملاقات حاصل شد۔ شناختہ بسیار توجہ فرمودند و گفت ای عبدالرشید کیفیت برادرم شیخ بہاء الدین بفرمایی۔ عرض کردم کہ اوشان در ملتان جنت المکان جمعیت دارند۔ فرمود کہ انشاء اللہ تعالی عنقریب بوصال برکمال اوشان رسیدہ خواہد شد۔ ہردو مشایخان از ہمت عالی خود باین فقیر التفات فرمودند۔ از آنجا بخدمت شیخ نجم الدین (۵۳) اتفاق ملاقات افتاد۔ اوشان نیز توجہ فرمودند۔ از آنجا کہ این فقیر را اشتیاق کمال بہ رسیدن (ص ۴۳ الف) حرمین شریفین بود۔ شب (و) روز منازل و مراحل بریدہ امید بفضل آن قادرحی و قیوم نمودہ در حرم کعبہ رسیدم۔ حج ادای نمودم۔ بعد ازان بہ روضہ سرور کائنات سر دفتر موجودات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رسیدم و سہ سال در مجاورت روضہ منورہ گذرانیدم و درخدمت شیخ کمال الدین میبودم۔ یک شب از حضرت سرور کائناتؐ ارشاد شد کہ ای عبدالرشیدؒ نصیب شمان از نزد سید علی ہمدانیؒ (۵۴) است برو در آنجا۔ این فقیر (از) حضورؐ پر نور مرخص شدہ راہ شہر ہمدان (۵۵) پیش گرفت۔ از کنارہ دریا مراحل شدہ چون در بندر سکندریہ رسید (۵۶) در آنجا زمین بندر مقدار دہ بیگہہ پہرہ (A-۵۶) پیدا می شود و مردمان محاصر واحل حکم برآن زمین مقید اند۔ در

آنجا یک فقیر سرو پا برھنہ درمکان تحیر استغراق میداشت۔ نزدیک آن بزرگوار رفتم۔ بفضل پروردگار در عالم صحو آمد و ترحم فرمود و گفت کہ بسمت ھمدان میروی؟ عرض نمودم کہ ازان صاحب کشف و کرامات ہیچ پنہان نیست۔ فرمود کہ زود رو کہ آن میعاد نصیب شما در رسیدہ' باز درمکان تحیر مستغرق گشت۔ این فقیر حقیراز دریا در ولایت عبور نمود برکت زیارت درویشان اھل طھارت کہ در آن نواحی بودند نعمت سعادت ابدی حضرت سلطان المشائخ والملت مصطفوی وآن برھان دین (ص ۴۳ ب) محبت نبویؐ وآن پروردہ سلک نبوت وآن خواجہ دلیل فتوت وآن متمکن ولایت وآن متوکل ہدایت بندگی سید علی ھمدانیؒ کہ ایشان صحبت داشتند با ابوا لفرح طرطوسیؒ (۵۷) و او صحبت داشت با شیخ عبدالواحدؒ (۵۸) و او صحبت داشت با شیخ شبلیؒ (۵۹) و او صحبت داشت با امام موسیٰ رضاؒ (۶۰) وایشان صحبت داشتند باامام موسیٰ کاظمؒ (۶۱) وایشان صحبت داشتند با امام جعفر صادقؒ (۶۲) و ایشان صحبت داشتند با امام باقرؒ (۶۳) وایشان صحبت داشتند بازین العابدینؒ (۶۴) وایشان صحبت داشتند با امام حسینؓ وایشان صحبت داشتند باحضرت سرور کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ملازمت حاصل کرد۔ حالت فیض رانی ایشان این بود کہ در مفاصلہ یک کروہ دو حجرہ معمور فرمودہ بودند۔ یک سال چلہ در یک حجرہ ادا میفرمودند۔ بروز ختم چلہ بیرون از حجرہ تشریف می فرمودند۔ مریدان تایک سال جمع میشدند۔ روز ختمت چپا و راستا مریدان صف بستہ استادہ میشدند۔ حضرت سلطان المشائخیں بصوب حجرہ ثانی رحلت تشریف میفرمودند' چپا و راستا بر مریدان نظر میفرمودند۔ مریدان راستا در مرتبہ غوثیت (۶۵) میگشتند و مریدان چپا در مرتبہ قلبیت۔ (۶۶) این فقیردر صف مریدان راستا استادہ بود۔ حضرت سلطان العارفین نظر ترحم نفرمودند۔ فقیر در دنبال آن برھان الملتہ (ص ۴۴ الف) والدین روان گشت۔ چون بر دروازہ حجرہ ثانی قدم رنجہ فرمودند بر بندہ نظرکرد و از زبان دربار و گوہر نثار فرمود کہ عبدالرشید اندرون بیا۔ بندہ بحکم اندرون حجرہ رفت' آنچہ نصیب از حضرت صمدیت منقسم بود عطا فرمودند۔ از حد زیادہ افاضت و موہبت فرمودند۔ دوگانہ شکرانہ بجا آوردم۔ حالت این فقیر بہ حد اعلیٰ رسید۔ فرمودند کہ برو در حجرہ مسجد جمعیت کن۔ فقیر را از فرش تا عرش ہیچ حجابی در نماند۔ فقیریک سال در حجرہ مشغول بہ حق بود۔

بعضی روز حضرت سلطان المشائخین بنده را در حجرہ ریاضت یاد میفر مودند۔ بنده بحضور مشرف به فیض جدید مستفیض میشد۔ مریدان کثیر الجماعت در خدمت آن سلطان المشائخ قدیم نشستہ بودند۔ رگ حسد حرکت کرد که ملیان را مدت مزید (مدید) و عهد بعید در خدمت شیخ العارفین مداومت میداریم نظر ترحم به میان مبذول نه شده واین درویش مسافر در ایام معدوده فی الفور به مراتب اعلیٰ رسیده۔ بعد تحمیت چله حضرت اعلیٰ از حجره تشریف بیرون آوردند۔ مریدان تمامی جمع شده دست بسته بزبان عجز و نیاز به عرض آمدند که ای بحر فیوض الہی و ای سحاب کرم ناتمناهی که این احقر الکلاب درگاه بودند کسی را مدت بیست سال و کسی را سی سال است که دست سوال پیش ساقی زلال ذوالجلال افراختہ حتی الحین قطره (ص ۲۴ ب) اکسیر الذات در قدح قلیل (و) کثیر مقطر شده تا عطشان از حلق این احقر الخلق فرو نشیند' لمعه انوار از شوق ذوق احسان عیان بیند و این درویش ہندی به اقل ایام به صد لطافت و اکرام مکرم و معزز شده۔ ببینیم که مراید صاحب غیبی و فواید خلاصه لاریبی در جبه ...... حضرت سید علیؒ از حجره تشریف فرمودند که عبدالرشید فرزند ارجمند طالب کار حدثی احتیاج ما (نا)۔ شہباز ہمت ایشان بلند پرواز است۔ مریدان مدت باجرعه نصیب شان از قدح ہدایت تمکین...... و تمامی مریدان بحکم حضور متوجه این احقر گشتند و فقیر جرعه ازلی که در قدح این احقر مقطر شده بود بحکم مربی کامل به این ہا رسانید و ارشاد اجازت بعد از مدت سه سال تلقین فرمودند که ای عبدالرشید به وطن اصلی خود مراجعت کن' در خطه جنت المکان ملتان استقامت دار و از علاقه دنیا ترک کن و خود را متوکل گردان و آنچه اسکن داری تمامی در راه حق نثار کنی و خاکساری پیشه داری و زیب و زینت بر خود روا نداری و سجاده از اولاد خود مقرر نکنی و روضه و خانقاه خود بنا نخواہی کرد و کسی را مرید لت کپ (٦٧) نه نمایی تا اجابت کامل بزبان از اولاد تو از قادر ذوالجلال عطا خواہد شد و خاکساری تو به روضه مزین ہمتا تواند شد و مریدان کل پیروی حکم فرزندان تو بجا خواہند آورد و اولاد تو (ص ۲۵ الف) محتاج یکدیگر نخواہند شد و مرخص فرمودند۔

نقل است که چون مخدوم عبدالرشیدؒ از مربی کامل خود رخصت شده روانه طرف ملتان شد حالات بسیار از واردات الہی و فتوحات ناتمناہی ظاہر گشت و آتش شوق ربانی

چنان شعله افروخت که ساحت جسمانی و فهم انسانی تمامی تلف شد۔ مخدوم موحد حقیقی درراه در غاری داخل گشتند و چشمان تحیر بر آسمان بستند تا مدت شش ماه از خوردن و آشامیدن و پوشیدن هیچ خبر نمیداشتند۔ شیخ عبداللہ خادم که رفیق سفر بود او نیز مدت همراه ماند آخر چون مخدوم در عالم صحو نیامد همانجا گذاشته روانه بطرف ملتان شد۔ چون درین جا رسید کیفیت تمامی پیش شیخ المسلمین حضرت شیخ بهاء الدین" مشروحا" عرض کرد۔ شیخ بهاء الدین" این احقر را ملیده و سمت کوهستان همراه شیخ عبداللہ برای آوردن مخدوم عبدالرشید" روانه کرد۔ این احقر العباد بفرموده شیخ حضرت بهاء الدین روانه گشت۔ بعد مدت بر سر غار رسید۔ مخدوم در عالم تحیر مستفیض (مستغرق) بودند، بمجرد رسیدن این احقر در عالم صحو آمدند و پرسیدند چرا قدم رنجه رافرمودید؟ عرض کردم که بنده را حضرت شیخ بهاء الدین زکریا" برادر عم زاده ایشان بخدمت شمان فرستاده که مخدوم صاحب در ملتان تشریف فرمایند، هرچه حکم شود۔ مخدوم عبدالرشید" از (ص ۲۵ ب) مصلا برخاست و همراه این احقر العباد روانه بطرف ملتان گردید لیکن مخدوم مستغرق وحدانیت گاهی محو در شوق و گاهی با جذب می بود۔ بخیریت در ملتان رسیدیم۔ بخدمت شیخ بهاء الدین" و تمامی برادران ملاقات نمودند بعد چند روز شیخ بهاء الدین" فرمود که ای برادر این ملک و مملکت و خزاین ملک شما است در ضبط خود باید داشت که نزد اینجانب امانت بود فهمیده بگیرند۔ مخدوم عبدالرشید" جواب داد که ای برادر بموجب فرموده مربی کامل از دنیا و کارخانه دنیا ترک گفته ام۔ از آبادی ویرانه دلپذیر دار میدانم۔ این ملک و اسباب وخزاین ذمه شما است۔ شیخ بهاء الدین" فرمود که مارا قبول نیست۔ عاقبت الامر بعد جواب سوال بسیار همین مقرر شد که همه اشیاء و خزاین و ملک درمیان خود ها قسمت باید کرد که حق العباد ذمه کسی باقی نماند۔ ملک را از دریا راوی قرعه انداختند۔ قرعه ملک طرف شرق راوی در حصه مخدوم عبدالرشید" آمد و طرف غرب راوی در حصه شیخ بهاء الدین" آمد و دیگر اسباب نصفا نصف تقسیم فرمودند و کرور اشرفی و نقد دیگر و اجناس هم یک یک حصه در تقسیم خودها آمد۔ مخدوم عبدالرشید" تمامی نقد و اجناس را در تصرف درویشان و مساکینان (مساکین) فی سبیل اللہ وقف کردند تا بحدیکه بجهت خرج شبینه باقی نماند و آن روی دریای راوی (ص ۲۶ الف) حجره ساختند و بحق مشغول

گشتند۔ حضرت شیخ بہاء الدینؒ ہشتم روز برای ملاقات برادر خود مخدوم عبدالرشید تشریف میفرمودندی تا روزی فرمودند کہ ای برادر علاقہ قبایل و برادران شما بسیار است، لازم کہ برای ایشان جای سکونت می باید کرد تا ہر کس آرام یا بد۔ فرمود کہ موازنہ دہ کروہ از ملتان طرف شرق قطعہ زمین از ابوالفتح و تاج الدین قوم مرل (۶۸) درمیان دو نالہ کلان خریدہ ایم سکونت در آنجا خواہم نمود خاطر شریف جمع فرمایند۔

نقل است کہ آن سلطان الملت مصطفوی و آن برہان الحلعت دین نبویؐ و آن زبدہ سلک نبوت و آن نقادہ دودمان فتوت و آن متمکن عنوان ہدایت و آن متوکل نشان ولایت و آن پیشوای یقین و آن مقتدای راہ دین و آن گرہ کشای پردہ وحدت و آن رہنمای طریق معرفت و آن آفتاب آسمان کرم و آن بحر مواج حلم و علم و آن لجہ حیا و صفا و آن معدن جود و وفا و آن شمس افلاک معرفت و آن قمر اوراق مکرمت و آن برگزیدہ صاحب اصحاب فتوت والجود و آن زبدہ اولیای معبود و آن بدر عارفان ہدایت و آن کامل بارگاہ عنایت و آن خلیفہ الہی و آن داعی نامتناہی و آن سلطان شریعت و آن برہان طریقت و آن صادق ورع و آن عالم شرع و آن قدوۃ الواصلین و آن عمدۃ الکاملین و آن مرشد الطالبین و آن شیخ المشائخین (ص ۲۶ ب) بندگی حضرت مخدوم عبدالرشیدؒ حقانی القریشی الاسدی (A-۶۸) الکبیر المنیر قدس اللہ سرۃ العزیز ادام اللہ فتوحہ از حجرہ تجرید کنارہ دریای راوی بمعہ (مع) قبایل و برادران و متوسلان سمت زمین خریدہ خود کہ از مرلان مذکورہ خریدہ بودند روانہ شدند و شیخ الاسلام والمسلمین شیخ بہاء الدین بمعہ (مع) ہمہ فرزندان و شیخ فرخ (فخر) الدین عراقی (۶۹) و مخدوم سید جلال الدین بخاریؒ برای رسانیدن اسباب و قبایل بامخدوم صاحب روانہ شدند و در زمین مبیعہ خود رسیدہ مستقیم گردید ند۔ چند روز شیخ المسلمین در آنجا سکونت فرمودند بعد از چند روز مرخص شدند۔ شیخ ابوبکر و شیخ محمد تا چند کروہ ہمراہ (آمدند) باز رخصت شدند۔

حضرت مخدوم عبدالرشیدؒ در زمین مبیعہ خود در عمارات مردانہ و زنانہ اشتغال ورزیدند و بنای قلعہ سواد خانہ خود مرتب ساختند و پیشہ زمینداری و کشتکاری زراعت اختیار کردند و نالہ از دریای راوی بہ تمثل دریا کندانیدہ آوردند۔ در آنوقت تمامی از دریای راوی آباد بود و ہمہ زمین سیراب میگردید و ہر کس را از متوصلان (متوسلان)

خود زمین قسمت کرده تفویض ساختند کہ بہ اختیار خود کشتکار کرده در شغل عبادت و ریاضت لیل و نہار اشتغال داشته باشند۔

نقل است کہ ابو الفتح و تاج الدین از دار فنا بدار بقا (ص ۲۷ ا) رحلت نمودند و فرزندان آنہا علی و شہ علی نام من بعد رحلت پدران بمعہ (مع) مخدوم صاحب دعویٰ قیمت زمین نمودند کہ بما نرسیده و (بہ) طریق عناد مباحثہ را پیش کردند۔ ہرچند مخدوم صاحبؒ بہ اوشان نصائح کرد قبول نکردند' روز (و) شب طریقہ خراشیدگی پیش گرفتند۔ چون نصیحت ناصحان بہ ہر دو برادران را اثر نکرد مخدوم صاحب فرمود کہ بروید ہر دو براور از زیر مصلای حضور (بہ) قدر قیمت زمین کہ دانند شمرده بگیرند۔ چون اندرون حجره رفتہ مصلا را بر داشتند توده زر سرخ در نظر ایشان افتاد نا شمرده برداشتہ در خانہ خود آوردند۔ آنچہ ارشاد قیمت زمین بہ زبان مبارک رفتہ بود درست ماند و دیگر تمامی کژدم گردیدند۔ حضرت مخدوم فرمود کہ نیت شما بد است' از پیش ما دور شوید۔ آنہا در اندک روزھا بہ عذاب گرسنگی و عسرت گرفتار آمدند در حین حیات در حضور آمدن نیافتند و در مقام گورستان بعد مرگ ہم جائی نیافتند۔ اگر مرده در روز در گورستان مخدوم صاحبؒ دفن کردی آن مرده از قبر بیرون کشیده شدی۔ آن رو آرا برراه اوشان افتاده بودی۔ تا حال ہمین حکم است۔

نقل است کہ مخدوم صاحبؒ کسب کشتکار زراعت برای روزی حلال اختیار کرده بود و رعایا مقومہ ملک را وجہ محصول کہ عشر میدادند بہ آنہا بخشیدند لیکن ہر کس از راه اعتقاد (ص ۲۷ ب) از حصہ محصول بحضور فصل بہ فصل برسانیدی و ایشان قبول فرمودی و آن را بہ حسبۃ للہ صرف میفرمودی و خرج مساجد و چراغ می نمودی و خرج خانہ و لنگر از خود کاشتہ کردی و پوشاک قمل پشمینہ میداشتی۔ لیل و نہار در صوم و تحیر و استغراق محو می بودند۔ بدون ملاقات ہم مشرب در عالم صحو نیامدندی۔

نقل است کہ مخدوم صاحب مخدوم عبدالرشیدؒ را درد پہلو شد و از درد بسیار متحیر گردیدند۔ چون وقت شب شد رجوع بہ حضرت علیہ السلامؐ آوردند و عرض کردند کہ یارسولؐ اللہ کہ درد مرا حیران ساختہ۔ ارشاد شد کہ در پہلوی شما نطفہ قطب است و

استخراج او از بطن دختر تغلک (تغلق) (۷۰) بادشاه دہلی است تا وقتی کہ خروج نطفہ نخواہد شد درد دفع نشود۔ مخدومؒ عرض کرد کہ آن بادشاہ و بندہ گدا، چگونہ اتفاق افتد بدون عنایت حضورؒ؟ ارشاد فرمودند کہ علامات ناری شمان تفویض است، بطرف دہلی روانہ نمایند۔ آن علامات گرفتہ طرف دہلی روانہ نمودند۔ بمجرد رسیدن دہلی در چشم تغلک (تغلق) بادشاہ سرایت کرد۔ آنچہ آب و طعام پیش بادشاہ می آوردند تمامی بہ غلاظت مبدل می شد۔ از وقوع این حادثہ بادشاہ جان بلب رسید۔ ایلچی بطرف شیخ الاسلام والدینؒ شیخ بہاء الدینؒ بجہت دفع این حادثہ مہایل (ہایل) روانہ کرد کہ بخدمت شیخ المسلمینؒ ارادت و اعتقاد بسیار می داشت۔ چون ایلچی بہ ملتان رسید و کیفیت احوالش (ص ۱۲۸) بعرض رسانید شیخ بہاء الدینؒ فرمود کہ معالجہ این مصیبت صعب از برادرم مخدوم عبدالرشیدؒ خواہد شد۔ القصہ حضرت شیخ بہاء الدین بمعہ (مع) ایلچی سوار گردیدہ بخدمت مخدوم عبدالرشیدؒ تشریف فرمودند و حالت آن شیخ موحد آنوقت این بود کہ بمعہ (مع) چہل کلبہ رانی جاری داشتند در زمین کشتکار میکردند۔ ایلچی شیخ بہاء الدینؒ آمدہ سلام دادند۔ جواب سلام از مخدوم صاحب حاصل نشد و در کلبہ رانی جاری داشتند۔ چون باز نزد ایلچی رسید نہ جواب سلام فرمودند کہ وعلیکم السلام و استادہ ماندند۔ ایلچی عرض کرد کہ یا حضرت آن صاحب شرع شریف و فرض اللہ تعالیٰ را واقف اندو عجب کہ جواب سلام فی الفور ندادند باعث تاخیر چہ بود؟ فرمودند کہ فقیر درین جانبود ودر دہلی رفتہ کہ خانہ بادشاہ تغلک (تغلق) را آتش گرفتہ و عاجزۃ السلطان تغلک (تغلق) کہ موجب فرمان حضرت حق سبحانہ حرم اینجانب است در محاصرہ آتش آمدہ بود، آن مستورہ را از آتش خلاصی دادہ آمدہ ایم، باعث تاخیر جواب سلام ہمین بود۔ درین استماع آن ایلچی متعجب شد۔ ہمون روز و وقت آن روز و تاریخ واقعہ بدست قاصد بمعہ (مع) کیفیت بطرف دہلی روانہ کرد و حضرت شیخ المسلمین و مخدومؒ بایکدیگر مصافحہ کردند و در خلوت نشستند و مصلحت شمردند کہ فکر این باید کرد۔ آن برادر واین جانب روانہ بہ دہلی خواہیم شد۔ القصہ ہر دو برادران بصوب دہلی دیرہ کشید ند۔ بعد از پانزدہ روز قاصد باز از (ص ۲۸ ب) دہلی آمد و کیفیت محاصرہ آتش بر مستورہ معصومہ ظاہر ساخت کہ اندرون اہل پردہ گواہی دادند کہ یکی فقیر پشمینہ پوش مرا

از آتش بیرون کشیده و خلاصی داده۔ ازین واقعه ایلچی معتقد گشت وحلقه مریدی و متابعت در گوش خود انداخته۔ چون هر دو مشائخنا روانه طرف دہلی فرموده و و درقصبه لاهور رسیدند آن زحمت از مغلک (تغلق) بادشاه دفع شد و صحت گردید۔ بخدمت شیخنا آمده در لاهور رسید و عرض کرد که ای پیر دستگیر برکت رخ کردن این طرف شما (زحمت) دفع شد۔ چون در دہلی با بادشاه تشریف فرمودند تمامی امیران و وزیران به استقبال شرف سعادت حاصل ساختند و مکان نزول به بارگاه سلطان تغلک (تغلق) به شرف پا بوس مستفید شد۔ حضرت شیخ بهاء الدین" کیفیت عقد معصومه انکشاف فرمود۔ لاچار آن سلطان دہلی قبول و منظور کرد۔ وقت شب جمعه شگون و خطبه آن معصومه به مخدوم عبدالرشید" فرمودند و منعقد ساختند۔ آورده اند که والده شریفه بیغم (بیگم) سلطان خواهش نمود که شوهر عاجزه خود را مشاهده خواهم کرد۔ وقت دخول الیست معاینه و مشاهده کرد که بزرگ ضعیف و معمراست و معصومه خورد سال' از تاسف و تفکر صحک آتش برداشت و بر پوشاک و سر مخدوم عبدالرشید" انداخت۔ تمامی (ص ۱۲۹) اخگر آتش جواهر و مروارید گشت و هر کس همچو نثار چیدن گرفت و آن مستوره بیگم از کرده خود منفعل شد و معتقد گشت۔ مدت دو سه ماه در آنجا سکونت داشتند بعده' بامال و منال و اساس (اثاث) شاهانه رخصت شده بخیر و عافیت در ملتان تشریف فرمودند و مخدوم صاحب بمعه (مع) اہل پرده بادشاهزادی معظم خاتون بسیار رغبت میداشت۔ بعضی اوقات که به عالم صحوی آمدند میفرمودند که از بطن شما یک فرزند تولد شود که اسم آن مخدوم حسن در لوح محفوظ نوشته است۔ در مراتب قطب الاقطاب خواهد شد و از تصرف آن بسیار درویشان عالی همت خواهند شد۔ آورده اند بعد از یک سال از بطن بی بی شاه بیغم (بیگم) بتاریخ بست و هفتم رمضان المبارک وقت یک پاس شب گذشته متولد شد۔ اسم آن فرزند مخدوم حسن مقرر کردند۔ تاسه روز از پستان مادر شیر نخورد۔ به روزه طیب مشغول مانده بروز غره شوال ایام شریف فطر روزه افطار کرد۔

آورده اند که موی سر آن مخدوم زاده به لمعه نورانی بمثل شمع تابان و درخشان بود و در هرماه سه روز روزه طیب می داشتی و از پستان دایه شیر نخوردی و از ذکر زبان شب و روز بند نمی کردی تا وقتی که مخدوم زاده در عمر چهار ساله شد تفویض استاد که در علم

نص و حدیث عالم کامل بود فرمودند۔ در پنج سال تمامی (ص ۲۹ ب) علم نص و حدیث همه حاصل کردند و در نه سالگی علم نص و حدیث ملی المکان گشت۔ هر عالم که از دیار می آمد به ایشان مباحثه امتحان می کرد همه کس مغلوب میشد۔ صاحب وجد و رقص بودو در کشف و کرامات بی انتها و بی همتا بود و همواره از پدر بزرگوار تلقین میگرفت ۔ روز بروز در مراتب علو درجات میشد۔

آورده اند که یک روز مخدوم العالمین مخدوم عبدالرشیدؒ در حجره نشسته بودند که قاصد معه مکتوب از شیخ المسلمین شیخ بهاء الدینؒ رسید و مکتوب بخدمت مخدوم عبد الرشیدؒ رسانید۔ نوشته بود که لعل شهبازؒ (۷۱) بمعه (مع) جماعت کثیر آمده و ملتان را محاصره کرده از راه کرامات خودرا بر شیر سوار گردانیده در نواحی میگردد و عالم باشندگان ملتان را خراب و تاراج میسازد و بازوی قاضی قطب کاشانی (۷۲) طلب میکند و آن برادر راشایان ولازم که خودرا درینجا تشریف فرمایند۔ مخدوم عبدالرشیدؒ هرسه فرزندان طلبیده فرمودند که زود تیار شوید و (به) شرف ملازمت عمو بهره اندوز شوید۔ محمد حسن عرض کرد که یا حضرت این غلام را حکم فرمایند که به امداد دعای آنحضرت و بفضل پرورگار ذو الجلال والاکرام رخصت فرمایند و خود این جا استقامت دارند۔ مخدوم صاحبؒ بر سر فرزند بوسه داد و برنرگاؤ سواری فرمودند که برو ترا بخدا سپردم۔ مخدوم حسنؒ (ص ۳۰ ا) برنرگاؤ سوار گردیده روانه طرف ملتان گشتند۔ چون متصل کناره دریای راوی رسید سواری حضرت لعل شهبازؒ درآمد وبه نور باطن دریافت که این طفل فرزند مخدوم عبدالرشیدؒ برای مقابله و مباحثه مایان ممد معاون حضرت شیخ بهاء الدین می آید۔ انتقام (انتظام) مقابله اینجا باید کرد که هجوم عالم از حد زیاده استاده' لعل شهبازؒ به آواز بلند گفت "ای طفلک نرگاو خودرا از راه دور کن والا نه این شیر نرگاؤ را خواهد کشت"۔ مخدوم حسن گفت "ای مردک خورد شیر خود را از راه دور کن والا نه این نرگاؤ شکم شیر رابه شاخ خواهد درید"۔ درین (ازین) جواب لعل شهبازؒ از غصه تپیده و شیر رابر نرگاؤ دوانید و نرگاؤ از غصه خاک به سنبه پای بالا برداشت میکرد۔ چون شیر نزدیک نرگاؤ رسد نرگاؤ حمله کرد و شیر را بالای سر برداشت چنان بزور شیر را انداخت که از ملتان تاهشت کروه بمعه (مع) لعل شهبازؒ رفته بیفتاد و لشکر تمامی بگریخت۔

خلقت عام متحیر شدند و مخدوم حسن در جذب و مست گشته و خلقت ہجوم صفت می آمدند، بخدمت شیخ بہاء الدینؒ روانہ گردید و دراہ زنی ہند و نشستہ گریہ و نالہ میکرد۔ مخدوم زادہ پرسید کہ ای عورت (ص ۳۰ ب) چرا گریہ و نالہ میکنی؟ گفت "دو پسر من لعل شہباز زخمی کردہ خون بسیار جاری میشود و نزدیک مردن افتادہ"۔ فرمودند "او را کہ خاک سم نرگاو من گرفتہ در زخم و دھن پسران بیندازد۔ بامر اللہ صحت گردد"۔ عورت ہندوانی خاک سم نرگاو گرفتہ در زخم و دھن پسران انداخت، خدای عزو جل ہر دو را صحت بخشید و حلقہ بگوش مخدوم زادہ شدند۔ در حضور شیخ بہاء الدینؒ رسیدہ تسلیمات بجا آوردہ۔ شیخ بہاء الدینؒ از مسند برخاستہ بر سر مخدوم حسنؒ بوسہ دادند واز زبان مبارک فرمودند کہ ای فرزند در درگاہ قادر بیچون چندان گستاخی مناسب ندارد و ہمراہ گرفتہ بہ خانہ رفتند۔ دو سہ روز نزد خود داشتہ بعدہ، خطاب فرمودند کہ نام حسن بلا اقلنؒ است مرخص فرمودہ بخدمت مخدوم عبدالرشیدؒ رسانیدند۔

نقل است از شیخ فرید الملت والدین حضرت شکر گنج کہ یک روز برادرم مخدوم عبدالرشیدؒ واین فقیر در قلعہ ہانسی نار (؟) یکجا بودیم و عبد اللہ قوال این بیت در سرود می نواخت

بیت

آنکس کہ بہ معبود سراسر نزدیک است   از جان عدم گشت زموی باریک است

از سماعش در برادرم وجد و ذوقی پیدا شد، در رقص آمد۔ از کمال استغراق حال بپرید بر آسمان (ص ۱۳۱) رفت، دامنش بگرفتم و باز آوردم۔ باز پرواز کرد از ہفت طبق آسمان بگذشت۔ باز دامنش بگرفتم و در حجرہ آوردم، بعدہ، اشارت بہ عبداللہ قوال نمودم، خاموش ماند و شعلہ تجلی شوق از سر برادرم بر خاست۔ تاریکی شب از حجرہ بمثل روز منور گشت۔ شبانروز برادرم در استغراق محو ماند۔ بعدہ، در عالم صحو آمد۔

نقل است از شیخ فرید الدین شکر گنجؒ کہ یک روز برادرم مخدوم عبدالرشیدؒ و فقیر یکجا بودیم۔ ذکر در مجاہدہ رفت۔ مخدوم فرمود کہ اندک مجاہدہ من این است کہ مدت سی سال است کہ جرعہ آب بعد ہفتم روز بجہت افطار بہ نفس خود دادم، یک کاسہ آب درین سی سال چشانیدم و یک اشار آرد جو درین مدت بہ نفس روا داشتم ودرین مدت

به دوپای استاده در حضور حق استاده ماندم هیچ تشویش نرسیده۔

نقل است از شیخ فرید الدین شکر گنج ؒ که برادرم شیخ بهاء الدین ؒ واین فقیر در ملتان یکجا بودیم ذکر در مجاهده وریاضت افتاد۔ فرمودند که مراتب برادرم مخدوم عبدالرشید ؒ در قرب الہی علو مکان است چنانچه این فقیر در رسد۔ مخدوم عبدالرشید ؒ یارای تعدیل نمی دارد۔ ھو اقرب اللہ و اقربه' چنانچه خلقت جسم و جان برادرم ماسویٰ اللہ یک مویی فراغت نمی دارد۔ ھرچه از جسم ایشان خروج میشود از سر فارغ نیست۔

نقل است که مخدوم عبدالرشید ؒ را درد پشت پیدا شد۔ بخدمت حضرت سرور کائنات خلاصه موجودات علیه السلام در شب رجوع کردند۔ (ص ۳۱ ب) ارشاد شد که ای مخدوم عبدالرشید ؒ در صلب شمان قطب ثانی است و استخراج آن از بطن عاجزه رای الونه کھچی (۷۴) است۔ برو او را در عقد نکاح خود منعقد ساز۔ وقتی که در بطن آن دخول خواهد کرد درد پشت شمان دفع تواند شد۔ حضرت مخدوم عبدالرشید ؒ از حضور مرخص گردید۔ بطرف قلعه راج گہر (راج گڑھ) (۷۵) تشریف فرمودند۔ ملازمت بمعه (مع) رای الونه کردند۔ رای الونه تسلیمات بجا آورد' اندرون دولت خانه خود گرفته برد۔ چند روز در آنجا سکونت فرمودند و کیفیت دختر ظاهر کردند۔ رای الونه عرض نمود که بنده فرمان بردار است فاما حالت ضعف عمر آنحضرت بعد سال اتصال دارد۔ غلام زادی در عمر خورد سال است وابو صالح و سارنگ غلام زاده ها ازین واقعه مانع آیند۔ اول آنها را راضی بکنند بعده' مختارند۔ سارنگ جواب داد و ابو صالح آمنا نمود و گفت که تا باقی عمر آن صاحب درین غریب خانه بیاد حق مشغول باشند و بنده در خدمت گذاری رجوع خواهد ماند۔ مخدوم صاحب ؒ فرمودند که بعد از عقد نکاح اقرار باللسان و تصدیق بالقلب و پیش از عقد میعاد باز گشتن میکنم۔ ابو صالح عرض کرد که بنده زمیندار است و بر عقد کار خیر عالم رعایا و شرفای قرب و جوار را ایما خواهند داد۔ آنصاحب نیز به تجمل لباس و اسپان و جماعت کثیر همراه خواهند آورد۔ حضرت مخدوم صاحب ؒ (ص ۳۲ ا) بحصول مراتب میعاد مشخص فرموده باز بطرف دولت خانه تشریف فرمودند۔ پیش ابوبکر و مخدوم محمد و مخدوم حسن فرزندان خود کیفیت ظاهر فرمودند۔ بخدمت شیخ بهاء الدین ؒ نوشته فرستادند که آن برادر با فرزندان بجهت میعاد کار خیر تشریف فرمایند۔ حضرت شیخ بهاء

الدینؒ شیخ علاء الدین و شیخ قدوۃ الدین و جمال درویش روانہ فرمودند واز فرزندان مخدوم ابوبکر و مخدوم محمد و مخدوم حسن جواب دادند کہ آزردگی مادران برداشتن نمی توانیم آورد، خود رفتہ عقد نکاح بجای آرند۔ آخر الامر مخدوم عبدالرشیدؒ بمعہ (مع) برادر زادگان بسمت قلعہ راج گہر (راج گڑھ) تشریف فرمودند۔ چون درانجا رسید ند چہار کس بودند۔ ابو صالح آرزدہ خاطر گردید کہ مایان انتظام گاہ (کاہ) ودانہ و طعام وغیرہ ہزار کس مہیا کردہ بودیم، آنصاحب بہ چہار کس ہمراہ تشریف فرمودند، نقصان مایان شود۔ مخدوم صاحبؒ فرمودند ہر قدر گاہ و دانہ و طعام کہ نیت کردہ داشتہ اند یکجا کردہ آورند۔ چون آوردند مخدوم صاحب تمامی گاہ (کاہ) ودانہ پیش نرگاؤ بھکیرہ نہاد ند وطعام تمامی پیش جمال درویش کردہ، نرگاؤ وجمال درویش ہرگز سیر شدند و گرسنہ ماند ند۔ بعدہ، در اسعد وقت عقد نکاح کردند۔ تا ہفت روز علاء الدین وقدوۃ الدین و جمال درویش را ہمراہ داشتند۔ بعدہ، مرخص (ص ۳۲ ب) شدندو خود در آنجا سکونت کردند و مسجد و حجرہ بنا کردند و بیاد حق مشغول گردیدند۔

نقل است کہ چون مخدوم صاحبؒ کد خدا شدند سارنگ دردل اندیشید کہ این فقیر ضعف کمال دارد، مارا و ہمشیرہ مارا ننگ و عاراست، وقت شب در حجرہ این را بہ دار البقا رسانم۔ مخدوم صاحبؒ از کشف باطن دریافتہ سارنگ را طلبیدند و فرمودند کہ ازین روز سرداری از نصیب تو موقوف است، خلعت ملک بہ ابو صالح از حضور عطا گردیدہ، تو برو بہ درویشان ایام زندگانی بگذار۔ سارنگ ازان روز فقیر شد و بہ حلقہ درویشان میسر گردید، ملک را بگذاشت و خلعت سرداری بہ ابو صالح نصیب شد۔ روز (و) شب کمربستہ در خدمت حاضر بود۔ مخدوم عبدالرشیدؒ مدت ہفت سال در قلعہ راج گہر (راج گڑھ) سکونت فرمودند۔ از کد خدائی بعد یک سال فرزند ارجمند چون آفتاب ز افق کرامت طلوع فرمود۔ ہفتم ماہ شعبان شب جمعہ ستہ مایتہ و ثلثین و خمس ستہ (سنہ) متولد شد و نام ایشان شیخ صدر الدین نہادند۔ در طفولیت خبر ہفت طبقات آسمان و ہفت زمین می داد، بخدمت مخدوم صاحبؒ و دیگر معلمان در ہفت سالگی علم شریعت تمام حاصل کرد و قرآن مجید را بہ ہفت قرات میخواند۔

در آن اثنای مخدوم صاحبؒ از ایشان رخصت طلبید کہ شیخ صدر الدین جعد بر سر

(ص ۱۳۳ ا) وارد و جعد تراشی (۷۶) رسم برادران می باید و در آنجا خواهد شد۔ ابو صالح عرض کرد مختار رضای آنحضرت است لیکن آنچه اشیا ہای کہ بنام ہمشیرہ زادہ تجویز نمودہ ایم از مایان بگیرند۔ مخدومؒ فرمود کہ دنیا را ترک دادہ ایم اساس (اثاث) درکار نداریم۔ ابو صالح عرض کرد کہ آنچه بندہ میدہد ملک برخوردار است' آنحضرت ہرچہ دانند بکنند' عاقبت الامر ابوصالح از اسبان واز گاؤمیشان و ماد (مادہ) گاوان و بزان و میشان وشتران مادہ و نر وغیرہ بہائم و پارچہ ہای ابریشمی و پشمی و زیور و نقد و ہم مواضعات آباد سوم حصہ تقسیم کردہ نوشتہ حوالہ مخدوم صاحب (کرد)' از آنجا بمعہ (مع) قبایل برخاستند و در زمین مقسومہ قلعہ آراستہ صدر الدین پور (۷۶) نام نہادند۔ والدہ شریفہ عفیفہ حضرت صدر الدین قابل و عاقل بودند۔ در ہر دفعہ مالداری و پیشہ زمینداری خبرگیران بودند۔ حضرت مخدوم صاحبؒ روز (و) شب در عبادت حق مشغول بودند۔

نقل است کہ حضرت مخدوم عبدالرشیدؒ دو سال در قلعہ صدر الدین (۷۷) پور قرار گرفتند و کشت میکردند۔ یک روز مخدوم صاحبؒ بیرون حجرہ نشستہ بودند' دو کس قوم بھوٹہ (ٹھ) (۷۸) یکی رای دیون دویم رای جیون' از اولاد راجہ جیسل آمدہ قدمبوس نمودند و گفتند کہ این بندہ ہا مرید حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاریؒ است و اوشان بد دعا کردہ است و بمایان باد گوز پیدا شدہ' برای دفع این زحمت بخدمت فیض درجت شیخ بہاء الدین زکریاؒ رسیدہ بودیم۔ اوشان (ص ۳۳ ب) پاس خاطر حضرت جلال الدینؒ فرمودہ دعا نکردند و فرمودند کہ شما بصوب برادرم مخدوم عبدالرشیدؒ بروید کہ آن برادرم در حق شما دعا خواہند فرمود صحت خواہد شد۔ ازین امر این بندہ ہا بخدمت مشرف شدند۔ حضرت مخدوم صاحب دعا کردند بہ محل اجابت رسید۔ آن علت باد گوز ازان قوم بھوٹہ (ٹھ) دفعہ شد۔ بعدہ' سید جلال الدین بخاریؒ تشریف فرمودند و بر عدم علت باد گوز آن قوم بھوٹہ (ٹھ) اظہار فرمودند۔ مخدوم صاحب در تفکر آمدند و شیخ صدر الدین را طلبیدند و فرمودند کہ این غلام زادہ را در سلک مریدان خود سرفراز فرمایند۔ سید جلال الدینؒ عذر آورد کہ بندہ بمعہ (مع) اولاد مرید خاندان آنحضرت است مارا ادب است کہ درین جا دم پیری خود زنم۔ مخدوم صاحب فرمودند راست می

فرمایند۔ این چنین است۔ فاما مخدوم صدر الدین را بمعہ (مع) اولاد مرید آن سید الابرار نمودم۔ درین ضمن حضرت سید جلال الدینؒ شیخ صدر الدینؒ را طریقہ مریدی فرمود و موی جعد گرفت و خلعت داد و ایشان نذر نیاز پیش سید جلال الدینؒ گذرا نیدند۔ شیخ صدر الدین دست بستہ برخاست پیش پیر خود عرض نمود کہ یا پیر این قوم بھوٹہ (بھٹہ) باین مرید جدید عطا فرمایند۔ حضرت سید الا برار قوم بھوٹہ بہ شیخ صدر الدین بخشید و خود مرخص شد۔ بعدہ' رای دیون مرید شیخ صدر الدین گشتہ برادر خود رای جیون را بطرف بجہ واہن (۷۹) روانہ کرد (ص ۱۳۴) کہ تمامی قوم بھتیان را از آنجا برخاستہ بیایند کہ باقی عمر بخدمت پیر خود گذران خواہیم کرد۔ آن قوم بھتیان تمامی از ملک خود برخاستہ آمدند و درخدمت شیخ صدر الدین مرید گشتند و بہ شرف اسلام مشرف گردید ند و مواضعات در زمین ویرانہ بستہ کشتکار میکر دند و نام موضع صدر پوری نہادند۔

آمد در ماری (۸۰) رشید پور حضرت مخدوم سلطان عبدالرشید حقانی رحمتہ اللہ علیہ

نقل است کہ مخدوم عبدالرشیدؒ برای جعدستردنی شیخ صدر الدین بصوب ماری رشید پور بمعہ (مع) قبائل تیار شدہ واسبان وگاؤ میشان شیر دار ہمراہ برد۔ چون در ماری رشید پور رسید ند تمامی فرزندان آمدہ قدم بوس کردند و میعاد شادی جعد تراشی شیخ صدر الدین شمرد نمودند۔ بخدمت حضرت شیخ بہاء الدینؒ مخدوم شیخ ابوبکرؒ رابرای اطلاع فرستاند۔ شیخ بہاء الدینؒ بمعہ فرزندان تشریف آوردند وبا یکدیگر مصافحہ نمودند و شادی جعد تراشی درپیش کردند۔ چون شادی بہ انجام رسید حضرت شیخ بہاء الدینؒ فرمود کہ برادر مدت است کہ شاور مسافری و از دولت و حال این جانب محروم' لازم است کہ باقی عمر درین جا گذران فرمایند۔ مخدوم صاحبؒ قبول فرمودند و شیخ بہاء الدینؒ مرخص گشت و بصوب ملتان تشریف فرمود و حضرت مخدوم عبدالرشیدؒ در ماری رشید پور سکونت و جمعیت فرمود۔ بعد از یک سال اموال مویشی و اسبان و شتران وغیرہ شیخ صدر الدین علیہ فرستاد کہ درین جا بیا ید۔ چون مال تمامی آمد از سبب بسیاری مال (ص ۳۴

ب) در خاطر مخدوم و در خاطر ابوبکر و مخدوم محمد حسد وارد شد۔ در بعضی دفعه جواب سوال میکردند۔ در آن اثنای مخدوم ابوبکرؒ بجوار رحمت حق پیوست۔ مخدوم صاحب ترتیب فاتحه خوانی درپیش کردند و دستار پدر به مخدوم زاده سلطان ایوب قتالؒ دادند۔ آنوقت ایشان در عمر ہفت ساله بودند و مخدوم لعل حافظ و مخدوم یعقوب خورد تر بودند۔ ہرسه برادران در خدمت جده پرورش یافته بودند که والده شریفه ایشان پیش از مخدوم ابوبکر بجوار رحمت حق پیوستیده (پیوسته) بودند۔

نقل است که حضرت مخدوم صاحب بمعه (مع) قبایل در آنجا سکونت ورزیدند۔ از پس (بس) مالداری شیخ صدر الدینؒ مخدوم ابوبکرؒ در شهر منادی کرد از روی حسد مبادا که کسی به مواشی شیخ صدر الدینؒ برای چرانیدن محافظت کند چرا که قبضه سرداری ایشان بسیار بود۔ گو ساله ها و گاؤ میشان خورد ساله از سبب نابودن گاؤ بان در چریدن آواره گردیدند۔ حضرت مخدوم صاحب به سلطان ایوب قتالؒ فرمودند که گو ساله و گاؤ میشان مخدوم صدر الدین چرانیده بیار۔ سلطان ایوب قتالؒ گو ساله ها برای چرانیدن گرفته رفت۔ در جنگل از تشنگی عاجز شد۔ آمده پیش جده صاحب عرض کرد که برمن تشنگی غالب می شود۔ فرمودند که امروز آب نیک مرد به شما خواہد رسانید (ص ۱۳۵) خاطر جمع دارند۔ چون سلطان ایوب قتالؒ روز دوم گو ساله ها برای چرانیدن روانه گشت تشنگی غالب شد۔ وقت نیم روز زیر درخت خفته ماند که یک مرد بزرگ شکل نورانی پیدا شد۔ مخدوم زاده را از خواب بیدار کرد و آب بنوشانید و گفت که جد خود را سلام من رسانی که خضر سلام داده بود۔ چون آن بزرگ روپوش شد مخدوم زاده را از فرش تا عرش حجاب برخاست و درمستی در آمد و گو ساله ها را یکجا کرده بصوب شهر عازم شد و ہرچه برآسمان معاینه می کرد۔ تمامی علانیه می گفت۔ حضرت مخدوم صاحبؒ از کشف باطن دریافتند (به) استقبال رفتند وحالت سلطان ایوبؒ درمستی دیدند۔ بزبان مبارک فرمودند بیا ولب مبارک نیز در دهان ایشان انداختند و دستار مبارک خود برسر سلطان ایوبؒ نهادند۔ مخدوم زاده از مستی و گفتن گفتگو خاموش ماند و در ہوش آمد و در شهر رسید۔ علی الصباح مخدوم صدر الدینؒ را بمعه (مع) والده و مال مواشی سمت صدر الدین پور مرخص فرمودند و مخدوم صاحبؒ درماری رشید پور بمعه (مع) ہرسه نبیره

سکونت داشتند۔

نقل است کہ مخدوم صاحبؒ روز (و) شب در حجرہ ریاضت بحق مشغول بودند و سلطان ایوبؒ در خدمت حاضر بود تا دو سال منقضی گشت و فیضات از جد بزرگوار خود (ص ۳۵ ب) حاصل نمود و فتوحات غیبی و واردات لاریبی بی اندازہ موصول شدو بہ مراتب علیہ رسید و قطب المدار گردید۔ حضرت مخدوم صاحبؒ در یاد حق مشغول بودند کہ شخصی بردر حجرہ آمد و پرسید کہ عبدالرشیدؒ کجا است۔ سلطان ایوبؒ فرمود کہ اندرون حجرہ در عبادت حق مشغول اند۔ گفت این گل نیاز بدستش برسان۔ مخدوم زادہ گل بدست مبارک مخدوم صاحبؒ داد۔ اوشان بو میکرد و دوگانہ برای یگانہ ادا کردند و در آخر سجدہ جان بدو سپردند۔ مخدوم صاحبؒ را تکفین کردہ بر در حجرہ مدفون فرمودند درسنہ ستہ مایتہ و ستین و تسعہ ستہ من ہجرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

سلطان ایوب قتال قدس اللہ سرہ

نقل است کہ چون مخدوم علیہ الرحمتہ بجوار رحمت حق پیوستند سلطان ایوب قتالؒ بر مصلای جد بنشست۔ مخدوم محمدؒ و مخدوم حسنؒ راہ حسد درپیش کردند۔ ہرچند سلطان ایوب قتالؒ متابعت عم می فرمودند، فاما خراشیدگی دفع نہ گردید تا آنکہ در حین حیات مخدوم عبدالرشیدؒ با دختر سید ایوب ماچینی بی بی فاطمہ۔ نام نامزدی سلطان ایوبؒ شدہ بود۔ اوشان تکلیف فرمودند کہ گذران شما بمعہ (مع) عیال خود نمی شود اینجا تشریف فرمایند کہ خانہ واحد است (ص ۱۳۶) درین ضمن سلطان ایوبؒ بخدمت مخدوم محمد و مخدوم حسن عرض کرد کہ درین تکلیف چہ صلاح است؟ ایشان فرمودند رفتن شما آنجا ہیچ ملاحظہ و مذاقتہ (مضایقہ) ندارد مختار اند۔ از گفتن ایشان مخدوم صاحب سلطان ایوبؒ نمید (ناامید) گردیدہ سوار شد و بخدمت ایوب ماچینی رسید لیکن روز (و) شب در یاد حق مستغرق بودند و حاجت خوردن و آشامیدن نداشت۔ چون دو سال ہم برین منوال بگذشت شیخ سلیمان و شیخ عبدالعزیز فرزندان شیخ ایوب ماچینی حسد خوردند و گفتند کہ این شخص معطل و ناکارہ است، لازم کہ این را از نسبت جواب باید داد۔ سید ایوب فرمود کہ من قرار نسبت دادن بہ مخدوم عبدالرشیدؒ کردہ بودم الحال چگونہ جواب دہم؟ یکی آنکہ شرط شرافت تلف نمایم، دوم آنکہ روز قیامت چہ جواب دہم، اگر ناکارہ است ہم منظور دارم، عقد نکاح کردہ داد۔ ہر دو برادران غصہ کردند و گفتند کہ شما بمعہ (مع) داماد علیحدہ باشید و مایان علیحدہ گذران خواہیم کرد۔ سید ایوب قبول کرد۔ عاقبت زمین را قسمت کردند حصہ فرزندان بہ فرزندان داد و بر حصہ کشتکار خود مخدوم سلطان ایوب قتالؒ نگاہبان مقرر شد۔ چون سلطان ایوبؒ تمام روز بہ رب العالمین می ماند جانوران طائر بر خوشہ ہا می افتادند و خوشہ ہای بسیار خالی (ص ۳۶ ب) کردند۔ یک روز شیخ سلیمان طرف کشتکار زراعت پدر گذر کرد۔ دید کہ پرندہ ہای بسیار خوشہ ہای زراعت میخورند و سلطان ایوبؒ در مراقبہ نشستہ بہ یاد حق مشغول است۔ این حقیقت پیش پدر آمدہ ظاہر کرد۔ سید ایوب غصہ کردہ طرف کشتکار خود رفتہ دید کہ مخدوم سلطان ایوبؒ در مراقبہ نشستہ و پرندہ ہای بی شمار می خورند۔ چون نزدیک رفت طپانچہ (طمانچہ) سخت بر رخسارہ مبارک زد و گفت "نابکار زراعت مرا خراب ساختی"۔ سلطان

ایوبؒ فرمود "چکنم؟" "گفت "ہا ہا کردن ہم نمیتوانی"؟" سلطان ایوب سہ بارہا' ہا' ہا کرد۔(شنیدیم کہ بگفتن ہا اول بار ہمہ جانوران پریدند' بہ ہای دوم فصل ہم پرید و بہای سوم زمین جنبیدن گرفت۔ مرتب) سید ایوب ماچینی دست خود بردہان مخدوم ایوبؒ نہاد و فرمود کہ مرا نابود و ویران کردی۔ تمام عالم را نابود و ویران مکن۔ ہردو صاحبان از زراعت باز درخانہ آمدند۔ سلطان ایوب اہل پردہ خود را گفت کہ اگر درخانہ پدر و مادر میمانی مختار والانہ برخیز و ہمراہ من بیا کہ درین جا غضب الٰہی وارد است۔ بی بی مستورہ ہمراہ مخدوم سلطان ایوبؒ روانہ شدند۔ کسی تمکین ایشان نکردہ' چون از شہر بیرون آمدند برادر زادہ کہ بمعہ (مع) طفلان بازی میکند (می کرد) آن را بر داشتہ بر کتف نشاند برین امید کہ برای گرفتن پسر خود خواہد آمد۔ البتہ مرا باز گرفتہ بخانہ خواہد نشاند۔ اوشان تعاقب پسر ہم نکردند۔ چون دو کروہ از شہر بیرون رسیدند آواز ہمناک از پس آمد۔ (ص ۱۳۷) معلوم شد کہ بر شہر سید ایوب غضب الٰہی وارد گشت۔ مخدوم بمعہ (مع) قبایل در شہر معموری کہ در آنجا کدن و اترا (۸۱) زمیندار بودند تشریف فرمودند و بخانہ کلال سکونت و رزیدند۔ آن کلال معتقد گشتہ خانہ حوالہ کرد کہ اینجا سکونت فرمایند۔

نقل است کہ سلطان ایوب قتالؒ اہل پردہ را درخانہ کلال نشاندہ خود بخدمت شیخ صدر الدینؒ رفت ملاقات حاصل کرد۔ شیخ صدر الدینؒ فرمود کہ ای برادر زادہ قبایل خود را در اینجا بیارید آنجا سکونت شایان ندارد۔ مخدوم صاحبؒ فرمود کہ بالفعل در آنجا نشستہ ام مخدوم صدر الدین عم یک مادگاؤ (مادہ گاؤ) شیردار کہ نامش بہاگ میگفتند داد کہ شمارا بخشیدم و چیزی خرج ہم عطا فرمود۔ مخدوم صاحبؒ باز آمد و آن مادہ گاؤ بہ کلال عطا کرد۔ کلال یک وقت شیر بہ مخدوم صاحبؒ می داد و دوم وقت خود متصرف می شد۔ مخدوم صاحبؒ شب (و) روز بر تالاب بہ خدا مشغول بود۔ اوتراوان ہمہ جوان در خانہ کلال آمدن و سخن ہای بی ادبی گفتن گرفتند۔ چون شب شد مخدوم صاحب بہ خانہ آمدند زنکہ کلال و اندرون اہل پردہ کیفیت بی ادبی ایشان ظاہر ساختند۔ مخدوم صاحب علی الصباح بمعہ (مع) قبایل از آنجا کوچ کردہ بر تالاب آمدہ نشستہ و برای بنای (ص ۳۷ ب) خانہ تجویز فرمودند۔ بہ اوتیراوان خبر رسید کہ فقیر بر تالاب خانہ بیسا زد۔

نامبردہا آمدہ بہ مخدوم صاحب مانع و مزاحم شدند کہ زمین ملک مایان است بجز قیمت خانہ را بنا نکنند۔ مخدوم صاحبؒ فرمود کہ قیمت زمین چہ قدر است؟ اوشان گفتند ہزار دینار۔ مخدوم صاحبؒ فرمود "بروید زیر مصلای اینجانب شمردہ بگیرید"۔ اتراوان مصلا برداشتہ تودہ زر سرخ یکجا دیدند۔ بغیر شمار بسیار برداشتند و بخانہ بردند۔ چون گرہ کشادند یک ہزار دینار و باقی کژدم و مارشدہ دیدند۔ ہراسیدند و تعجب کردند و گفتند کہ این طلسم نمودہ است، باید کہ مادہ گاؤ اش را کشتہ بخوریم۔ مادہ گاؤ را دزدی کردہ کشتہ تصرف خود کردند۔ کلال تاوقت آمدن تغافل ماند۔ چون نیامد جست و جو بسیار (کرد) نیافت۔ دامنگیر اوتراوان گردید۔ کلال را ضرب شلاق نمود۔ وقت صبح زنکہ کلال و کلال ہردو پیش مخدوم صاحبؒ فریادی آمدند کہ مادہ گاؤ آنصاحب اوتراوان کشتہ خوردہ و مایان را ضرب شلاک (شلاق) کردہ، مخدوم صاحبؒ اوتیراوان را طلبیدہ مادہ گاؤ طلب کرد۔ منکر آمدند۔ مخدومؒ فرمود کہ قسم بکنید، بہ قسم راضی شدند۔ مخدومؒ فرمود کہ در آفتابہ آب است وضو بکنید۔ چون برای وضو طرف آفتابہ رفتند دو مار سیاہ از آفتابہ بیرون آمدند۔ دعوی نمودند کہ فقیر ماران را در آفتابہ نشاندہ مارا وضو کنانند۔ مخدومؒ فرمود کہ این کذب (ص ۱۳۸) شما است کہ مار شدہ، بر تالاب بروید و وضو بکنید۔ چون طرف تالاب رفتند دو شیر قصد خوردن ایشان کردند۔ باز آمدند کہ شیران را بر تالاب نشاندہ ای و مایان را برای وضو می فرستی کہ بخورند۔ مخدوم صاحبؒ فرمود کہ شما کاذب اید راست بگوئید۔ گفتند کہ کلال بہ مادعوای کذب می کند۔ مایان را خبر نیست۔ مخدوم صاحبؒ را جذبہ آمد گفت کہ اگر شما نکشتہ و نخوردہ مادہ گاؤ را می طلبم۔ گفتند کہ طلبید۔ حضرت مخدومؒ باواز بلند فرمود۔ "مہاگ، بہاگ، بہاگ" از اندرون آن نابکاران اوتراوان آواز ہمچو مادہ گاؤ برآمد۔ مخدوم صاحبؒ فرمود کہ بروید کہ بر شما غضب الہی وارد خواہد شد۔ چون شب شد بہ حکم رب العالمین بر آن موضع معموری از آسمان سنگ بارید، ویران و خراب شد مگر خانہ آن کلال بی تصدیع باقی ماند۔ علی الصباح کلال بمعہ (مع) قبائل برخاستہ بخدمت مخدوم صاحبؒ آمد و آن معموری تودہ گل شد۔ مخدوم صاحبؒ آنجا موضع آراستہ کردہ خضرپور نام نہادند و سکونت ورزیدند۔

نقل است کہ مخدوم صاحبؒ در موضع خضرپور زراعت کشتکاری می کردند و ہر روز

بخدمت مخدوم صدر الدین ؒ عم خود می رفتی و ملاقات کرده باز می آمدی۔ مخدوم صدر الدین ؒ یک گاوَ میش برای شیر خوردن داد۔ مخدوم ؒ فرمود که گاوَ میش (ص ۳۸ ب) حضور بچرانند' شیر گرفته خواہم رفت۔ ہم برین منوال اتفاق درمیان خود می داشتند۔ درآن اثناء فرزند محمد یوسف درخانہ مخدوم صاحب ؒ متولد شد۔ شیخ صدر الدین ؒ بمعہ (مع) قبائل درخانہ ایشان تشریف آوردہ و شادی کردند و آنچہ زمین متصل خضرپور آباد غیرآباد بہ فرزند مخدوم صاحب بخشید و باز رفت کہ بعد از مخدوم یوسف مخدوم عالم تولد شد و من بعد مخدوم رکن الدین و من بعد آن مخدوم ابوبکر و من بعد آن مخدوم بایزید بمجرد تولدشدن سوال جواب کردو گفتگو بی نمود کہ مرا درین جہان فنا حکم ماندن نیست شاد لینہ شیرین بہ ارواح من پختہ آنچہ اہل نسب باشد تصرف نمایند۔ دیگر اجنبی راخوردن ندھند والا آنکہ اجنبی خواھد خورد گنگ تواند شد' این گفتہ جان بحق تسلیم کرد۔

نقل است کہ یک روز نامہ از شیخ صدرالدین ؒ رسید مخدوم صاحب ؒ ھرچہار فرزند را طلبید کہ این کتابت را مطالعہ نمایند۔ ہرسہ فرزند جواب داد (ند) کہ آن صاحب مایان راتفویض معلوم علم نفرمود خواندن نہ آموختہ ایم' الحال چگونہ نامہ راخوانیم۔ مخدوم عالم خاموش استادہ بود۔ مخدوم صاحب ؒ فرمود کہ ای عالم تو کتابت می خوانی۔ مخدوم عالم عرض کرد کہ اگر آنصاحب از زبان مبارک بفرمایند کتابت می خوانم۔ فرمودند بخوان۔ مخدوم عالم خواندن گرفت۔ مخدوم صاحب دعا کرد کہ ای عالم از اولادشما ناخواندہ خواندہ خواھدشد و خواندہ صاحب کشف خواھدشد تازندگانی فرمودہ مخدوم صاحب درمحل اجابت آمد اولاد (ص ۳۹ ا) مخدوم عالم تمامی ناخواندہ خواندہ می شود۔

نقل است کہ حضرت مخدوم سلطان ایوب قتال ؒ در وجدو کشف و کرامات طی المکان (۸۲) بود۔ یک روز درحجرہ نشستہ بود کہ خط شیخ صدرالدین رسید بدین مضمون کہ خودراور آنجا رسانند۔ مخدوم صاحب ؒ بمجرد خواندن مکتوب برخاست وسوارشد۔ بخدمت مخدوم صدرالدین ؒ ملازمت حاصل کروند وبا یک دیگر مصافحہ نمودند۔ مخدوم صدرالدین ؒ فرمودند میخواھم کہ جعد شیخ محمود برادر شابر خانقاہ مطہرہ مقدسہ حضرت ابوی صاحب تراش نمایم وشما بمعہ (مع) قبائل تیار شوید۔ مخدوم ؒ فرمود کہ حضرت سلامت عمو

صاحب مخدوم حسن بمعہ (مع) آن صاحب مخالفت میدارند' در رفتن آنجا خوبی بظہور نخواہد آمد' بہتر این است کہ درین جاجمعہ تراشی فرمایند۔ مخدوم صدرالدینؒ را این صلاح پسندیدہ آمد۔ فرمودند کہ بہ حسب صلاح ایشان اکتفا نمودیم۔ در روز جمعہ ہفتم ماہ شعبان میعاد مقرر است شمان بمعہ (مع) قبائل تشریف آرید۔ ایشان قبول کردند و رخصت طلب کردند۔ مخدوم صدرالدینؒ فرمود کہ گاؤ میشان می آیند' شما شیر نوشیدہ بروید۔ اند کی توقف کردند۔ باز رخصت طلبیدند۔ باز مخدوم تاکید کرد کہ شیر نوشیدہ بروند۔ چون دیر گذشت مخدوم سلطان ایوبؒ فرمود کہ عمو صاحب گاؤ میش راشیر خوردہ کہ تاحال نیامدہ۔ شیخ صدرالدینؒ فرمود کہ بددعا مکن گاؤ میش می آید۔ در آن اثنا نگاھبان خبر گاؤ میش آورد کہ گاؤ میش راشیر (ص ۳۹ ب) زدہ است۔ مخدوم صاحبؒ درغصہ آمدند فرمودند کہ ای ایوب جوان مرگ بددعا کردی و گاؤ میش از شیر خورانیدی۔ مخدوم سلطان ایوبؒ فرمود ای عمو صاحب اول این بندہ وبعدہ' آنصاحب۔ غصہ کردہ طرف خانہ تشریف فرمودند باجذبات الٰہی (کذا) بہ جوار رحمت حق پیوستہ۔ روز واقعہ مخدوم سلطان ایوب قتالؒ از دار فنابہ دار البقا سنہ سبع مائتہ وستہ وستین از ہجرت النبی صلعم بود۔

نقل است کہ درخانہ مخدوم صدرالدین سہ فرزند دیگر متولد شدند' مخدوم زین الدین و مخدوم رکن الدین و مخدوم عبداللہ۔ کد خدائی فرزندان کردند وملک املاک ومال مواشی فرزندان را قسمت فرمودہ دادند۔ وقت صبح نماز خواندہ بعد واقعہ سلطان ایوب قتالؒ چہار پاس واقعہ مخدوم صدرالدینؒ روی دادسنہ سبع مائتہ وستہ وستین سنہ از ہجرت النبی صلعم۔

نقل است در تذکرۃالاولیاء (A-۸۲) بطریق مختصر' اولاد حضرت مخدوم احمد غوثؒ بن شیخ ابوبکرؒ ہفت فرزنداند۔ اول فرزند مخدوم عبدالرشید حقانیؒ صاحب اولاد بابرکات کہ مشہوراند باکمالات' دوم فرزند مخدوم عبدالرحمٰن (ص ۴۰ ا) لاولد' سوم فرزند مخدوم طاہر لاولد' فرزند چہارم مخدوم موسیٰ نوابؒ لاولد' پنجم داول دریا لاولد' ششم مخدوم سادھن لاولد' ہفتم مخدوم ملان فقیر علی کہ صاحب اولاد (بود) چنانچہ شاہ یوسف کہ مزار مبارک ایشان طرف کھر کھرانی (۸۳) است آنہم از اولاد ایشان است۔

ذکر اولاد مخدوم عبدالرشید حقانیؒ

کہ فرزند ایشان چہاراند۔ اول مخدوم ابوبکرؒ دوم مخدوم محمد از ہمشیرہ مخدوم بہاء الدینؒ کہ اسم ایشان بی بی کمال خاتون است' سوم فرزند مخدوم حسن نواسہ بادشاہ تغلک (تغلق) دھلوی نام والدہ شریفہ ایشان بیگم معظم خاتون۔ چہارم فرزند مخدوم صدرالدینؒ نواسہ رائی الونا کچھی بوسال نام والدہ شریفہ ایشان بی بی راج کنول۔

ذکر اولاد مخدوم ابوبکرؒ کہ فرزند ایشان چہاراند: اول سلطان ایوب قتالؒ صاحب اولاد کہ اشتہار دارند۔ دوم مخدوم لعل حافظ لاولد' سوم مخدوم محمد یعقوبؒ' چہارم مخدوم عود۔

ذکر اولاد مخدوم سلطان ایوب قتالؒ کہ فرزندایشان پنج اند۔ اول مخدوم یوسف' دوم مخدوم عالم' سوم مخدوم ابوبکر' چہارم مخدوم رکن الدین' پنجم بایزید۔

ذکر اولاد مخدوم یوسف کہ ایشان دو فرزند دارند' اول مخدوم مبارک' دوم مخدوم موسیٰ۔

ذکر اولاد مخدوم عالم کہ ایشان دو فرزند دارند اول مخدوم شاہ درویش (ص ۴۰ ب) دوم: شیخ احمد لاولد

ذکر اولاد مخدوم ابوبکر کہ ایشان یک فرزند دارند شیخ معین الدین۔

ذکر اولاد مخدوم رکن الدین کہ ایشان چہار فرزند دارند: اول مخدوم کرمتہ اللہ' دوم رحمت اللہ' سوم عبداللہ' چہارم عبدالعزیز۔

ذکر اولاد مخدوم محمد فرزند دوم مخدوم عبدالرشید حقانیؒ کہ ایشان چہار فرزند دارند اول شیخ بدہ' دوم کرم اللہ' سوم سراج الدین' چہارم مخدوم قاسم۔

ذکر اولاد مخدوم حسنؒ کہ ایشان چہار فرزند دارند: اول مخدوم نصراللہ' دوم محمد داؤد' سوم مخدوم عیسیٰ' چہارم مخدوم موسیٰ۔

ذکر اولاد صدر الدینؒ کہ ایشان چہار فرزند دارند: اول مخدوم محمد' دوم مخدوم

زین الدین، سوم مخدوم رکن الدین، چہارم مخدوم عبداللہ۔

ذکر اولاد مخدوم محمد کہ ایشان یک فرزند دارند شیخ ابن۔

ذکر اولاد مخدوم زین الدین کہ ایشان سہ فرزند دارند: اول شیخ شمس الدین، دوم شیخ ابواسحاق، سوم شیخ برہان الدین۔

ذکر اولاد ابواسحاق یک فرزند راجو۔

ذکر اولاد شیخ شمس الدین یک فرزند شیخ تاج الدین۔

تمت تمام شد بروز پنج شنبہ بوقت ظہر بتاریخ ۲۱ شہر محرم الحرام ۱۳۱۷ ہجرت النبوی صلعم بقلم فقیر محمد بخش ولد میاں کالو قوم کلال سکنہ چاہ مقیم والا موضع قصبہ مڑلان علاقہ تحصیل و ضلع ملتان بہ پاس خاطر جناب محمد مسلم شاہ از اولاد حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی علیہ الرحمتہ والغفران ۔

اُردُو ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(ص ۱۱)

ملفوظ حضرت مخدوم عبدالرشیدؒ حقانی قدس سرہ' از تصنیف شیخ شرف الدین قریشی

ابیات

اے کہ تجھے جان پر اختیار ہے۔
تو ہر بلند و پست شے کا خالق ہے۔
بلا شبہ تمام مخلوقات بلا استثنا تیری صفات کی مظہر ہیں۔
تو نے ان سب کے درمیان سرور کائناتؐ کو ممتاز کیا۔
آپؐ کونین کی زینت اور کائنات کا باعث آفرینش ہیں۔
آپؐ حشر میں امت کے شفیع ہیں۔

ضمائر فیض آثار' فضلائے دین' علمائے امین اور عوام الناس پر یہ امر پوشیدہ نہ

رہے کہ یہ حقیر پر تقصیر ضعیف و نحیف شرف الدین جو غفران پناہ' مقرب خدا' حضرت مخدوم عبدالرشید قدس سرہ' کی اولاد سے اور دارالسلطنت لاھور کی فصیل کے اندر موچی دروازہ کے متصل محلہ شیخ بڈھن ماچینی کا رہنے والا ہے ایک دن فاضل کامل شیخ عبدالغفور مرحوم و مغفور (ص ۱ ب) کے کتب خانے میں انہی کے اھل محلہ شیخ وجیہہ الدین مدرس سے ملاقات کے لیے گیا تھا۔ شیخ مذکور علوم قرآن وحدیث و شریعت میں بے مثل اور لاثانی تھے۔ وہاں اھل سلف کے ملفوظات کے چند نسخے میرے مطالعے میں آئے جن میں حضرت مخدوم عبدالرشیدؒ کے کشف وکرامات اور احوال خدمات بیان کئے گئے تھے۔ جی چاہا کہ اپنے بزرگ آباواجداد کے حالات عرب سے نکلنے سے لے کر خوارزم (۱) وغزنی اور ملتان میں داخل و مقیم ہونے تک ان ملفوظات میں سے منتخب کر کے یکجا کر دوں تاکہ ان کے اس ملک میں رہنے والے اخلاف کے لئے یادگار رہے۔
ان ملفوظات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اول : ملفوظ شیخ الاسلام والدین مرشد الطالبین بالیقین شیخ شمس الدین (۲) جو دو حصوں پر مشتمل ہے' اول عرب سے نکلنا اور شہر خوازرم میں وارد ہونا' دوم ملک ھند وولایت راجہ دیپال (۳) وخشال وتنبورہ اے کی فتح کے احوال میں۔

دوم : ھمارے مشائخ کے احوال جو قطب الاقطاب موحد لاثانی شیخ فرید الدین گنج شکرؒ (۴) کے ملفوظات سے منقول ہیں۔

سوم : ملفوظ سیر الابرار (ص ۱۲) ربانی اسرار حضرت سید جلال الدین بخاری " جس میں حضرت عبدالرشیدؒ کے خصال' کرامات' صحبتوں' مجلسوں اور زندگی کے بارے میں تحریر ہے کہ ھمارے شیخ صاحب وجد وفنافی اللہ اور کماحقہ' تارک الدنیا تھے اتنے کہ تحت الثریٰ سے لیکر عرش بریں تک کسی شے سے سروکار نہ تھا اور نفسانی خواہشات اور دنیاوی خرخشوں سے پاک تھے البتہ وہ شیخ الاسلام والدین حضرت بہاء الدینؒ (۶) جیسے بزرگان کرام کی طرح عالم صحو میں آ جاتے تھے۔

چہارم : ملفوظ غوث الملک' عمدۃ الواصلین حضرت مخدوم سلطان ایوب قتال قریشیؒ اس کتاب کا سن تصنیف سال۸۲۶ ہجرت نبی آخرالزمانؐ ہے۔ اس میں حضرت آدم صفی اللہ سے لیکر نبی آخرالزمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام بزرگان سلف کے احوال یکجا کر دیئے گئے ہیں اور ہمارے بزرگ آباؤ اجداد کے کوائف تحریر ہیں۔ اس کا نام "جامع الکرامات ملفوظ المنتھی" رکھا گیا تا کہ حضرت کی اولاد اور معتقد مریدان آپ کے احوال وکوائف سے مطلع ہو کر انہیں بطور یادگار رکھیں۔

چونکہ حضرت مخدوم ابتداء ھی سے حیرت وتجلیات الٰہی (ص ۲ ب) میں غرق اور فنافی اللہ تھے اور انھیں اس مادی دنیا کے احوال کی کوئی خبر نہ ہوتی تھی سوائے اس وقت کے جب ھم مشرب بزرگ آپ کی خدمت میں تشریف لاتے تھے اس موقع پر

آپ حسب ضرورت وحدانیت محمدی کے پردے سے سر باہر نکالتے اور تھوڑی بہت گفتگو فرماتے ورنہ انہیں سالہا سال کھانے پینے اور لباس کی حاجت نہ ہوتی تھی۔ خادمان وہ تمام امور جو اس وقت کیلئے ملتوی رکھے گئے ہوتے آپ کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔

ملفوظ حضرت شیخ المشائخین مرشد الطالبین شیخ شمس الدین میں یوں تحریر ہے کہ عرب کے ایک رئیس امیر تاج الدین بیت اللہ شریف میں سکونت رکھتے تھے۔ جب مکہ معظمہ کی حکومت مروان حمار کے قبضہ میں آگئی اور مکہ معظمہ اور نواح عرب کے تمام باشندے خوارج کا مذہب (نئی حکومت) ماننے پر مجبور ہوئے تو امیر تاج الدین کو بھی بیعت کیلئے کہا گیا لیکن انہوں نے قبول نہ کیا۔ مروانیوں سے آپ کو دلی مخالفت ہو گئی۔ اس سبب سے آپ نے اپنے وطن مالوف کو خیر باد کہااور اپنے لشکر سمیت خوارزم میں آگئے۔ کچھ وقت وہاں گزارا۔ آپ تنہا قلعہ خوارزم میں آنے جانے لگے اور طغون بیگ قلعدار خوارزم سے پر خلوص دوستی ہو گئی۔ کسی مفسد نے مذکورہ قلعہ دار کے دل میں یہ بدگمانی پیدا کر دی (ص ۱۳) کہ امیر تاج الدین قلعے پر قبضہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس پر قلعہ دار آپ سے بدظن ہو گیا اور آپ کو قلعے میں آنے سے روک دیا گیا۔ اس وجہ سے ناراض ہو کر آپ نے قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ ایک سال کی لڑائی کے بعد قلعہ فتح ہوا اور قلعہ دار قیدی بنا لیا گیا۔ آپ نے قلعے میں رہائش کے لئے مکانات تعمیر کروائے۔

شیخ برہان الملت والدین (۹) کے ملفوظات میں بیان ہوا ہے کہ امیر تاج الدین نے دس سال قلعہ خوارزم میں کامیابی سے حکومت کی اور واصل بحق ہوئے۔ شیخ عبداللہ حسین آپ کے بڑے صاحبزادے جو علوم ظاہری و باطنی میں ممتاز اور بڑے عبادت گذار تھے آپ کے جانشین ہوئے۔ انہوں نے چالیس سال تک حکومت کی۔ دوسرے بیٹے شیخ شمس الدین نے جو علوم لدنی میں کامل و بےمثال تھے بے شمار لوگوں کو علوم قرآن و حدیث سے مستفیض کیا اور علم باطن سے تین سو مرید بنائے چنانچہ ان کے

حالات اس ملفوظ میں علیحدہ درج ہیں' ان کی تفصیل کتاب کے آخر میں معلوم ہو گی۔ اس کے بعد شیخ المشائخ اس دار فنا سے دار بقا کی طرف رحلت فرما گئے۔ آپ کا مزار پر انوار خوارزم کے نواح میں ہے۔

نقل ہے کہ شیخ عبداللہ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند حسین خرقہ و سجادہ سے مشرف ہوئے۔ آپ بے حدو حساب مالدار تھے۔ دنیاوی مال و دولت از قسم نقد و جنس (ص ۳ ب) سونا اور مویشی اس قدر زیادہ کہ ان کا شمار نہیں تھا۔ آپ کے چچا شیخ شمس الدین ولی کامل اور چودہ علوم کے ماہر اور تبحر تھے۔ شیخ حسین چاہتے تھے کہ اپنے فیاض چچا کے مرید ہو جائیں اور علم باطن کے حصول کے لئے ان کی بیعت کریں چنانچہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب بجا لائے اور منت و زاری سے بے حد اصرار کیا۔ شیخ نے فرمایا کہ دو دشمن مل کر نہیں بیٹھ سکتے اور دو تلواریں ایک میان میں نہیں سما سکتیں۔ حکم دیا کہ اے فرزند! اگر تو تمام دنیاوی مال ومتاع اللہ کی راہ میں فقراء کے حوالے کر دے اور اپنا دامن جھاڑ لے تو جو کچھ تیرے نصیب میں ہے مل جائے گا۔ شیخ نے اپنے بزرگ چچا کے حکم کی تعمیل کی۔ فوراً" تمام خزانے' نقد' سازو سامان' مال مویشی اور گھر کا تمام اثاثہ اللہ کے نام پر درویشوں' مسکینوں اور مستحقین پر صرف کر دیا۔ عام اعلان کر دیا اور صرف ایک کلاہ' گدڑی اور پاجامہ اپنے پاس رکھا۔ شیخ المشائخ کے مریدوں اور خادموں میں شامل ہو گئے۔ کچھ مدت خوارزم میں رہے۔ بعد میں سلطان محمود غزنوی کی پرزور التجا پر غزنی تشریف لے گئے۔ وہاں شہر کی جامع مسجد کے ایک حجرے میں قیام فرمایا۔ (ص ۱۴)

آپ دن رات حق تبارک تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتے اور توکل علی اللہ گذران فرماتے تھے۔ تین سال تک سلطان محمود کی طرف کوئی التفات نہ کیا۔ اس عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ کی توفیق سے سلطان محمود حاکم غزنی کے دل میں آپ کی محبت وارادت نے جوش مارا۔ بڑے عجزو انکسار سے حاضر ہو کر قدم بوسی کی۔ شیخ الشائخین وقدوۃ السالکین شیخ شمس الدین نے سلطان محمود غزنوی کو قرآن وحدیث کی تعلیم سے سرفراز کیا چنانچہ شہزادہ قرآن وحدیث اور علوم شرعی میں علامتہ الدھر ہو گیا۔ پھر علم

لدنی کی تعلیم فرمائی۔ تھوڑی مدت میں وہ اس قابل ہو گیا کہ طبقات سماوی کو روشن اور اسرار اراضی کو کشف کر سکے۔ اس نے شیخ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے محبوب خدا حضرت خاتم النبیین صلعم کے جمال باکمال کا دیدار نصیب ہو چنانچہ آپ کی باطنی توجہ کی بدولت وہ حضورؐ کے بے مثال حسن کے مشاہدے سے مستفیض ہوا۔

بیان کرتے ہیں کہ سلطان محمود غزنوی ہر شب جناب ختمی مرتبت علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور بوسیلہ شیخ المشائخ اس سلسلے میں حضورؐ کی بارگاہ سے فتوحات اور انوار حاصل کرتے تھے۔ ایک رات سلطان محمود بارگاہ نبوتؐ میں حاضر تھے کہ حکم ہوا ولایت ھند کفار سے بھری پڑی ہے (ص ۲۰ب) وہاں جاکر انہیں حلقہ بگوش اسلام کرو۔ سلطان محمود نے دل وجان سے سر تسلیم خم کیا۔ بحکم خدا حضرت شیخ سے خلعت عطا ہوئی۔ بادشاہ اس تحفے سے ممتاز و سرفراز ہوئے۔ صبح سویرے تخت شمی پر جلوہ افروز ہو کر لشکر کی حاضری لی اور تمام دنیائے اسلام میں یہ منادی کرا دی کہ ہر کلمہ گو مسلمان یہ جان لے کہ حضورؐ نے طلب فرمایا ہے پس ہندوستان پر چڑھائی کرنے میں معاون ہو۔

جملہ مسلمانان و مومنین تیار ہو گئے۔ جب یہ اعلان جہاد شیخ المشائخ کے سمع مبارک تک پہنچا آپ اپنے خدام سمیت جہاد کے لیئے مستعد ہو گئے۔ جب سلطان محمود کے فتح ھند لشکر نے غزنی سے ایک منزل کے فاصلے پر خیمے لگائے تو سلطان اجازت لینے کے لئے واپس غزنی میں شیخ المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ آپ مع خدام سفر ھند کے لئے لشکر گاہ کی طرف جانے کو تیار بر تیار ہیں۔ سلطان محمود نے بڑے عجز اور زاری سے عرض کیا کہ ھند کی یہ مہم دشوار اور پر خطر ہے۔ جب یہ ادنیٰ غلام ادھر جا رہا ہے تو حضور کے خادمان زحمت نہ فرمائیں۔

شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اب جبکہ جہاد عام کا اعلان ہو چکا ہے ایک مسلمان کے لئے یہ حکم سن کر فرض سے پہلو تہی کرنا نہایت مشکل ہے (ص ۱۵)۔ سلطان محمود

نے بہت اصرار کیا شیخ المشائخ نے قبول نہ فرمایا۔ آخر سلطان نے عرض کیا کہ اگر حضرت خاتم النبیین صلعم کی امداد بابرکات اور آپ کے قدم رنجہ فرمانے سے ہندوستان فتح ہو گیا تو میں اس کی حکومت شیخ کے خادموں کے سپرد کر دوں گا۔

نقل ہے کہ جب بادشاہ کے حکم سے سلطنت غزنویہ میں ہر طرف اعلان جہاد شائع ہوا تو تمام مسلمان ہر طرف اور ہر علاقے سے حسب استطاعت اسلحہ سمیت شہر غزنی میں بارگاہ شاہی میں حاضر ہو گئے۔ ایک ہفتہ کے بعد سلطان کے حکم پر نقیبوں نے یہ منادی کر دی کہ تمام منتخب امراء اپنی افواج سمیت سوار ہو کر ملاحظے کے لیے سلطان کے سامنے گزریں۔ گنتی ہوئی تو کل لشکر کا شمار ایک لاکھ ستر ہزار ہوا۔ لشکر اسلام سات فرسنگ کے پھیلاؤ میں کوچ اور مقام کرتا تھا۔ جب سلطان محمود کابل اور زابل (۱۰) سے سوار ہو کر ملک ہند کی طرف روانہ ہوئے تو وہاں سے راجہ تنبورہ اور راجہ دیپال کے ملک تک ڈیڑھ سو فرسنگ کا فاصلہ تھا۔ آپ منزلیں مارتے جا رہے تھے (ص ۵ ب)۔ جب تمام لشکر اسلام نے کوہستان بہبودی (۱۱) میں پہنچ کر ایک تالاب کے کنارے ڈیرہ لگایا تو آدھی رات کے وقت آسمان سے آگ کی بارش ہونے لگی۔ تمام لشکر سے شور وغوغا بلند ہوا۔ حضرت شیخ المشائخ کا خیمہ سلطان محمود کے خیمے کے قریب ہی تھا۔ آپ نے یہ حالت دیکھی تو آپ اللہ تعالیٰ کی ثناء ودعا اور خاتم الانبیاء صلعم پر درود وسلام بھیجنے میں مشغول ہو گئے۔ آپ کی دعا اور الحاح وزاری سے وہ مہیب منظر جو شیاطین کی شرارت تھی دفع دور ہو گیا۔ وہاں سے کوچ کر کے لشکر اسلام کوہ جدی (۱۳) پر معدن الجد (۱۴) کی حد میں داخل ہوا۔ اس خوش بخت علاقے کو حکم اسلام کے تابع کرنے کے بعد امان بخشی۔ اس کے بعد لشکر نے ہندوستان کی طرف رخ کیا۔ راستے میں ایک ایسے وسیع علاقے (۱۵) سے گزر ہوا کہ اس میں کہیں پانی نہ تھا۔ سات دن تک کہیں پانی دستیاب نہ ہوا۔ ہر شخص عاجز آگیا آخر سلطان محمود غزنوی نے شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی مشکل عرض کی۔ شیخ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ اس کارساز کے حکم سے اتنی بارش ہوئی کہ تمام لشکر اسلام سیراب ہو گیا۔

نقل ہے کہ ایک سال کے بعد یہ مبارک لشکر کوٹ کروڑ (۱۴) میں وارد ہوا (ص ۱۶) جو راجہ دیپال (۱۷) کی عملداری میں تھا اور قلعے کے باہر ڈیرے لگا دیئے۔ راجہ دیپال کی طرف سے ہرپال نامی شخص قلعہ دار تھا جو فوج لیے اس محکم قلعے میں جما بیٹھا تھا۔ وہ جنگ پر آمادہ ہوا لیکن دو روز مقابلہ کرنے کے بعد راہ فرار اختیار کر گیا۔ ہرکاروں کے ذریعے اس کے بھاگ نکلنے کی خبر راجہ دیپال تک پہنچی۔ لشکر سوار ہو کر قلعے میں داخل ہوا اور دین اسلام کے ورود مسعود کا اعلان کر دیا۔ حضرت مخدوم نے بت خانے ڈھا دیئے اور مساجد تعمیر کرائیں۔ اپنے ایک پرانے اور معتبر خادم عبداللہ ابن سعید کو کوٹ کروڑ کا قلعہ دار مقرر کیا اور خود راجہ دیپال کے علاقے کی طرف روانہ ہوئے۔ سیلاب کا موسم تھا معلوم ہوا کہ کشتیوں کے بغیر عبور کرنا مشکل ہے۔ سلطان محمود غزنوی نے اپنے بھانجے شاہ شہاب الدین غوری (۱۸) کو حکم دیا کہ وہ اپنی نگرانی میں کشتیوں کا کارخانہ لگوائے۔ اس نے آپ کے فرمان کے بموجب کشتیاں تیار کرا دیں۔ سلطان محمود غزنوی نے شیخ الملت والدین (شیخ حسین) سے گزارش کی کہ آپ یہاں کے تمام قبائل کے درمیان مضبوطی سے قیام فرمائیں اور ھم راجہ تنبورہ کی طرف جو راجہ دیپال کا والد ہے روانہ ہوتے ہیں۔ قصہ مختصر شیخ حسین دس ہزار سواروں کے ساتھ کوٹ کروڑ میں علاقے کے نظم ونسق اور قبائل کے انتظام کے لیے مقرر کئے گئے (ص ٦ ب) اور باقی تمام لشکر سلطان محمود کی معیت میں ایک نیک ساعت میں کشتیوں پر سوار ہو کر راجہ تنبورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آٹھویں روز نواح تلمبہ (۱۹) میں پہنچے جو ایک بلند ٹیلے (۲۰) پر ہونے کی وجہ سے سیلاب سے محفوظ تھا۔ دو روز آرام کیا بعد میں کشتیوں کے ذریعے دس دن کا سفر کر کے ابو سعید ماچینی کے ٹیلے پر پہنچے جو سرا سر ویرانہ تھا۔

قلعے سے پہلے کچھ خشک علاقہ تھا وہاں قیام کیا اور راجہ تنبورہ کی استعداد جنگ معلوم کرنے کے لئے ہر کارے بھیجے۔ معلوم ہوا کہ راجہ تنبورہ اس اثناء میں جہنم واصل ہو چکا ہے اور راجہ دیپال اس کا جانشین ہوا ہے۔ جب اس نے لشکر اسلام کی آمد کی خبر سنی تو کہا کہ یہ ضرور کسی برے ارادے سے یہاں آئے ہیں۔ اس نے ہر

طرف سے بے حد و حساب لشکر جمع کیا اور لشکر اسلام سے مقابلہ کا ارادہ کیا۔ ہرپال نے جو کوٹ کروڑ کا قلعہ دار تھا عرض کیا کہ ترکوں (مسلمانوں) کا لشکر تعداد میں بہت کم ہے آپ کا بنفس نفیس اس کے مقابلے کے لیے نکلنا آپ کی شان کے شایان نہیں ہے۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ پہلے ہرکارے بھیج کر انکی حالت واستعداد کا پورا پتہ لگایا جائے۔ اس کے بعد آپ اپنے اس کمترین غلام کو حکم دیں کہ وہ ان مٹھی بھر اجنبیوں کو جنگجو گھوڑوں کے سموں تلے روند ڈالے۔ قلعہ دار کے مشورے کے مطابق ہرکارے مقرر کیے گئے جو حال احوال معلوم کرنے کے لئے لشکر اسلام میں داخل ہو گئے (ص ۷ ا) وہ یہ دیکھ کر دل ہی دل میں خوش ہو رہے تھے کہ مسلمانوں کا لشکر تعداد میں راجہ کے لشکر کی نسبت بہت کم ہے تاہم انہوں نے سوچا کہ ان کے عادات واطوار کا پتہ چلانا چاہیے۔ جب نماز ظہر کا وقت آیا تمام مسلمان اذان کے بعد باجماعت نماز میں مشغول ہوئے۔ وہ صفیں باندھے امام کی اقتداء میں قیام کے وقت قیام' رکوع کے وقت کے رکوع' سجدے کے وقت سجدہ اور قعدے کے وقت قعدہ کرتے۔ مسلمان اکٹھے ہو کر اذان کی طرف متوجہ ہوتے اور مسواک اور وضو کرتے تھے۔ جاسوس مسلمانوں کے یہ احوال دیکھ کر بڑے حیران اور سراسیمہ ہوئے۔ ایک دوسرے سے کہنے لگے یہ لشکر ہے تو تھوڑا لیکن ان میں اتفاق بہت ہے کہ ہزاروں ایک امام کی متابعت کرتے ہیں اور ایک آواز پر سب متوجہ ہوتے ہیں۔ انھوں نے چند مسلمانوں سے پوچھا کہ یہ تم کیا کرتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ کل ہم راجہ دیپال کے ملک کو تاخت و تاراج کرنے کے بعد وہاں کے آدمیوں کو پکڑ کر کھا جائیں گے کیونکہ ہم کئی دن کے بھوکے ہیں۔ انہوں نے جب یہ بات سنی تو اور زیادہ ڈرے۔ واپس جا کر راجہ کو تمام حالات بالتفصیل بتائے اور عرض کیا کہ مسلمانوں کا لشکر اگرچہ تعداد میں کم ہے لیکن جو بات اس میں ہے وہ راجہ کے لشکر میں نہیں۔ ان کے لشکر میں جس قدر اتفاق ہے وہ ہمارے ہاں نہیں ہے۔ (ص ۷ ب) دوسرے انہیں طعام کی ضرورت نہیں۔ وہ اس ملک کے آدمیوں کو کھانے پر مستعد ہیں اور دانت تیز کر رہے ہیں۔

راجہ دیپال نے یہ سن کر خلوت میں ساتھیوں سے مشورہ کیا۔ یہ صلاح ٹھہری کہ ان خونخوار درندوں کا مقابلہ کرنا ٹھیک نہیں اس جگہ کو چھوڑ دینا چاہیے۔

ذکر دوم: شیخ شمس الدین کے ملفوظ میں بیان کیا گیا ہے کہ اس کافر نے مشورے کے بعد یہ طے کیا کہ تمام رعایا سمیت دریا (۴۱) عبور کر کے قلعہ جیسل گڑھ کو ٹھکانا بنانا چاہیئے اور وہاں سے کشتیوں میں سوار ہو کر ترکوں (یعنی مسلمانوں) کے لشکر پر شب خون مارنا چاہیئے سب کو یہ صلاح پسند آئی۔ چنانچہ راجہ دیپال نے تمام مال واسباب' لشکر اور رعایا سمیت قلعہ دیپال گڑھ چھوڑ کر (۴۲) جیسل گڑھ میں پناہ لی۔

مسلمان مخبروں نے یہ خوشخبری سلطان محمود غزنوی کے سمع مبارک تک پہنچائی۔ اسلامی لشکر فوراً" حملہ کر کے راجہ دیپال کے قلعہ میں داخل ہو گیا۔ اسلام کی منادی کر دی اور بت خانے اور کفر کے دھرمشالے (۴۳) تباہ کر کے مساجد تعمیر کیں۔ ایک سال وہاں سکونت کر کے حکومت کا بندوبست کیا اور اپنے بھانجے شاہ شہاب الدین غوری کو بہت سا لشکر دے کر اس بدبخت کافر کے تعاقب پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ دریا عبور کر کے دوسرے کنارے پر لشکر کفار کا مقابلہ کیا جائے۔ شہاب الدین غوری نے حکم کے مطابق تعاقب کرتے ہوئے دریا عبور کیا۔ (ص ۸ ا) لشکر کے تین حصے کئے۔ ایک حصے کو بائیں بازو پر' ایک حصے کو دائیں بازو پر اور ایک کو گھات میں رکھا تاکہ جب حملہ ہو تو وہ حصے جو دائیں بائیں رکھے ہیں دشمن کو گھیر لیں۔ جب راجہ دیپال گڑھ اور راجہ جیسل گڑھ کو یہ خبر ملی کہ مسلمانوں کے لشکر نے دریا عبور کر لیا ہے انہوں نے سو کشتیوں کو فوج سے بھر کر رات کے وقت لشکر اسلام پر شب خون مارنے کے لیے روانہ کیا۔ کافروں نے دریا عبور کر کے تلواریں سونت لیں اور حملہ کر دیا۔ شدید جنگ ہوئی چنانچہ بے شمار کافر جہنم واصل اور بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔ لشکر اسلام کے دونوں حصوں نے لشکر کفار کا محاصرہ کر لیا اور انہیں کشتیوں سمیت پکڑ لیا۔ سلطان شہاب الدین نے ان کافر قیدیوں کی موجودگی میں مسلمان سپاہیوں کو حکم دیا کہ ہر روز سو کافروں کو ذبح کر کے باورچیوں کے حوالے کر دیں تاکہ وہ جلد انہیں بھون کر لائیں۔ چند قیدیوں کو تو برائے قتل امیروں کے حوالے کر دیا اور چند ایک کو کسی بہانے چھوڑ دیا۔ رہائی پانے والوں نے دونوں راجاؤں کو مسلمانوں کی مردم خوری کی داستان سنائی جسے سن وہ از حد خوفزدہ ہو گئے۔ ادھر سلطان محمود غزنوی اور شیخ المشائخ دیپال گڑھ کا انتظام درست کر کے (ص ۸ ب) سلطان شہاب الدین غوری

کے لشکر کی طرف روانہ ہوئے۔ جب بادشاہ کے لشکر نے کوچ کیا تو ساتھ ہی چند کافروں کو قید سے رہائی دے کر بھگا دیا۔ انہوں نے بھی راجاؤں کے سامنے یہی بیان کیا کہ واقعی یہ لوگ مردم خور ہیں اور سوائے ہندوستانی انسانوں کے گوشت کے اور کچھ نہیں کھاتے۔ پہلا لشکر تو اس علاقے کے ایک دو ہزار آدمی روزانہ کھاتا تھا اب کہ ترکوں کے دو بڑے لشکر جمع ہو گئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہر روز تین چار ہزار آدمیوں کی ضرورت پڑے گی۔ امکان غالب ہے کہ وہ آج یا کل کشتیوں کے ذریعے دریا عبور کر کے اس علاقے پر حملہ کر دیں گے جو کچھ کرنا ہوا بھی کر لیں۔ یہ سن کر بدبخت کافروں کے ہوش اڑ گئے۔ انہوں نے سرکردہ لوگوں سے مشاورت کی جنہوں نے یہ صلاح دی کہ اس ملک کو چھوڑے بغیر چارہ نہیں۔ چنانچہ انہوں نے یہ اعلان کرا دیا کہ سب اس ملک کو چھوڑ کر جیسلمیر(۲۴) کی طرف روانہ ہو جائیں جو شخص یہاں رہ جائے گا وہ ترکوں کا لقمہ بن جائے گا۔ سب لوگ دونوں راجاؤں سمیت جیسلمیر کی طرف چل پڑے۔ مخبروں نے یہ خبر لشکر اسلام تک پہنچا دی جنہوں نے یہ خوشخبری سن کر (ص ۹۱) خوشی کے شادیانے بجائے اور دریا عبور کر کے قلعہ جیسل گڑھ میں داخل ہو گئے۔ قلعے کے تمام دھرم شالے' بت خانے اور کفر کی تمام نشانیاں توڑ ڈالیں۔ جنگجویان اسلام کو بے شمار مال غنیمت ہاتھ لگا۔ انہوں نے وہاں مسجدیں تعمیر کیں اور حکومت قائم کی۔ بادشاہ نے وہاں پورا ایک سال قیام کیا۔

جب مذکورہ علاقے پر قبضہ مستحکم ہو گیا تو سلطان محمود غزنوی نے ہاتھ باندھ کر نہایت ادب سے شیخ شمس الدین کی خدمت میں عرض کیا کہ بفضل تعالیٰ' رسول اللہ صلعم کی مدد اور آپ کی آمد کی برکت سے یہ ملک حضور کے خادموں کے ہاتھوں فتح ہو گیا ہے لہٰذا اب یہ آپ کے خادموں کو مبارک ہو۔ بندہ اس ملک کی حکمرانی سے کنارہ کرتا ہے۔ مجھے رخصت دیں کہ لاہور کی طرف روانہ ہو جاؤں۔ شیخ نے اجازت دے کر اسے خدا کے سپرد کیا۔ بادشاہ نے بیس ہزار سوار آپکی خدمت میں چھوڑے اور خود لاہور کی جانب چل پڑا۔

کہتے ہیں کہ جب سلطان لاہور کی طرف روانہ ہو گیا تو شیخ کے خادموں نے جیسل گڑھ پر قابض ہونے کے بعد لشکر ساتھ لیا اور جیسلمیر، بیکانیر (۲۵) جودھ پور (۲۶) جے نگر (۲۷) اور ناگور (۲۸) کے اطراف میں کفار پر حملے شروع کر دیئے (ص ۹ ب) اور بے حد و حساب مال غنیمت سمیٹا اور اسلامی حکومت کو اتنا استحکام نصیب ہوا کہ ان تینوں علاقوں کی طرف سے تحائف اور اطاعت نامے حضور کی خدمت میں آئے۔ آپ دس سال تک جیسل گڑھ پر حکمرانی اور کفار کی گوشمالی فرماتے رہے۔

اس کے بعد مسعود ابن عرب کو جو آپ کا معتمد علیہ اور نہایت لائق فائق تھا۔ قلعہ جیسل گڑھ میں اپنا نائب مقرر کیا، خود کوٹ کروڑ کی طرف مراجعت فرمائی اور شیخ حسن اور شیخ حسین سے ملاقی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور کوٹ کروڑ کو مستقل جائے سکونت قرار دیا۔ نقل ہے کہ ہمارے متبرک مشائخ حضرات کی آمد ۴۵۵ ہجری میں ہوئی۔

آپ اولاد ہیں (۲۸-A) شیخ عیاذ بن شیخ عبدالرحیم بن مطرفہ بن خزیمۃ بن حازم بن عیاذ کی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر مسلمان ہوئے۔ مغازی مصنفہ واقدی میں ذکر ہے کہ وہ اولاد ہیں اسد بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف جد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی و عیاذ بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب ابن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خذیمۃ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن (ص ۱۰) عدنان بن بشرب بن معین بن اد بن ادد بن ہمیع بن سلامان بن ثابت بن حمل بن مسلیح بن ہمکین بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم بن آذر بن ناخور بن شارخ بن مارخ بن ارغو بن فالخ بن عامر بن صالح بن ہود بن ارفخشد بن سام بن نوح بن مالک بن متوشلخ بن اختوخ بن بیارد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن ابوالبشر آدم علیہم السلام اجمعین اور آدم چار عناصر پانی، مٹی، آگ اور ہوا سے مل کر بنے تھے اور مرۃ بن کعب جن سے سلسلہ نسب خلیل الرحمٰن (حضرت ابراہیمؑ) تک تیئس واسطوں سے پہنچتا ہے اور ان سے نوحؑ تک آٹھ اور ان سے حضرت آدم علیہ السلام تک دس اور کل چھیاسٹھ واسطے ہیں لیکن از

طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف بن قصی ابن کلاب بن مرۃ بن کعب' خلیل الرحمن تک یہ سلسلہ پہنچتا ہے اور عثمانؓ زیادہ قریب ہیں پھر ابوبکرؓ پھر عمرؓ اور پھر علیؓ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے۔ اور وہ قریشی تھے جو نضر بن کنانہ قریشی کی اولاد تھے اور قصی اور نضر کے درمیان سات آباء اور نضر بن کنانہ قریشی سے ...... اور یہ نسبت ......؟ اور وہ پہلے شخص ہیں جنہیں قریش کا لقب دیا گیا جیسا کہ کتاب "المغرب" میں درج ہے اور اسے نضر قریشی کہا گیا اور قریش ایک عظیم سمندری جانور ہے جس کے منہ سے سانس لیتے اور بولتے وقت آگ نکلتی ہے (؟) اور حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ' سے پوچھا (یہاں درمیان سے عبارت گم ہے)...... اس لئے انہیں قریشی نام دیا گیا اور اسی مناسبت سے ہمارے مشائخ قریش کہلائے۔ (غالباً" یہاں الواقدی کا تحریر کردہ المطرزی کا یہ بیان ہو گا کہ وہ سمندری جانوروں کا سردار اور ان سے زیادہ طاقتور ہے جیسا کہ قریش عام لوگوں کے مقابلے میں ہیں۔ (ص ۱۰ ب)(حوالہ حیاۃ الحیوان الکبریٰ : کمال الدین محمد بن موسیٰ الدمیری' مترجم)

بیان کیا گیا ہے کہ شیخ المشائخ شیخ شمس الدین کو جب ملک دیپال اور جیسل گڑھ پر مکمل فتح حاصل اور سلطنت مستحکم ہو گئی تو آپ نے افواج و عساکر کو ہر مقام پر منتظم مقرر فرمایا۔ ہر طرف سے بے حساب خزانے بطور نذر وصول ہونے لگے۔ تمام ملک ہند آباد و خوشحال ہو گیا۔ یہاں تک کہ کوئی کسی کا محتاج نہ رہا۔ سب کو کلی اطمینان خاطر نصیب ہوا کہ سب اپنے اپنے گھروں میں شاد و آباد تھے۔

ایک دن مسعود ابن عرب نے حضور کی خدمت میں یہ عریضہ لکھا کہ راجہ دیپال خدا کے حکم سے جہنم واصل ہو گیا ہے اور اس ملعون کے بیٹے راجہ جیسل کا ارادہ ہے کہ دریا عبور کر کے ٹھٹھہ (۲۹) کی طرف سے کوٹ کروڑ پر حملہ کرے حضور اور جملہ مسلمان دفاع کی طرف سے غافل نہ ہوں اور اس کا بروقت تدارک کریں تاکہ دشمن مہلت پا کر اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو جائیں۔ حضور کو جب اس خط کے مضمون کی اطلاع ہوئی آپ نے شیخ حسین کو چالیس ہزار سوار اور پیادہ فوج دے کر حکم دیا کہ قلعہ چتروڑ (۳۰) میں ٹھہریں اور جب وہ ملعون کافر اس طرف رخ کرے تو تمام لشکر

سے اس کا مقابلہ کریں اور میری طرف ہرکارے دوڑائیں۔ میں اپنی فوج کے ساتھ تمہاری مدد کو پہنچ جاؤں گا (ص ۱۱) شیخ حسین فوج لے کر روانہ ہوئے اور قلعہ چتروڑ میں قیام کیا۔ ایک سال بعد شیخ المشائخین نے کوٹ کروڑ میں اس دار فنا سے دار بقا کی طرف رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سید جلال الدین بخاریؒ کے ملفوظ میں روایت ہوا ہے کہ جب شیخ حسین کو اس المناک واقعہ یعنی شیخ شمس الدین کے وصال کی خبر ملی تو آپ چند سواروں کے ہمراہ شیخ مرحوم و مغفور کی فاتحہ خوانی کے لئے روانہ ہوئے۔ ابھی راستے ہی میں تھے کہ اس کافر ملعون راجہ جیسل نے ادھر چتروڑ کا رخ کر لیا۔ آپ یہ خبر سنتے ہی راہ سے پلٹے اور ایک خط صاحبزادہ بلند اقبال شیخ جلال الدین کو جو اس وقت صرف نو سال کے تھے بدین مضمون تحریر کیا کہ دشمن کافر کے لشکر کی آمد کی وجہ سے جس نے جیسلمیر کی طرف سے خروج کیا ہے راستے سے واپس جا رہا ہوں۔ آپ فاتحہ خوانی کے بعد میرا انتظار نہ کریں اور سجادہ نشین ہو جائیں۔ چنانچہ انہوں نے والد کے خط کے مطابق عمل کیا اور متمکن ہو بیٹھے۔ ادھر کافروں کا لشکر بھی سندھ (؟) کی حدود میں پہنچ گیا۔ لشکر اسلام بھی جنگ کے لیے مقابل ہوا۔ سات روز مسلسل لڑائی ہوئی۔ ساتویں دن دونوں طرف کے جنگجوؤں نے تیر و تفنگ اور گرز و شمشیر و کمند کا اس قدر استعمال کیا کہ گرد و غبار کی زیادتی سے آسمان تین پہر تاریک رہا۔ آخر کفار غالب آگئے (ص ۱۱ ب) اور تمام مجاہدین مع شیخ حسین شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔ ایک مسلمان بھی باقی نہ رہا۔ کفار کی طرف سے ستر ہزار آدمی جہنم رسید ہوئے۔ شیخ کا جسد خاکی میدان جنگ میں پڑا تھا۔ راجہ جیسل نے حکم دیا کہ چونکہ شیخ مسلمانوں کے سردار ہیں اس لیے انہیں اسلامی رسوم کے مطابق دفن کیا جائے۔ قلعہ چتروڑ سے ایک مسلمان طالب علم کو بلایا گیا۔ مولوی محی الدین جو چتروڑ کے فضلاء میں ممتاز تھے فوراً اٹھے اور شیخ مرحوم کو میدان جنگ سے اٹھا لائے اور انہیں قلعہ کی مشرقی سمت دفن کیا۔ اس کے بعد کافر بدکار راجہ نے بارہ روز وہاں قیام کیا اور راجہ لاکھا سے ایک لشکر طلب کر کے کوٹ کروڑ پر چڑھائی کا ارادہ کیا اور منزلیں مارتا اس کے نواح میں جا پہنچا۔ وہاں پہنچ کر شیخ جلال الدین کی طرف وکیل کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ اگر خیریت

چاہتے ہو تو فرمانبرداری کی رسی گلے میں ڈال ہماری بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ ورنہ اپنے باپ کے کیئے کے نتیجے میں تمہاری قوم کا ایک آدمی بھی اس ملک میں زندہ نہ چھوڑوں گا۔ سلطان جلال الدین نے ساتھیوں سے مشورہ کیا۔ سب نے یہ صلاح دی کہ یہ کافر آپ کے خادموں کے خون کا پیاسا ہے (ص ۱۴ ا) اور ہم میں اس کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ قلعے کو (رسد سے) بھر کر جنگ کریں جیسی اللہ کی رضا ہو گی ویسا ہی ہو گا۔ قلعے کے دروازے بند کر کے توپ و تفنگ اور رہکلے جما دیئے۔ وکیل کو کورا جواب دیا اور مضبوط ہو کر بیٹھ گئے۔ جب ایلچی نے راجہ کو یہ صاف جواب سنایا تو وہ غصے میں پیچ و تاب کھانے لگا۔ (گھوڑے پر) سوار ہو اس نے حکم دیا کہ گردونواح کو تباہ و برباد کر دیں۔ لشکر کفار نے ہر طرف آگ لگا دی اور علاقے کو ویران کر کے رکھ دیا۔ جو بھی مسلمان ملا اسے شہید کر دیا اور قلعے کا محاصرہ کر کے دن رات مصروف جنگ رہا۔ یہاں تک کہ ایک سال گزر گیا۔ قلعے کے اندر غلہ ختم ہو گیا۔ لوگوں کی زندگی دو بھر ہو گئی۔ مجاہدین نے شاہزادے کی خدمت میں جمع ہو کر عرض کی کہ انسان اور مویشی بھوک سے مر رہے ہیں۔ اب کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ ابن مسعود (مسعود بن عرب) کو جو ہمارا بزرگ ملازم ہے راجہ کے پاس برائے وکالت بھیجا جائے۔

ابن مسعود (مسعود بن عرب) اس بدبخت کے پاس پہنچا اور بالحاح (امان کی) درخواست کی۔ کافر نے اسے قبول نہ کیا اور جواب دیا کہ واپس جاؤ' شمس الدین کے بیٹے کو ہمارے حوالے کر دو اور تم سب اطمینان سے قلعے میں رہو۔ اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں مانوں گا (ص ۱۴ ب) جب دایہ ابن مسعود نے واپس آکر تمام ماجرا عرض کیا۔ سب لوگ رو رو کر یہ کہنے لگے کہ شاہزادہ کو ہرگز اس خونخوار کافر کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔

شہزادہ جلال الدین نے جب یہ بات سنی تو فرمایا کہ ہمارا کافر کے پاس جانا ہی بہتر ہے تاکہ خلق خدا کو امان ملے' اس کے بدلے یہ احقر کفار کا قیدی بنے۔ جلدی سے گھوڑا تیار کیا جائے۔ یہ سن کر عوام اور شہزادے کے اہل خانہ آہ و زاری کرنے لگے۔ شاہزادہ (جلال الدین) خدا کے بھروسے سوار ہوئے۔ قلعے کا دروازہ کھول دیا اور

ہر شخص کو یہ اجازت دی کہ وہ جہاں چاہے چلا جائے۔ جونہی شہزادے نے لشکر کفار میں قدم رنجہ فرمایا جس جس کی نظر آپ پر پڑی اندھا ہو گیا۔ جب آپ راجہ جیسل کے سامنے پہنچے تو آپ کو دیکھتے ہی اس کی بینائی بھی جاتی رہی۔ شیخ کی یہ کرامت دیکھ کر وہ آپ کا معتقد ہو گیا اور عرض کی کہ اے مخدوم زادہ! ہمارے اندھے پن کا علاج کر دیجئے۔ اگر یہ بندہ یہاں رہے یا کوئی عمل دخل رکھے تو اس کی بیوی کو طلاق ہو جائے۔ میں اپنے ملک کی راہ لوں گا۔ یہ سن کر شیخ قطب الاقطاب نے پانی منگوایا۔ نوکر نے لوٹا بھر کر پیش کیا۔ آپ نے وضو کیا اور فرمایا کہ جو شخص ہمارے وضو کا پانی آنکھوں پر لگائے گا اس کی بصارت لوٹ آئے گی (ص ۱۴۳) پہلے راجہ جیسل اور اس کے مقربین نے وضو کا پانی آنکھوں پر لگایا۔ اسی وقت ان کو بینائی مل گئی اور ڈیرہ اٹھا اپنے ملک کی طرف روانہ ہوئے۔ اسی طرح تمام کافر لشکریوں نے آنکھوں پر پانی لگایا اور بینا ہو کر اپنی راہ لی۔ شاہزادہ اللہ تعالٰی کے فضل و کرم سے مظفرو منصور قلعہ کروڑ میں داخل ہوئے۔ ہر طرف سے مبارک سلامت کی آوازیں بلند ہوئیں۔ مخدوم زادہ کی والدہ محترمہ عصمت خاتون جو اسم اعظم کے ورد میں محو اور خود سے بے خبر تھیں عالم ہوش میں آئیں اور فرمایا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت اقدس میں یہ معاملہ پیش ہوا تھا۔ آپ کی جناب سے یہ فرمان صادر ہوا کہ سلطان جلال الدین چالیس سال تک ملک ہندوستان میں نہایت کامیابی سے حکومت کریں گے اور انکی نسل پھولے پھلے گی۔

ذکر دوم: سید جلال الدین کے ملفوظ میں نقل ہے کہ سلطان نے خطہ کوٹ کروڑ پر اس قدر حسن انتظام اور دبدبے سے حکومت کی کہ ملک کفار سے غزنوی سلطنت کی حدود تک آپ کا محکم حکم چلتا تھا۔ شاہزادے کا اپنی رعایا کے ساتھ ایسا عدل و انصاف کا برتاؤ تھا کہ شیر اور گائے اور بھیڑیئے اور بھیڑوں میں دوستی ہو گئی تھی۔ علم و حلم میں آپ کا مرتبہ اتنا بلند تھا کہ علمائے دہر آپ سے تعلیم پاتے تھے۔ کشف و کرامات اور علم باطنی کی یہ کیفیت تھی کہ ہر شب (ص ۱۴۳ ب) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آپ کی حاضری ہوتی تھی۔ چالیس سال تک ولایت کروڑ ملک ہند پر بڑی کامیابی سے حکومت کی۔

نقل ہے کہ ایک دن آپ کرسی پر تشریف فرما تھے کہ ایک سفید پوش نورانی چہرہ' سفید ریش بزرگ دیوار سے برآمد ہوئے اور فرمایا کہ اے فرزند جلال الدین جلدی کیجئے اور اپنے آپ کو بارگاہ الہی میں پہنچائیے۔ صاحبزادہ نیک اطوار سلطان علی کو اپنا جانشین کیجئے۔ مخدوم زادہ اٹھے' غسل کر کے دو رکعت نماز میں مشغول ہوئے۔ آخری سجدے کی حالت میں آپ واصل باللہ ہو گئے۔

صاحبزادہ بلند اقبال شیخ سلطان علی اس وقت بارہ سال کے تھے انہوں نے شیخ المشائخ کی تجہیز و تکفین فرمائی اور نیک ساعت میں تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوئے۔ اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری فرمایا۔ چونکہ آپ اس عمر میں ہی علم شریعت کی تحصیل کر چکے تھے اور قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ آپ خلاف شرع کوئی بات زبان پر نہ لاتے تھے۔ جب آپ تخت شاہی پر جلوس فرماتے تو آپ کو سلطان ابوبکر کہہ کر مخاطب کیا جاتا تھا۔ سکوں پر بھی سلطان ابوبکر لکھا تھا جبکہ گھر میں سلطان علی کے نام سے پکارتے تھے۔ بعض قاضی کہہ کر بھی بلاتے تھے۔ جب مخدوم زادہ دین و دنیا (کے علوم) پر قابض ہو چکے (ص ۱۴) تو آپ نے اپنے اور اپنے بزرگان سلف کے حالات کے بارے میں ایک کتاب تالیف کی جس کا نام "سر اذکار الماضین (۳۱) رکھا"۔ کیونکہ مخدوم زادہ کو کشف القبور' کشف الارض اور کشف السماء (یعنی زمین و آسمان اور قبور کے حالات) پر دسترس حاصل تھی۔ (اس کی وجہ یہ تھی) کہ حضرت خضر علیہ السلام سے آپ کی صحبت رہتی تھی۔

ایک دن مخدوم زادہ اپنے حجرے میں تشریف فرما تھے کہ مسعود بن عرب کی عرضی پہنچی بدین مضمون کہ اس غلام کی عمر خدمت میں گذری ہے۔ اب ضعف درجہ کمال کو پہنچ گیا ہے۔ ادھر حال یہ ہے کہ افواج شاہی اس دار الحرب میں مسلسل مصروف پیکار ہیں۔ یہ خطہ اطاعت گزار ہے۔ بندہ درگاہ کی التماس ہے کہ وہ شرف حضوری سے مشرف ہو اور ابدی سعادت حاصل کرے کہ زندگی کی میعاد پوری ہو چکی ہے۔ بجائے اس معتبر خانہ زاد غلام کو منع کرنے کے حضرت مخدوم الملک کو یہ بات اچھی لگی کہ چونکہ مسعود جد بزرگوار کا ہم صحبت اور دیرینہ خادم ہے بہتر یہ ہے کہ وہ باقی

عمر ہمارے حضور میں بسر کرے۔ شیخ نے ابوالفتح بن عبداللہ کو جو کوٹ کروڑ کے کوتوال تھے بلایا۔ خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور جیسل گڑھ کا حاکم مقرر کیا۔ ابوالفتح روانہ ہوا اور حریلیں مارتا ہوا بیسویں دن جیسل کے قلعے میں داخل ہو گیا۔ مسعود بن عرب کوٹ کروڑ کی طرف چل پڑے اور تیزی سے کوچ کرتے ہوئے (ص ۱۴ ب) شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ نے انھیں اپنی ملازمت و مصاحبت کا اعزاز بخشا۔ اگرچہ صلاح کار تو بہت تھے لیکن مخدوم الملک صرف انہی کی صلاح کو قبول فرماتے تھے۔

مسعود بن عرب بیان کرتے ہیں کہ ایک روز شہزادہ سلطان مراقبے میں بیٹھے تھے اور یہ غلام آپ کے پیچھے کھڑا تھا۔ جب مراقبے سے سر اٹھایا تو اس غلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے مسعود! میں نے لوح محفوظ میں دیکھا شیخ محمود اوجینی فاروقی (۳۲) کی پاکباز دختر ہماری عقد نکاح میں آئے گی اور اس سے دو بیٹے ہوں گے۔ ایک کا نام شیخ احمد اور دوسرے کا شیخ محمد ہو گا اور دونوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے حد و حساب درجات عطا ہوں گے اور ان کی اولاد سے ایک عارف باللہ اور رئیس الاولیاء پیدا ہو گا۔ پس تم حکم خداوندی کے مطابق ہماری شادی کا بندوبست کرو۔ میں اٹھا اور تسلیمات بجا لاتے ہوئے ایک نیک ساعت میں اوجین کی طرف روانہ ہوا۔ چند روز بعد شہر اوجین (۳۳) میں پہنچ کر شیخ محمود کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ غلام سلطان ابوبکر کروری کی طرف سے حاضر ہو کر اذن باریابی کا امیدوار ہے (ص ۱۵ ا) شیخ محمود نے اپنے چھوٹے صاحبزادے کے ساتھ استقبال کیا۔ بہت سے اعزازت سے مشرف فرمایا اور طرح طرح کی بے شمار نوازشات کیں۔ دوسرے روز میں حرف مطلب زبان پر لایا۔ شیخ نے قبول فرما کر اس بندہ بارگاہ کو خلعت فاخرہ سے نوازا اور بہت سے تحائف دے کر سلطان العارفین کی طرف روانہ فرمایا۔ حصول مطلب کے بعد یہ غلام کوٹ کرور پہنچا اور ایک ایک تفصیل عرض کی۔ مبارک سلامت ہونے لگی۔ حضور نے اس خادم کو خلعت ہائے فاخرہ سے ممتاز و سرفراز فرمایا۔ چند روز میں شاہانہ تیاریوں اور بہترین لوازمات کے ساتھ اوجین کی طرف روانہ ہوئے۔ شاہزادہ بلند اقبال جب اوجین کے نواح میں پہنچے وہاں کے قابل صد احترام شرفاء اور عالم فاضل لوگ حضور کے استقبال کے لئے آئے۔ شیخ محمود آکر آپ کو

حویلی خاص میں لے گئے۔ پانچ روز خوشی کے اشغال میں گذرے۔ اس کے بعد رسم نکاح منعقد ہوئی (ص ۱۵ ب) شاہزادہ حضور نے من کی مراد پائی۔ ساتویں روز واپسی ہوئی۔ شیخ محمود نے نہایت اعزاز و اکرام اور ساز و سامان کے ساتھ مع قبائل رخصت کیا۔ بخیریت و کامرانی کوٹ کرور لوٹے۔ سات روز تک خوشی کے شادیانے بجتے رہے۔

(نقل ہے کہ سلطان ابوبکر نے نواح غزنی کے ایک زمیندار کی لڑکی سے شادی کی تھی۔ لیکن اس خاتون کے بطن سے کوئی اولاد نہ ہوئی اور وہ لاولد ہی مرگئی۔)

اولاد: ایک سال کے بعد اس بی بی سے ایک بیٹا تولد ہوا جس کا نام احمد رکھا گیا اس کے تین سال کے بعد ایک اور بیٹا ہوا۔ اس کا نام شیخ محمد رکھا۔ اسے ابو صالح بھی کہتے تھے۔ جب دونوں بیٹے پندرہ سال کے لگ بھگ ہوئے ان کی والدہ ماجدہ رحلت فرما گئیں۔ اس کے بعد شیخ نے شادی نہ کی اور تجرد اختیار کرتے ہوئے عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ اپنی زندگی ہی میں آپ نے سلطان احمد کے نام کا سکہ جاری فرمایا اور حکومت سونپ دی۔ شیخ احمد بے شمار سواروں کو ساتھ لے کر دیپال گڑھ اور جیسل گڑھ کی طرف جاتے' حالات سے آگاہی حاصل کرتے اور نظم و ضبط قائم فرماتے۔ شیخ محمد اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر رہا کرتے۔

نقل ہے کہ شیخ احمد نے بے شمار لشکر کے ہمراہ (ص ۱۶) دیپال گڑھ کی طرف مراجعت فرمائی اور چند ماہ وہاں قیام کیا۔ سلطان المشائخ ابوبکر نے شیخ احمد کے نام خط لکھ کر مصلے کے نیچے رکھا۔ اسی وقت وہ خط شیخ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ لکھا تھا کہ فوراً" یہاں پہنچ جائیے کیونکہ ہم دوست (حقیقی) کی طرف روانہ ہو رہے ہیں۔ شیخ احمد نے خط پڑھتے ہی کوٹ کروڑ کی جانب کوچ کیا اور منزلیں مارتے شتابی سے سلطان کی خدمت میں پہنچ گئے۔ حضرت سلطان العارفین نے تسبیح' مصلا' خرقہ' عصا اور دوسرے تبرکات ان کے سپرد کئے۔ خود حجرے کا دروازہ بند کر لیا اور نوافل میں مشغول ہو گئے۔ رات کے پچھلے پہر واصل باللہ ہوئے۔ علی الصبح تجہیز و تکفین کے بعد آپ کو والد کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ وفات کے وقت عمر شریف اسی برس تھی۔ آپ کے بعد شیخ احمد تخت نشین ہوئے۔

نقل ہے کہ شیخ محمد غوث نے اپنے والد ماجد کی خدمت میں علم لدنی اور علم شریعت کی تحصیل کی۔ حضرت مخدوم الاولیاء نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا تھا کہ تمہیں جو کچھ ملنا ہے حضرت خضرؑ کی طرف سے مرحمت ہو گا۔ ان سے تمہاری ملاقات بیت اللہ شریف میں ہو گی۔ آپ حسب الحکم مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ صاحبزادہ صاحب کمال اشتیاق سے (ص ۱۴ ب) روانہ ہو کر حصار شادمان (۳۳) میں شیخ محمد نور اللہ کی خدمت میں پہنچے اور کسب فیض کیا۔ سات روز کے بعد رخصت ہو کر بلخ (۳۴) آئے اور شیخ احمد خضرویہ (۳۵) کی خدمت میں دس روز تک فیض یاب ہونے کے بعد بیت اللہ شریف کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ دمشق پہنچے پر شیخ وجیہہ الدین محمد کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے صاحبزادہ صاحب کے احوال سے آگاہ ہو کر فرمایا کہ آپ یہاں ٹھہریئے۔ انشاء اللہ جو آپ کا مقصود و مطلوب ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہو جائے گا۔ شیخ محمد غوث نے کوئی توجہ نہ کی اور وہاں سے روانہ ہو کر بغداد کہنہ آئے۔ یہاں حضرت امام اعظمؒ (۳۶) کے روضے کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ تین دن رات مقبرے میں قیام کیا۔ ایک رات خواب میں حضرت امامؒ کی زیارت ہوئی۔ آپ سے بغل گیر ہوئے وہ آپ کو سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس عالی میں لے گئے۔ حضورؐ نے شیخ محمد غوث کا ہاتھ حضرت خضر علیہ السلام کے ہاتھ میں تفویض فرمایا۔ شیخ کو اس رات بے شمار عنایات و فیوض و برکات اور درجات عالیہ حاصل ہوئے۔ بیت اللہ میں مقام مصلے پر حضرت خضر کے ہاتھوں فیض یابی کا وعدہ پورا ہوا۔ حضرت سرور کائناتؐ نے شیخ محمد غوث کو شیخ کمال الدین علی شاہ قریشی (ص ۱۷ ا) کا خطاب عطا فرمایا۔ چنانچہ صبح ہونے پر ہر شخص آپ کو شیخ کمال الدین علی درویش کے نام سے پکارنے لگا۔ وہاں سے بیت اللہ شریف کی طرف روانہ ہو کر جدہ پہنچے۔ احرام حج باندھا اور رات کو عبادت و ریاضت میں مشغول ہوئے۔ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اے فرزند کمال الدین! تمہارا مقصود و مطلوب حاصل ہوا' اٹھ' یہ کہہ کر ان کا ہاتھ پکڑا اور بیت اللہ شریف میں پہنچا دیا۔ آپ نے مصلائے حنفی (۳۷) پر دوگانہ شکر ادا کیا جو کچھ ان کے پاس شیخ کی امانت موجود تھی۔ مکمل طور پر شیخ کو عطا کی۔ چنانچہ شیخ نے چودہ سال تک

بیت اللہ شریف میں قیام فرمایا۔ چودہ بار حج کی سعادت حاصل کی۔ بعد ازاں روضہ سرور کائنات، ختم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ چودہ سال آپ کے روضہ مبارک کی مجاوری کی اور آپ کی خدمت میں رہ کر ہمیشہ رہنے والی سعادت اور بے شمار فیوض حاصل کئے۔ حالت یہ ہو گئی تھی کہ اپنے حال کی کچھ خبر نہ رہ گئی تھی اور مقام علوی میں محو رہتے تھے۔ اسی اثناء میں حضرت خاتم الانبیاؐ نے شیخ کمال الدین کو حکم فرمایا کہ تمہارا مستقل ٹھکانہ ملتان میں ہے، وہاں جا کر سکونت اختیار کرو (ص ۱۷ ب) آپ کے فرمان پر عمل کے ذریعے سعادت ابدی اور فتوحات سرمدی حاصل کرنے کے لئے ملتان کی طرف مرخص ہوئے اور چلتے چلتے بغداد پہنچ گئے۔

ذکر دوئم از ملفوظ مخدوم العالم (۳۸) : نقل ہے کہ اس وقت بغداد میں عظیم عارف کامل، سالک اور محقق، شیخ کبیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (A-۳۸) کے پوتے شیخ عیسیٰ سجادہ نشین تھے۔ انہیں سماع کا شوق تھا۔ ایک روز شیخ کمال الدین بغداد کے نواح میں جنگل میں پھرتے پھراتے شیخ عیسیٰ (۳۹) کے قوالوں سے ملاقی ہوئے۔ شیخ کمال الدین نے انہیں حکم دیا کہ وہی گیت پیش کرو جو تم شیخ عیسیٰ کی مجلس میں گایا کرتے ہو۔ قوالوں نے چند بیت گائے۔ انہیں سن کر شیخ کی یہ حالت ہوئی کہ آتش شوق بھڑک اٹھی جس نے آپ کو جلا کر راکھ کر ڈالا۔ قوال حیران پریشان رہ گیا۔ جب اس نے راکھ کو کریدا تو ایک بیش قیمت موتی ہاتھ لگا۔ قوال نے اٹھا لیا اور اسے دستار میں باندھ لیا۔ رات کو وہ قوال جب شیخ عیسیٰ کی خدمت میں پہنچا تو موتی دستار میں جگمگ جگمگ کر رہا تھا۔ (ص ۱۸) شیخ نے پوچھا کہ یہ تیری دستار میں کیا ہے۔ قوال نے فی الفور وہ چمکدار موتی آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ شیخ عیسیٰ نے وہ موتی اپنی اہلیہ کے سپرد کر دیا۔ اہلیہ نے اس موتی کو اپنی بیٹی بی بی فاطمہ کی چوٹی میں باندھ دیا۔ جس وقت شیخ تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہوتے تو تلاوت کی آواز سے موتی سے پانی بہنے لگتا یہاں تک کہ اس معصومہ کا تمام بدن بھیگ جاتا۔ اہل خانہ نے پوری حقیقت شیخ عیسیٰ کے گوش گذار کر دی۔ شیخ نے قوال کو بلا کر پوچھا کہ تم نے یہ موتی کہاں سے حاصل کیا ہے کہ اس جیسی عجیب و غریب خاصیت کسی اور موتی میں

نہیں قوال نے تمام قصہ بالتفصیل بیان کر دیا۔ شیخ اٹھے اور وہ موتی اس مستورہ کی چوٹی سے نکال کر اپنے مصلے کے نیچے رکھ لیا اور خود بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہو گئے یہاں تک کہ ایک عمل سے شیخ کمال الدین اپنی اصلی صورت کے ساتھ ظاہر ہو گئے۔ دونوں صاحبان نے مصافحہ و معانقہ کیا' ایک دوسرے کی باتوں سے محظوظ ہوئے اور کھانا تناول فرمایا۔ بعد میں شیخ عیسیٰ نے فرمایا کہ اے شیخ! تمہارے موتی کو تقدیر الٰہی کی چمک نے ہماری معصومہ کے ہار میں پرو دیا ہے۔ اب ہم بھی اس کے ساتھ تمہارا عقد شرعی کرتے ہیں (ص ۱۸ ب) شیخ کمال الدین نے ایجاب و قبول کیا۔ چھ ماہ کے بعد شیخ عیسیٰ سے رخصت کی اجازت چاہی اور اہلیہ کو ساتھ لے کر بغداد سے روانہ ہوئے اور منزلیں مارتے کوٹ کروڑ پہنچ گئے۔

تین سال کے بعد حضرت شیخ کمال الدین کی زوجہ محترمہ زبیدہ جیلانی (۴۰) کے بطن سے ایک فرزند ارجمند تولد ہوئے جن کا نام بہاول حق (۴۱) رکھا گیا۔ ان کے چار سال بعد بیٹی بی بی کمال خاتون پیدا ہوئیں۔ شیخ محمد غوث (شیخ کمال الدین) اور شیخ احمد غوث ہر دو بھائیوں میں غایت محبت و مودت تھی۔ شیخ محمد غوث کو علائق دنیوی اور سلطنت و حکومت سے کوئی دلچسپی نہ تھی اور وہ تنہائی میں ہر وقت یاد حق میں مشغول رہتے تھے۔

مکتوبات شیخ حسن دیپال پوری میں نقل ہے کہ شیخ احمد کاروبار حکومت چلاتے تھے۔ ایک رات انہوں نے خواب دیکھا کہ شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت سلطان علی حجرے میں بیٹھے تھے۔ فرمایا۔ بیٹا! تم اپنی عمر دنیا داری میں بسر کر رہے ہو۔ علم (لدنی) کے بغیر یہ سب بے فائدہ ہے۔ تمہارے نصیب میں جو کچھ مقرر ہے وہ تمہیں حضرت شیخ جمال الدین سلیمانؒ (۴۲) کی خدمت میں ملے گا۔ جو کھوتوال (کھوتوال) (۴۳) میں سکونت رکھتے ہیں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ (ص ۱۹) جو نصیب میں ہے مل جائے گا۔ صبح ہوتے ہی شیخ احمد دنیاوی تعلقات سے منہ موڑ کر اور اپنی جگہ شیخ حسن کو تخت حکومت پر بٹھا' چند ملازموں کے ہمراہ قصبہ کھوتوال کی جانب روانہ ہوئے۔ سات روز بعد مذکورہ قصبے میں پہنچے اور شیخ جمال الدینؒ کی قدمبوسی کی۔ شیخ نے فرمایا "آتے ہی حضرت شیخ سلطان علی کے فرمانے کے مطابق اپنے حصے کے طالب

ہو"۔ شیخ احمد نے عرض کیا آپ جیسے جود و سخا کے منبع سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ فرمایا خاطر جمع رکھو۔ رہنے کو حجرہ مرحمت فرمایا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ وہاں دو سال تک چلے کھینچے اور ریاضت کی۔ مرشد شیخ جمال الدین سلیمان" کی برکت سے فیوض ربانی سے مشرف ہوئے۔ جو مقدر تھا حاصل کیا اور مرتبہ عالی پر فائز ہوئے۔ حضرت شیخ جمال الدین نے فرمایا کہ بابا! سلطنت تمہارے نصیب میں ہے جاؤ اور ملک پر حکومت کرو۔ حضرت شیخ احمد تین سال تک درجات بلند حاصل کرنے کے بعد اپنے ملک میں کامیابی سے حکومت کرنے لگے (ص ۱۹ ب) جب حضرت محمد غوث اہلیہ سمیت بغداد سے آئے تو چند روز بعد شیخ احمد نے کہا کہ اے برادر محترم! شیخ عیسیٰ کی دوسری صاحبزادی ہمارے نصیب میں ہے کہ لوح محفوظ میں اسی طرح لکھا ہے۔ شیخ محمد غوث نے اپنی اہلیہ محترمہ سے ذکر کیا۔ انہوں نے اس پر صاد کیا اور ایک خط شیخ عیسیٰ کی خدمت میں روانہ کیا۔ شیخ جیلانی نے قبول فرمایا۔ یہاں دونوں بھائی اور اہل خانہ تیار ہو کر بغداد کی طرف روانہ ہوئے لوازم سلطنت از قسم لشکر اور خیمہ و خرگاہ کے ساتھ شیخ جیلانی کی خدمت میں پہنچے۔ بی بی جنت خاتون سے نکاح کے لئے ایک دو روز نواح بغداد میں قیام فرمایا اور اس کار خیر کی تکمیل کے بعد ازواج کے ہمراہ کوٹ کروڑ واپس آگئے۔ دونوں بھائیوں نے اپنی بیگمات کو ایک ہی حویلی میں ٹھہرایا۔ بی بی جنت خاتون کے بطن سے چار بیٹے پیدا ہوئے۔

اول : حضرت مخدوم عبدالرشید"
دوئم : شیخ عبدالرحمٰن" .
سوم : شیخ طاہر
چہارم : شیخ سادھن

ایک بیٹی بی بی بصراں خاتون بھی پیدا ہوئی۔ (ص ۱۲۰)
شیخ احمد غوث کے 'ایک اور بیوی سے تین بیٹے تھے۔

اول : شیخ موسیٰ نواب
دوئم : داد لدریا

سوم: شیخ ملاں فقیر

شیخ احمد غوث نے باقی عمر فقیری میں بسر کر دی۔ (شیخ احمد غوث کی خواہش تھی کہ شیخ محمد غوث سلطنت پر قابض ہو کر حکومت کریں۔) لیکن انہوں نے کوئی التفات نہ کیا۔ آخر انہوں نے التجا کی کہ خزانہ ہی بانٹ لیجئے۔ جواب ملا کہ یکجا رہنے دیں۔ بہت کوشش کی شیخ نے قبول نہ کیا۔ اس طرح دونوں بھائی محبت اور اتفاق سے پندرہ سال حکومت کرتے رہے۔ بعد ازاں شیخ محمد غوث کا وصال ہو گیا اور آپ والد بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔ شیخ احمد غوث نے خلعت سلطنت اپنے بھتیجے شیخ بہاء الدینؒ کے سپرد کر دی۔ چنانچہ ہر علاقے سے مشائخؒ زمیندار اور دوسرے شرفاء ماتم پرسی کی جو خلعتیں اور نقد و جنس لاتے تھے وہ سب کچھ حضرت شیخ بہاء الدینؒ کے حوالے کیا جاتا تھا۔ اس وقت شیخ بہاء الدینؒ کی عمر بارہ سال تھی اور مخدوم عبدالرشیدؒ نو سال کے تھے۔ دوسرے بھائی چھوٹے تھے۔ حضرت شیخ بہاء الدینؒ نے قرآن مجید سات قراتوں کے ساتھ کوٹ کروڑ میں مولانا نصیر الدین بلخی سے حفظ کیا۔ پھر خراسان اور بغداد کی طرف روانہ ہوئے (ص ۲۰ ب) وہاں سے بخارا آئے اور حصول علم میں ہمہ تن مشغول ہو گئے۔ یہاں تک کہ اجتہاد کے درجے تک پہنچ گئے۔ کمال عفت و قابلیت کے سبب اہل بخارا انہیں بہاء الدین فرشتہ کہہ کر پکارتے تھے۔ خراسان اور بخارا میں آپ کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔

وہاں سے حج بیت اللہ کے ارادے سے تشریف لے گئے۔ سعادت حج کے بعد روضہ مبارک حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور پانچ سال مجاور رہے۔ مدینہ منورہ میں شیخ کمال الدین محمد عیسیٰ (۱۴۳) سے جو اپنے عہد کے عظیم محدثوں میں سے ایک تھے علم لدنی کی تحصیل میں مشغول ہوئے۔ بعد ازاں زمانے کے کاملوں سے برکتیں اور سعادتیں حاصل کیں۔ جن کا مفصل حال سیر العارفین (۴۴) میں درج ہے وہاں سے معلوم ہو گا۔ سلطان محمد غوث کی وفات کے دو سال بعد شیخ احمد غوث کا وصال ہوا اور آپ کو بھائی کے پاس دفن کیا گیا۔ اس وقت مخدوم عبدالرشیدؒ کی عمر چودہ سال تھی۔ آپ کی والدہ محترمہ اور خالہ عفیفہ ابھی دونوں حیات تھیں۔ وفات کے وقت شیخ احمد غوث کی عمر چھیاسی سال تھی۔ مخدوم عبدالرشیدؒ

صف ماتم پرسی پر بیٹھے۔ تمام ملک ہند، بلخ بخارا اور غزنی کے لوگوں نے ماتمی خلعتیں ارسال کیں اور مخدوم زادہ کو تخت سلطنت پر بٹھلایا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال تھا۔ کم عمری ہی میں اسی قدر انصاف اور نظم و ضبط سے کاروبار سلطنت چلایا کہ والد محترم سے دس گنا زیادہ معلوم ہوا۔ ملکوں ملکوں آپ کا حسن اخلاق مشہور اور خراج مملکت دگنا تگنا ہو گیا (ص ۱۲۱) رعایا ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے لگی۔ شیخ محمد غوث مرحوم کی اہلیہ محترمہ بی بی فاطمہ خالہ نے جو زندہ تھیں اپنی بیٹی کمال خاتون (۴۵) کو آپ سے بیاہ دیا۔ کچھ عرصے بعد بی بی کمال خاتون کے بطن سے آپ کے ہاں دو بیٹے متولد ہوئے۔ ایک کا نام شیخ ابو بکر اور دوسرے کا شیخ محمد تھا۔ تین سال بعد دونوں بہنیں شیخ عیسیٰ گیلانی کی بیٹیاں فوت اور کوٹ کروڑ میں مدفون ہوئیں۔

حضرت مخدوم عبدالرشیدؒ حکم الٰہی کے مطابق اپنے تمام کمالات و برکات کے ساتھ ملتان جنت المکان تشریف لے گئے۔ جہاں آج شیخ الاسلام مخدوم بہاء الدینؒ کا روضہ مبارک ہے ان دنوں وہاں ایشر مہاندیو کے بیٹے تارا سنگھ کا مکان تھا۔ آپ نے وہاں سکونت اختیار کی۔ اس زمانے میں ملتان میں شیخ محمد یوسف المعروف شاہ گردیز (۴۶) صاحب ارشاد تھے۔ گھڑیالی دروازے (۴۷) کے نزدیک بڑے ٹیلے (۴۸) کے نیچے ان کا ایک کنواں تھا جس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ آپ کی کرامت سے بغیر بیلوں کے چلتا تھا۔ آپ بڑے صاحب کمال و کشف و کرامات بزرگ تھے۔ ایک دن حضرت مخدوم عبدالرشیدؒ وہاں تشریف لے گئے اور کنوئیں کو چلنے سے روک دیا۔ آج تک وہ کنواں بند ہے۔ ملتان کے بزرگ اور اکابر آپ کی یہ کرامت دیکھ کر حیران رہ گئے اور آپ کے مطیع و منقاد ہوئے (ص ۱۲۱ ب) تمام خاص و عام آپ سے محبت کرتے اور جان و مال آپ پر نثار کرتے تھے۔ آپ ایسے جاہل، گمراہ اور کم ہمت لوگوں کو جو معروف احکام کو بجا لانے میں کوتاہی کے مرتکب ہوتے تھے ہدایت فرماتے تھا یہاں تک کہ چالیس پچاس اشخاص آپ کی نظر کیمیا اثر سے باکمال (ولی) ہو گئے۔ حضرت مخدومؒ کے رشد و ہدایت کا شہرہ تمام ممالک و اطراف میں پھیل گیا۔ علوم قرآن و حدیث کی تعلیم و تدریس میں آپ بے مثال تھے اور بے شمار خلقت آپ سے مستفید ہوتی تھی۔ ستر آدمی آپ کے علم کی بدولت کامل و فاضل قرار پائے۔

ایک شب مطالعہ کتب اور علماء و فضلاء کے ساتھ گفتگو فرما رہے تھے یہاں تک کہ رات کا صرف ایک پہر باقی رہ گیا۔ آپ پر نیند کا غلبہ ہوا۔ خواب میں والد بزرگوار سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ اے فرزند! چار روز کے بعد تمہارے چچا زاد بھائی حضرت شیخ بہاء الدینؒ تمام دینی و دنیاوی کامیابیوں کے حصول کے بعد بیت اللہ شریف سے روانہ ہو کر ملتان پہنچ رہے ہیں۔ تمہیں چاہئے کہ اپنی ہمشیرہ کا نکاح ان سے کر دو اور خود حرمین شریفین کی زیارت کے لئے چل پڑو اور وہاں سے وہ سعادت و نعمت جو ازل سے تمہارے لئے مقدر ہو چکی ہے حاصل کرو۔ باقی حصہ ہوا ان (۴۹) سے ملے گا۔ مخدوم خواب سے بیدار ہوئے تو بھائی کی آمد کی خوش خبری سے بہت خوش ہوئے۔ دنیاوی کاروبار کی طرف سے دل اچاٹ ہو گیا اور آپ حسب وعدہ بھائی کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔

نقل ہے کہ حضرت مخدوم بہاء الحق چوتھے روز ملتان کے قلعے کے اندر دیو دروازہ سے تشریف لائے۔ عصر کی نماز کا وقت تنگ ہو رہا تھا وضو کے لئے پانی طلب فرمایا۔ کنویں کا پانی بدمزہ اور کڑوا تھا (ص ۱۴۲) کنوئیں پر ڈول بھی نہیں تھا۔ آپ نے کنوئیں کے اندر نظر ڈالی تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پانی خود بخود اوپر آگیا۔ آپ نے وضو کیا۔ جونہی ہاتھ پانی میں ڈالا پانی میٹھا ہو گیا۔ جب یہ خبر مخدوم عبدالرشیدؒ کو پہنچی آپ فوراً سوار ہو کر بہر استقبال آئے اور بھائی سے ملاقی ہوئے۔ ملاقات کے بعد دونوں بھائی دولت خانے میں تشریف لے گئے اور سب سے پہلے شیخ بہاء الحق کی والدہ ماجدہ کی فاتحہ پڑھی۔ فاتحہ خوانی سے فارغ ہونے کے بعد مخدوم عبدالرشیدؒ نے اپنی ہمشیرہ بی بی بصراں خاتون کا نکاح مخدوم شیخ بہاء الدینؒ سے کر دیا۔ اس بی بی کے بطن سے سات فرزند تولد ہوئے۔

اول : شیخ صدر الدینؒ عارف باللہ

دوم : مولانا برہان الدین

سوم : مولانا قدوۃ الدین

چہارم : مولانا شمس الدین

پنجم : مولانا شہاب الدین
ششم : مولانا ضیاء الدین
ہفتم : مولانا علاء الدین

مخدوم عبدالرشیدؒ نے تمام مال و متاع اور حکومت شیخ بہاء الدینؒ کے سپرد کی اور رخصت چاہی۔ شیخ بہاء الدینؒ نے فرمایا کہ اے بھائی! مدت سے یہ فقیر پردیس میں اور آپ کے دیدار سے محروم اور فراق میں بے چین رہا۔ اب ملاقات نصیب ہوئی ہے تو پھر وہی جدائی مجھے منظور نہیں۔ مخدوم نے جواب دیا جس طرح آپ قسمت کے ہاتھوں پردیس میں رہنے پر مجبور تھے اسی طرح اب مجھے بھی باہر جانا ہے جیسا کہ خواب میں حکم ہو چکا ہے۔ یہ کہا اور وہاں سے رخصت ہوئے۔ سات خادم ہمراہ لے کر حرمین شریفین کا قصد کیا (ص ۴۲ ب) شیخ بہاء الدینؒ نے حکومت و مملکت اور خزانوں کا خوب انتظام کیا۔ مخدوم عبدالرشیدؒ ملتان سے شہر مرو (۴۹) میں تشریف لائے۔ وہاں شیخ نصیر الدین عالی مرتبہ صاحب کشف و کرامت بزرگ رہتے تھے۔ ان کی خدمت میں گئے تو انہوں نے پوچھا کہ کہاں سے تشریف آوری ہوئی۔ مخدوم نے جواباً" فرمایا کہ خطہ دارالامان ملتان سے۔ انہوں نے دوبارہ پوچھا کہ کیا آپ شیخ بہاء الدینؒ کو بھی جانتے ہیں۔ فرمایا "وہ اس فقیر کے چچا زاد بھائی ہیں اور حال ہی میں بیت اللہ شریف سے ملتان آئے ہیں۔" بزرگ یہ بات سنتے ہی اپنی جگہ سے اٹھے' آپ سے بغل گیر ہوئے اور بڑی معذرت کی۔ گھر میں لے گئے' سات دن اپنے پاس مہمان رکھ کر ان پر پوری توجہات مرکوز کر دیں اور وداع کیا۔ وہاں سے آپ حضرت سید حسینی (۵۰) کی خدمت میں تبریز (۵۱) پہنچے جو صاحب کمال بزرگ اور حضرت جلال الدین تبریزیؒ (۵۲) کے بھائی تھے۔ جلال الدینؒ خود بھی تبریز کے مشائخ عظام میں شامل اور صاحب کشف و کرامات تھے اور شیخ بہاء الدین سے اکثر آپ کی صحبت رہتی تھی۔ وقت ملاقات پہچان کر انہوں نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور پوچھا کہ اے عبدالرشیدؒ ہمارے بھائی شیخ بہاء الدینؒ کا حال سنائیں۔ (عبدالرشیدؒ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا کہ وہ ملتان میں تشریف فرما ہیں۔ شیخ تبریزیؒ نے فرمایا کہ میں انشاء اللہ عنقریب ملتان جا کر آپ سے شرف ملاقات حاصل کروں گا۔ دونوں مشائخ عظام نے

شیخ عبدالرشیدؒ پر کمال توجہ و عنایت فرمائی۔ وہاں سے شیخ نجم الدین (۵۳) کی خدمت میں پہنچے۔ انہوں نے بھی بہت توجہ فرمائی۔ چونکہ آپ کو حرمین شریفین پہنچنے کا کمال اشتیاق تھا (ص ۲۳ ا)۔ دن رات منزلیں مارتے اس حی و قیوم کے فضل و کرم سے حرم کعبہ پہنچے اور فریضہ حج ادا کیا۔ بعد ازاں سرور کائناتؐ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت سے مشرف ہوئے اور تین سال وہاں مجاوری کی۔ مخدومؒ فرماتے ہیں کہ میں وہاں اکثر شیخ کمال الدین کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ ایک رات خواب میں حضرت سرور کائناتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے عبدالرشیدؒ! تمہیں جو کچھ بھی ملے گا سید علی ہمدانیؒ (۵۴) سے ملے گا وہاں جاؤ۔ چنانچہ یہ فقیر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت لے کر ہمدان (۵۵) کو چل پڑا اور سمندر کے کنارے کنارے چلتا ہوا سکندریہ (۵۶) کی بندرگاہ میں پہنچا۔ وہاں بندرگاہ کی دس بیگھہ زمین پر پہرہ لگا ہے (A-۵۶) اور اردگرد کے بہت سے لوگ اس زمین میں مقید ہیں۔ وہاں ایک سرو پا برہنہ فقیر ہر وقت مقام حیرت میں مستغرق رہتے تھے۔ ان بزرگوار کی خدمت میں پہنچا۔ بفضل خدا عالم محویت سے عالم ہوش میں آگئے۔ کرم فرمایا اور پوچھا کہ ہمدان کی طرف جا رہے ہو؟ عرض کیا کہ آپ جیسے صاحب کشف و کرامات سے کچھ پوشیدہ نہیں۔ فرمایا جلدی جاؤ کہ تمہارا نصیبہ یاور ہونے کا وقت آن پہنچا ہے۔ یہ کہہ کر دوبارہ عالم محویت میں چلے گئے۔ یہ فقیر حقیر سمندر کی راہ سے ہو کر ملکوں ملکوں گزرتا گردونواح کے پاک طینت بزرگوں کی زیارت کی برکت سے مستفیض ہوتے ہوئے (ص ۲۳ ب) سلطان المشائخ والملت' ولی کامل حضرت سید علی ہمدانیؒ کی خدمت میں پہنچا جن کا شجرہ خلافت اس طرح ہے۔ سید علی ہمدانی صحبت یافتہ ابوالفرح طرطوسی (۵۷) وہ مرید تھے شیخ عبدالواحدؒ (۵۸) کے' وہ حضرت شیخ شبلیؒ (۵۹) کے' وہ حضرت امام موسیٰ رضاؒ کے' (۶۰) وہ حضرت امام موسیٰ کاظمؒ (۶۱) کے آگے حضرت امام جعفر صادقؒ (۶۲) حضرت امام باقرؒ (۶۳) حضرت امام زین العابدینؒ (۶۴)۔ حضرت امام حسینؓ۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم۔

سید علی ہمدانیؒ کی فیض رسانی کا طریقہ یہ تھا کہ آپ نے دو حجرے تعمیر فرمائے ہوئے تھے جن کا درمیانی فاصلہ ایک کوس تھا۔ ایک سال ایک حجرے میں چلہ کاٹتے۔

چلہ ختم ہونے پر باہر تشریف لاتے۔ مرید پورا سال باہر جمع ہوتے جاتے۔ جس دن چلہ ختم ہوتا۔ مرید دائیں بائیں صف باندھے کھڑے ہو جاتے۔ حضرت سلطان المشائخین دوسرے حجرے کی طرف تشریف لے جاتے وقت دائیں بائیں مریدوں پر نظر ڈالتے جاتے۔ دائیں طرف کے مرید غوث (۶۵) بن جاتے جبکہ بائیں طرف والے قطب (۶۶) کے مرتبے پر فائز ہو جاتے۔ میں دائیں طرف کے مریدوں کی صف میں کھڑا تھا۔ حضرت سلطان العارفین نے میری طرف نظر کرم نہ فرمائی۔ میں آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا (ص ۱۲۴ ا) جب آپ نے دوسرے حجرے کے دروازے پر قدم رنجہ فرمایا میری طرف نظر کی اور زبان گوہربار سے فرمایا عبدالرشید اندر آجا۔ یہ غلام آپ کے حکم کے مطابق حجرے کے اندر چلا گیا۔ جو فیض میرے نصیب میں تھا مجھے عطا ہوا۔ بلکہ حد سے زیادہ ہوا۔ میں نے دوگانہ شکر ادا کیا اس فقیر کو مرتبہ بلند ملا۔ حکم ہوا کہ مسجد کے حجرے میں قیام کرو۔ فرش سے عرش تک تمام حجاب اٹھ گئے۔ بندہ ایک سال تک ریاضت میں مشغول رہا۔ کسی کسی دن حضرت سلطان المشائخین اس غلام کو اپنے حجرے میں یاد فرماتے تھے۔ بندہ ان کی صحبت عالیہ سے مستفیض ہوتا تھا۔ مریدوں کی ایک بڑی جماعت سلطان المشائخ کے حضور میں حاضر رہتی تھی۔ انہیں حسد ہوا کہ ہم اتنی مدت سے شیخ العارفین کی خدمت میں حاضر ہیں ہم پر تو نظر رحمت نہیں ہوئی جبکہ یہ درویش چند روز ہی میں مراتب اعلیٰ پر فائز ہو گیا ہے۔ چلہ ختم ہونے پر حضرت حجرے سے باہر تشریف لائے۔ تمام مرید جمع ہو گئے اور انہوں نے نہایت عجز سے دست بستہ عرض کی کہ اے فیوض الٰہی کے سمندر اور اے لامتناہی بخشش کے بادل۔ اس درگاہ کے یہ فقیر غلام کوئی بیس سال سے اور کوئی تیس سال سے اس ساقی عالی مقام کے سامنے دست سوال دراز کئے ہوئے ہیں۔ ابھی تک اکسیر کا ایک قطرہ (ص ۱۲۴ ب) ان کے حلق میں نہیں ٹپکا کہ پیاس بجھے' آپ کے انوار کی ایک شعاع بھی ان کے ذوق و شوق پر نہیں پڑی جبکہ یہ ہندی مرید تھوڑے ہی دنوں میں آپ کے لطف و کرم سے فیض یاب ہو گیا۔ سید علی ہمدانیؒ نے جواباً" فرمایا کہ خوش قسمت فرزند عبدالرشیدؒ اب ہماری رہنمائی کا محتاج نہیں رہا اس کی ہمت کا شاہباز بلند پرواز ہے تمہیں جو کچھ بھی ملنا ہے اسی فقیر سے ملے گا۔ پس اسی کی طرف

رجوع کرو۔ تمام مرید حضورؒ کا یہ حکم سنتے ہی اس احقر کی طرف متوجہ ہوئے۔ جو فیوض و برکات اس بارگاہ سے حاصل ہوئے تھے مربی کامل کے حکم سے ان کو پہنچاتا رہا۔ تین سال کے بعد رخصت کی اجازت ملی تو ارشاد ہوا کہ اے عبدالرشیدؒ! اپنے وطن ملتان میں جا قیام کرو' دنیا سے کوئی تعلق نہ رکھو' توکل علی اللہ پر گزارا کرو۔ جو مال و اسباب گھر میں ہے اسے راہ خدا میں تقسیم کر دو۔ خاکسار لوگوں کی طرح زندگی بسر کرو۔ زیب و زینت سے اپنے آپ کو دور رکھو۔ اپنی اولاد میں سے کسی کو اپنا جانشین مقرر نہ کرنا' نہ روضہ و خانقاہ بنوانا۔ کسی کو لٹ کپ مرید (۶۷) نہ بنانا' تمہاری اولاد کی دعا اللہ ذوالجلال کی طرف سے قبول ہو گی۔ تمہاری خاکساری تمہاری قبر کی زینت کا باعث ہو گی اور تمام مرید تمہارے فرزندوں کے حکم کی پیروی کریں گے۔ تمہاری اولاد میں سے کوئی ایک دوسرے کا محتاج نہ ہو گا (ص ۲۵ ا)۔ یہ کہہ کر رخصت فرمایا۔

جب مخدوم عبدالرشیدؒ اپنے مرشد کامل سے رخصت ہو کر عازم ملتان ہوئے تو راہ میں واردات الٰہی و فتوحات غیبی پر مشتمل بہت سے حالات ظہور میں آئے۔ عشق ربانی کی آگ نے جسم و ہوش انسانی کو جلا ڈالا۔ موحد حقیقی مخدوم اسی حالت بے ہوشی میں ایک غار میں داخل ہوتے اور چشم حیرت سے ٹکٹکی باندھ کر آسمان کی طرف تکا کرتے۔ چھ ماہ تک کھانے پینے اور پہننے کا ہوش نہ رہا۔ آپ کا خادم عبداللہ جو آپ کا رفیق سفر اور اس مدت میں آپ کے ہمراہ تھا (یہ برداشت نہ کر سکا اور) جب مخدوم ہوش میں نہ آئے تو انہیں اسی حالت میں وہاں چھوڑ کر ملتان چلا آیا اور تمام کیفیت شیخ المسلمین حضرت شیخ بہاء الدینؒ کی خدمت میں مفصل طور پر عرض کی۔ شیخ بہاء الدینؒ نے اس احقر (مخدوم عالمؒ) کو مخدوم عبدالرشیدؒ کو لانے کے لئے شیخ عبداللہ کے ہمراہ رواں کیا۔ حسب الحکم روانہ ہوئے اور ایک مدت کے بعد غار پر پہنچے۔ مخدوم اسی طرح عالم تحیر میں مدہوش تھے۔ ان کے پہنچتے ہی ہوش میں آ گئے۔ حال احوال پوچھنے کے بعد آنے کی وجہ دریافت کی۔ عرض کیا کہ آپ کے عمزاد حضرت بہاء الدینؒ زکریا نے اس غلام کو آپ کو ملتان لانے کے لئے بھیجا ہے۔ اب آگے جو آپ کا حکم ہو بندہ بجا لائے گا۔ مخدوم عبدالرشیدؒ مصلے سے اٹھے (ص ۲۵ ب) اور اس

احقر کے ہمراہ جانب ملتان روانہ ہوئے۔ مخدوم راہ میں جذب و شوق اور حیرت و محویت کے عالم میں مستغرق رہتے۔ بخیرو عافیت ملتان پہنچے۔ شیخ بہاء الدینؒ اور تمام بھائیوں سے ملاقات کی۔ چند روز کے بعد شیخ بہاء الدینؒ نے فرمایا کہ اے بھائی! یہ ملک و سلطنت اور خزانے سب آپ کی ملک ہیں۔ انہیں حساب کتاب کر کے اپنے قبضے میں لیجئے کہ ہم تو محض امین تھے۔ مخدوم عبدالرشیدؒ نے جواب دیا کہ میں مرشد کامل کے حکم سے ترک دنیا کر چکا ہوں مجھے آبادی کی نسبت جنگل ویرانہ اچھا لگتا ہے۔ یہ سب ملک و اسباب اور خزانے آپ کے ہیں۔ شیخ بہاء الدینؒ نے فرمایا کہ ہمیں یہ قبول نہیں۔ آخر بحث مباحثے کے بعد یہ طے پایا کہ تمام مال و اسباب ' خزانے اور جائداد آپس میں اس طرح بانٹ لی جائے کہ کسی کا حق دوسرے کے ذمے نہ رہ جائے۔ دریائے راوی کے پاس قرعہ اندازی ہوئی۔ دریائے راوی کے مشرق کا علاقہ مخدوم عبدالرشیدؒ کے حصے میں آیا۔ جبکہ مغرب کی زمین شیخ بہاء الدینؒ کو ملی۔ دیگر مال و اسباب کو نصف نصف تقسیم کر لیا گیا۔ ایک کروڑ اشرفی اور نقد و جنس ہر ایک کے حصے میں آیا۔ مخدوم عبدالرشیدؒ نے تمام نقد و جنس اللہ کی راہ میں درویشوں اور مسکینوں کے لئے وقف کر دیا۔ یہاں تک کہ نان شبینہ کے لئے بھی کچھ باقی نہ بچا۔ آپ نے راوی کے دوسرے کنارے پر حجرہ بنا لیا (ص ۱۴۶) اور عبادت حق میں مشغول ہو گئے۔ ہر آٹھویں روز حضرت شیخ بہاء الدینؒ اپنے بھائی مخدوم عبدالرشیدؒ کی ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے۔ ایک روز دوران گفتگو میں شیخ بہاء الدینؒ نے فرمایا کہ اے برادر! تمہارے بہت سے متعلقین اور بھائی بند ہیں۔ تمہارے لئے ضروری ہے کہ کسی ایسی جگہ سکونت اختیار کرو جہاں سب کو آرام ملے۔ مخدوم عبدالرشیدؒ نے جواب دیا کہ ہم نے ملتان سے دس کوس کے فاصلے پر بجانب مشرق دو نالوں کے درمیان قوم مڑل (۶۸) کے دو افراد ابوالفتح اور تاج الدین سے ایک قطعہ زمین خریدا ہے۔ وہاں سکونت رکھیں گے آپ خاطر جمع رکھئے۔

نقل ہے کہ بزرگ کامل (ص ۴۶ ب) حضرت مخدوم عبدالرشیدؒ حقانی القریشیؒ الاسدی (A-۲۸) دریائے راوی کے کنارے واقع حجرے سے مع متعلقین و مال و اسباب مڑلوں سے خریدی ہوئی زمین کی طرف روانہ ہوئے۔ شیخ الاسلام والمسلمین شیخ

بہاء الدینؒ مع صاحبزادگان اور شیخ فرخ (فخر) الدین عراقی (۴۹) اور مخدوم سید جلال الدین بخاریؒ آپ کو متعلقین و اسباب سمیت وہاں تک پہنچانے آپ کے ہمراہ گئے۔ مخدوم عبدالرشیدؒ اپنی خرید کردہ زمین پر سکونت پذیر ہوئے اور شیخ المسلمین بہاء الدینؒ چند روز وہاں ٹھہرنے کے بعد واپس رخصت ہوئے۔ شیخ ابوبکر اور شیخ محمد چند کوس تک آپس کو واپس چھوڑنے آئے۔

حضرت مخدوم عبدالرشیدؒ نے اپنی خریدی ہوئی زمین میں مردانہ اور زنانہ حصوں پر مشتمل مکانات تعمیر کرائے اور ان کے گرد قلعے کی طرح فصیل بنوائی۔ خود کاشتکاری کا پیشہ اختیار کیا۔ دریائے راوی سے زمینوں تک ایک چوڑا نالہ مثل دریا کھدوایا۔ تمام زمین سیراب اور آباد ہو گئی۔ آپ نے اپنے متوسلین میں سے ہر ایک کو زمین تقسیم کر دی کہ سب آزادانہ کاشتکاری کریں۔ آپ دن رات عبادت و ریاضت میں مشغول رہنے لگے۔

نقل ہے کہ ابو الفتحؒ اور تاج الدین کی وفات کے بعد (ص ۱۲۷) ان کے بیٹوں علی اور شہ علی نے مخدوم صاحبؒ پر زمین کی قیمت کا دعویٰ کر دیا۔ اس کا کہنا تھا کہ یہ قیمت ہمیں ابھی تک نہیں ملی۔ چنانچہ انہوں نے عناد اور جھگڑے کی راہ اختیار کی۔ ہر چند مخدوم صاحبؒ نے انہیں نصیحت کی ان پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ دن رات جھگڑا کرتے رہتے تھے۔ جب نصیحت کرنے والوں کی نصیحت ان دونوں بھائیوں پر کارگر نہ ہوئی تو مخدوم صاحبؒ نے فرمایا کہ جاؤ' دونوں بھائی ہمارے مصلے کے نیچے سے اپنی زمین کی قیمت کے برابر رقم گن کر لے لو۔ جب انہوں نے حجرے کے اندر جا کر مصلیٰ اٹھایا انہیں زر سرخ (دیناروں) کا ایک ڈھیر نظر پڑا۔ بغیر گنے دینار سرخ اٹھائے اور گھر کو چل دیئے۔ حضرت مخدومؒ نے زمین کی جتنی قیمت ارشاد فرمائی تھی اس کے بقدر دینار تو ٹھیک رہے۔ باقی بچھو بن گئے۔ حضرت مخدومؒ نے فرمایا کہ تم بدنیت ہو' ہماری نظروں کے سامنے سے دور ہو جاؤ۔ وہ دونوں بدبخت چند روز کے اندر اندر عسرت اور بھوک کے عذاب میں گرفتار ہو گئے۔ پھر انہیں آپؒ کی حیات مبارک کے دوران میں آپؒ کے حضور آنے کا موقع نہ ملا۔ موت کے بعد بھی ان بدبختوں کو قبرستان میں قبر کے لئے جگہ نہ ملی۔ یہاں تک کہ ان کی اولاد میں سے کسی کی میت کو

گر مخدوم صاحب کے قبرستان میں دفن کیا جاتا تو (قدرت) اسے قبر سے نکال کر دور ان کے علاقے میں پھینک دیتی۔ ابھی تک ایسا ہی ہوتا ہے۔

نقل ہے کہ مخدوم صاحبؒ نے کسب حلال کے لئے زراعت کو اپنایا تھا۔ رعایا سے جو پیداوار کا دسواں حصہ بطور محصول لیا جاتا تھا آپ نے اسے معاف فرما دیا۔ البتہ اگر کوئی خلوص و عقیدت کی بناء پر (ص ۲۷ ب) فصل بہ فصل حصہ پہنچا دیتا تو آپ اسے قبول فرماتے اور راہ خدا میں صرف کر دیتے۔ گھر اور لنگر کا خرچ اپنی کاشت کردہ زمین کی آمدنی سے چلاتے۔ اونی کمبل زیب تن ہوتا۔ دن رات روزے سے اور حالت استغراق و محویت میں رہتے، صرف اس وقت عالم ہوش میں آتے جب کوئی ہم مشرب ملاقات کے لئے آتا۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ مخدوم عبدالرشیدؒ کے پہلو میں درد اٹھا۔ درد کے مارے سخت بے چین ہوئے۔ رات کے وقت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس کی طرف رجوع کیا اور عرض پرداز ہوئے کہ یا رسول اللہ (صلعم) اس درد نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ جواباً" ارشاد ہوا کہ تمہارے جسم میں ایک قطب کا نطفہ ہے اس کا اخراج سلطان (تغلق) شاہ (۷۰) دہلی کی دختر کے بطن میں ہو گا۔ جب تک یہ خارج نہیں ہو جاتا درد رفع نہیں ہو گا۔ مخدومؒ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ بادشاہ میں فقیر یہ کس طرح ممکن ہے۔ حضورؐ کی عنایت ہو تو ہو سکتا ہے۔ بارگاہ رسالتؐ سے ارشاد ہوا کہ جن تمہارے تابع کر دیئے گئے ہیں انہیں ساتھ لے کر دہلی کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ جنوں نے تعمیل کی اور دہلی پہنچ کر بادشاہ تغلق کی آنکھوں میں سرایت کر گئے چنانچہ جو بھی کھانا بادشاہ کے سامنے پیش کیا جاتا غلاظت میں تبدیل ہو جاتا تھا۔ اس مصیبت سے بادشاہ کی جان لبوں پر آ گئی۔ ایک ایلچی شیخ الاسلام حضرت بہاء الدینؒ کی طرف دوڑایا کہ اس مہلک مشکل سے نجات دلائیں کیونکہ وہ شیخ المسلمین سے بڑی ارادت رکھتا تھا۔ جب ایلچی ملتان پہنچا اور احوال عرض کئے (ص ۱۲۸) شیخ بہاء الدینؒ نے فرمایا کہ اس سخت مصیبت کا علاج برادرم مخدوم عبدالرشیدؒ ہی کریں گے۔ حضرت شیخ بہاء الدینؒ سوار ہو کر ایلچی کے ساتھ مخدوم عبدالرشیدؒ کے پاس پہنچے۔ اس وقت وہ چالیس آدمیوں کی جماعت کے ساتھ

زمین میں ہل چلا (کاشتکاری کر) رہے تھے۔ ایلچی اور شیخ بہاء الدین ؒ نے آکر سلام کیا۔ حضرت مخدوم ؒ نے کوئی جواب نہ دیا اور بدستور ہل چلانے میں معروف رہے۔ جب دوسرے پھیرے میں ایلچی کے پاس پہنچے تو سلام کے جواب میں وعلیکم السلام کہا اور رک گئے۔ ایلچی نے عرض کیا کہ حضور ؒ آپ تو احکام شریعت سے واقف ہیں۔ آپ نے فوراً" ہی سلام کا جواب کیوں نہ دیا' تاخیر کا سبب کیا تھا؟ فرمایا میں یہاں موجود نہ تھا دہلی گیا ہوا تھا۔ شاہ تغلق کے گھر کو آگ لگ گئی تھی اور اس کی صاحبزادی جو حکم الٰہی کے بموجب ہماری بیوی بننے والی ہے آگ میں گھر گئی تھی اس کو آگ سے رہائی دلا کر آرہا ہوں سلام میں تاخیر کا باعث یہی ہے۔ ایلچی یہ سن کر بہت حیران ہوا اور اس نے دن' تاریخ' وقت اور واقعہ کی مفصل کیفیت تحریر کر کے قاصد کو دہلی روانہ کر دیا۔ شیخ المسلمین حضرت بہاء الدین ؒ اور مخدوم عبدالرشید ؒ نے مصافحہ کیا اور تنہائی میں معروف رازونیاز ہوئے اس مسئلے کے بارے میں کچھ سوچنا چاہیے۔

آخر باہم مشورے سے دونوں بھائیوں نے جانب دہلی کوچ کیا۔ ادھر پندرہ دن کے بعد قاصد دہلی سے واپس آیا (ص ۲۸ ب) اور اس معصومہ مستورہ کے آگ میں گھر جانے کی کیفیت بیان کی کہ اہل خانہ نے گواہی دی کہ ایک پشمینہ پوش فقیر نے اسے آگ کے محاصرے سے نجات دلائی تھی۔ ایلچی اس واقعے سے آپ کا معتقد اور مرید ہو گیا۔ جب ہر دو مشائخ دہلی کی طرف سفر کرتے ہوئے لاہور پہنچے تغلق بادشاہ کی وہ تکلیف دور ہو گئی۔ اس نے لاہور میں آکر شیخ علیہ الرحمتہ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ کے دہلی کی طرف رخ کرنے کی وجہ سے جنوں نے میرا پیچھا چھوڑ دیا ہے۔ جب آپ دہلی کے قریب پہنچے تو تمام امراء و وزراء آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ نے سلطان تغلق کے محل میں قیام فرمایا۔ حضرت شیخ بہاء الدین ؒ نے بادشاہ کی صاحبزادی کے مخدوم ؒ سے نکاح کے بارے میں درخواست کی۔ بادشاہ نے چار و ناچار اسے قبول کیا جمعہ کی رات نکاح پڑھا گیا۔

کہتے ہیں کہ ملکہ نے خواہش ظاہر کی کہ وہ اپنی لڑکی کے شوہر کو دیکھنا چاہتی ہے۔ چنانچہ جب آپ گھر میں داخل ہوئے اور ملکہ نے دیکھا کہ آپ بہت معمر اور ضعیف ہیں اور لڑکی نہایت کم عمر تو اسے بہت دکھ ہوا اور اس نے غصے میں آگ سے بھری

ہوئی انگیٹھی اٹھا کر شیخ کے سر اور لباس پر الٹ دی۔ (ص ۱۲۹) تمام انگارے جواہرو مروارید بن گئے اور سب انہیں چننے کے لئے ٹوٹ پڑے۔

ملکہ اپنے کئے پر نادم ہوئی اور آپ کی معتقد ہو گئی۔ شیخ دو تین ماہ وہاں ٹھہرے۔ اس کے بعد مع زوجہ محترمہ و سامان شاہانہ رخصت ہوئے اور بخیروعافیت ملتان تشریف لے آئے۔ مخدوم صاحب کو اپنی مستورہ شہزادی معظم خاتون سے بڑی محبت تھی۔ جب کبھی عالم صحو (ہوش) میں آتے تو اہلیہ سے فرماتے کہ تمہارے بطن سے ایک فرزند تولد ہو گا جس کا نام لوح محفوظ میں مخدوم حسن لکھا ہوا ہے۔ مرتبے کے لحاظ سے وہ قطب الاقطاب ہو گا اور بے شمار درویش اس کی بدولت درجہ ولایت پر فائز ہوں گے۔ ایک سال کے بعد ۲۷ رمضان المبارک کی شب کے دوسرے پہر اس نیک بی بی کے بطن سے بیٹا تولد ہوا جس کا نام مخدوم حسن رکھا گیا۔ تین دن تک بچے نے چھاتی سے دودھ نہ پیا اور روزہ رکھا۔ شوال کا چاند نظر آنے پر روزہ افطار کیا۔

کہتے ہیں کہ اس مخدوم زادے کے سر کے بال نورانی شعاع سے روشن شمع کی طرح چمکتے تھے۔

آپ ہر ماہ تین دن روزہ رکھتے تھے۔ دودھ نہیں پیتے تھے اور دن رات ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ جب چار سال کے ہوئے تو انہیں قرآن و حدیث کے عالم کامل کے سپرد کر دیا گیا۔ پانچ سال کی مدت میں (ص ۲۹ ب) آپ نے قرآن و حدیث کا پورا علم حاصل کر لیا اور نو سال کی عمر میں آپ مکمل عالم بن گئے یہاں تک کہ ملک کا کوئی عالم بحث ومباحثہ میں آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ صاحب وجد و رقص اور کشف وکرامات میں لاثانی تھے۔ والد بزرگوار سے ہمیشہ کسب فیض کرتے۔ روز بروز آپ کے مراتب بلند سے بلند تر ہوتے جاتے تھے۔

کہتے ہیں کہ ایک دن مخدوم عبدالرشیدؒ حجرے میں تشریف فرما تھے کہ قاصد حضرت شیخ بہاء الدینؒ کا خط لایا۔ لکھا تھا کہ لعل شہبازؒ (۱۷) بڑی جماعت کے ساتھ آئے ہیں اور انہوں نے ملتان کا محاصرہ کر لیا ہے۔ کرامات کے طور پر شیر پر سوار نواح ملتان میں پھر رہے ہیں' شہر کے باشندے ان کے ہاتھوں تباہ حال ہیں لعل شہبازؒ قاضی

قطب کاشانی (۴۷) کی صاحبزادی کا رشتہ طلب کرتے ہیں آپ ضرور بر ضرور یہاں تشریف لائیں۔ مخدوم عبدالرشیدؒ نے اپنے تینوں فرزندوں کو بلا کر حکم دیا کہ جلد تیار ہو کر چچا کی خدمت میں حاضر ہو جائیں۔ محمد حسنؒ (۴۳) نے عرض کیا کہ حضور! اس غلام کو حکم دیں اور خود یہیں تشریف رکھیں بندہ بفضل خدا تعمیل کرے گا۔ مخدوم صاحبؒ نے فرزند کے سر پر بوسہ دیا اور انہیں بیل پر سوار کر کے دعا دی کہ جاؤ تمہیں خدا کے سپرد کیا۔ (ص ۱۳۰) مخدوم حسنؒ ملتان کی طرف روانہ ہوئے۔ دریائے راوی کے کنارے پہنچے تو حضرت لعل شہبازؒ کی سواری آگئی۔ حضرت موصوف نے نور باطن سے معلوم کر لیا کہ مخدوم عبدالرشیدؒ کے فرزند ہمارے مقابلے پر حضرت شیخ بہاء الدینؒ کے ممد و معاون بن کر آرہے ہیں ان کا مقابلہ یہیں کر لینا چاہئے کہ آگے ہجوم حد سے زیادہ ہوتا جا رہا ہے۔ لعل شہبازؒ نے بلند آواز سے فرمایا کہ اے لڑکے! اپنے بیل کو راستے سے ہٹا لے ورنہ یہ شیر اسے مار ڈالے گا۔ مخدوم حسنؒ نے غصے سے کہا کہ اپنے شیر کو راہ سے دور کرو ورنہ یہ بیل اپنے سینگوں سے شیر کا پیٹ پھاڑ ڈالے گا۔ جواب میں لعل شہبازؒ نے غصے سے پیچ و تاب کھاتے ہوئے شیر کو بیل پر حملے کے لئے دوڑایا۔ ادھر بیل سموں سے خاک اڑا رہا تھا۔ جب شیر بیل کے نزدیک پہنچا بیل نے حملہ کر دیا اور شیر کو سینگوں پر اٹھا کر اسے اتنے زور سے پھینکا کہ وہ لعل شہبازؒ سمیت ملتان سے آٹھ کوس دور جا گرا۔

تمام لشکر بھاگ نکلا۔ لوگ سخت حیران ہوئے۔ مخدوم حسنؒ جذب و مستی کے عالم میں ہجوم کے ساتھ شیخ بہاء الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ راستے میں ایک ہندو عورت بیٹھی گریہ وزاری کر رہی تھی۔ مخدوم زادہ نے پوچھا کہ ای عورت (ص ۳۰ ب) کیوں روتی ہے؟ بولی "میرے دونوں بیٹوں کو لعل شہبازؒ نے زخمی کر دیا ہے اور زیادہ خون بہ جانے کی وجہ سے وہ قریب مرگ ہیں۔" فرمایا "میرے بیل کے سموں کی خاک لے کر اپنے بیٹوں کے زخموں اور منہ پر لگاؤ بفضل خدا تندرست ہو جائیں گے۔" ہندو عورت نے ایسا ہی کیا۔ خدائے عزوجل نے دونوں کو صحت بخشی اور وہ آپ کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ جناب مخدومؒ حضرت شیخ بہاء الدینؒ کی خدمت میں پہنچ کر تسلیمات بجا لائے۔ شیخ بہاء الدینؒ نے مسند سے اٹھ کر مخدوم حسنؒ کے سر پر بوسہ

دیا اور زبان مبارک سے فرمایا کہ اے فرزند! اللہ تعالیٰ کی جناب میں ایسی گستاخی مناسب نہیں۔ گھر لے گئے' دو تین دن اپنے پاس رکھا۔ اس کے بعد یہ فرما کر مخدوم عبدالرشیدؒ کی خدمت میں رخصت کیا کہ تیرا نام حسن بلا اقلن ہے۔

شیخ فرید الملت والدین حضرت شکر گنجؒ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میں اور میرا بھائی مخدوم عبدالرشیدؒ قلعہ ہانسی نار میں اکٹھے موجود تھے اور عبداللہ قوال یہ بیت گا رہا تھا۔

ترجمہ۔ جو شخص معبود حقیقی کے سراسر نزدیک ہے اس کی جان گویا ختم ہو گئی وہ بال سے بھی باریک ہو جاتا ہے۔

یہ سن کر برادرم عبدالرشیدؒ کو وجد آگیا۔ آپ رقص کرنے لگے اور کمال محویت کے عالم میں آسمان کی طرف پرواز کر گئے (ص ۱۳۱) میں نے ان کا دامن پکڑا اور انہیں واپس لے آیا۔ دوبارہ اڑے اور سات آسمان سے آگے گزر گئے۔ میں پھر ان کا دامن پکڑ کر انہیں واپس حجرے میں لے گیا۔ اس کے بعد میں نے اشارے سے عبداللہ قوال کو خاموش کیا۔ تجلی عشق کا شعلہ آپ کے سر سے نکلا جس سے حجرہ رات کی تاریکی میں دن کی طرح منور ہو گیا۔ ایک دن اور رات آپ اسی عالم استغراق میں رہنے کے بعد ہوش میں آگئے۔

شیخ فریدالدین شکر گنجؒ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اور برادرم مخدوم عبدالرشیدؒ اکٹھے بیٹھے تھے۔ مجاہدے کا ذکر چل نکلا۔ مخدومؒ نے فرمایا کہ میرا کمترین مجاہدہ یہ ہے کہ تیس سال سے میں نے صرف ایک گھونٹ پانی سے ہر ساتویں دن کے بعد روزہ افطار کیا ہے۔ اس طرح ان تیس سالوں میں میں نے صرف ایک پیالہ پانی پیا اور ایک اثار جو کا آٹا کھایا ہے اس مدت میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا رہا اور مجھے کسی قسم کا ضعف نہیں ہوا۔

شیخ فریدالدین شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ برادرم شیخ بہاء الدینؒ اور میں ملتان میں یکجا تھے۔ مجاہدہ و ریاضت کے بارے میں ذکر ہوا۔ شیخ نے فرمایا کہ میرے بھائی مخدوم عبدالرشیدؒ کا درجہ قرب الٰہی میں اتنا بلند ہے کہ میں اس

معاملے میں ان کی برابری کا یارا نہیں رکھتا۔ "وہ اللہ کے بہت قریب ہے اور اللہ اس کے بہت قریب"۔ چنانچہ میرے بھائی کے جسم و جان میں ایک بال برابر جگہ بھی ماسوئی اللہ کے لئے نہیں ہے جو کچھ بھی آپ کے جسم سے خارج ہوتا ہے ستر سے خالی نہیں۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ آپ کی پیٹھ میں درد ہوا۔ رات کے وقت حضرت سرور کائنات خلاصہ موجودات' کی خدمت میں رجوع کیا۔ (ص ۳۱ ب) ارشاد ہوا کہ اے مخدوم عبدالرشید" تمہارے صلب میں قطب ثانی ہے اور اس کا اخراج رائے الونہ کھچی (۷۴) کی صاحبزادی کے بطن سے ہو گا' جا اور اس سے نکاح کر۔ جب ایسا ہو گا تمہاری پیٹھ کا درد دور ہو جائے گا۔ حضرت مخدوم" یہ ارشاد سن کر قلعہ راج گڑھ (۷۵) کی طرف تشریف لے گئے اور رائے الونہ کے پاس پہنچے۔ رائے الونہ آداب بجا لایا۔ آپ کو حرم سرا کے اندر لے گیا۔ آپ نے چند روز وہاں قیام کے بعد نکاح کے بارے میں بات کی۔ رائے الونہ نے عرض کیا کہ بندہ فرمانبردار ہے لیکن چونکہ حضور بہت ضعیف ہیں آپ کی عمر سو سال کے قریب ہے اور لڑکی کم سن ہے میرے بیٹے ابو صالح اور سارنگ اس رشتے میں مانع ہیں۔ آپ پہلے انہیں راضی کر لیجئے۔ مخدوم صاحب نے دونوں بھائیوں کو بلایا اور معاملہ بیان فرمایا۔ سارنگ نے جواب دے دیا اور ابوصالح نے اس کی تائید کی کہ اگر آپ باقی عمر اس گھر میں رہ کر یاد خدا میں گزاریں اور اس غلام کو خدمت گزاری کا موقع ملے تو ہم راضی ہیں۔ مخدوم صاحب نے فرمایا کہ عقد نکاح کے بعد اقرار باللسان و تصدیق بالقلب (یعنی منظور ہے) لیکن نکاح سے پہلے میں واپس جاؤں گا۔ ابوصالح نے عرض کیا کہ بندہ زمیندار ہے اور شادی کے موقع پر قرب وجوار کی رعایا اور شرفاء کو مدعو کرنا ہے لہٰذا حضور بھی پوری شان وشوکت اور لاؤ لشکر کثیر کے ساتھ تشریف لائیں۔ (ص ۱۳۲) حضرت مخدوم" شادی کی تاریخ مقرر کرنے کے بعد گھر واپس آ گئے۔ آپ نے اپنے فرزندوں مخدوم ابوبکر' مخدوم محمد اور مخدوم حسن کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ شیخ بہاء الدین" کو بھی لکھ بھیجا کہ اپنے صاحبزادوں سمیت اس کار خیر میں شریک ہونے کے لیے تشریف لے آئیں۔ شیخ بہاء الدین" نے شیخ علاء الدین' شیخ قدوۃ الدین اور جمال درویش کو روانہ

فرمایا۔ مخدومان ابوبکر' محمد اور حسن نے جواب دیا کہ ہم اپنی ماؤں کی آزردگی برداشت نہیں کر سکتے آپ خود جا کر نکاح کر لیجئے۔ آخر مخدوم عبدالرشید بھتیجوں سمیت قلعہ راج گڑھ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کل چار نفر وہاں گئے۔ ابو صالح بہت آزردہ خاطر ہوا کہ ہم نے تو ہزار آدمیوں کے لئے کھانے اور گھوڑوں کے لئے گھاس دانے کا انتظام کیا ہے اور آپ صرف چار آدمیوں کے ہمراہ تشریف لائے ہیں ہمارا یہ تمام سامان ضائع ہو جائے گا۔ مخدوم صاحب نے فرمایا کہ جس قدر کھانا دانا ہے سب اکٹھا کر کے لے آئیں۔ جب لے آئے تو مخدوم نے تمام گھاس اور دانہ بھکیرے بیل کے آگے ڈال دیا اور سارے کا سارا کھانا جمال درویش کے سامنے رکھ دیا۔ دونوں سب کچھ کھا گئے اور پھر بھی سیر نہ ہوئے۔ اس کے بعد سعد گھڑی میں نکاح ہوا تو آپ نے برادر زادوں اور جمال درویش کو سات دن ہمراہ رکھ کر رخصت کر دیا (ص ۳۲ ب) اور خود حسب وعدہ وہیں سکونت اختیار کر لی۔ مسجد اور حجرہ تعمیر کرایا اور یاد حق میں مشغول ہو گئے۔

نقل ہے کہ جب شادی ہو چکی تو ایک دن سارنگ نے سوچا کہ یہ فقیر نہایت ضعیف ہونے کی وجہ سے ہمارے اور ہماری ہمشیرہ کے لئے باعث عار ہے' رات کو حجرے میں میں کیوں نہ اسے مار ڈالوں۔ مخدوم صاحب کو کشف باطن سے اس کے اس برے ارادے کی خبر ہو گئی۔ آپ نے سارنگ کو بلایا اور کہا کہ آج کے بعد تیرے نصیب میں سرداری نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ نے ریاست کی خلعت ابوصالح کو عطا کر دی ہے' اب تم جاؤ اور باقی زندگی درویشوں کے ساتھ بسر کرو۔ اس روز سے سارنگ فقیر ہو کر درویشوں کے حلقے میں شامل ہو گیا اور ملک چھوڑ گیا۔ سرداری کی خلعت ابوصالح کو نصیب ہوئی۔ وہ دن رات آپ کی خدمت میں کمربستہ حاضر رہتا۔ مخدوم عبدالرشید سات سال قلعہ راج گڑھ میں (بحالت خانہ داماد) رہے۔

شادی کے ایک سال بعد سات شعبان ۶۳۵ھ شب جمعہ حضرت مخدوم کے ہاں فرزند تولد ہوا جس کا چہرہ مثل آفتاب روشن تھا۔ شیخ صدرالدین نام رکھا گیا۔ بچپن ہی میں سات آسمانوں اور سات زمینوں کی خبر دیتا تھا۔ سات سال کی عمر تک حضرت مخدوم اور دیگر اساتذہ سے تمام علوم شریعت حاصل کر لئے۔ قرآن مجید کو سات

قراتوں سے پڑھتے۔

اسی اثناء میں ایک دن حضرت مخدومؒ نے اپنے سسرال والوں سے یہ کہہ کر وطن جانے کی اجازت طلب کی کہ شیخ صدرالدین کی موتراشی (۷۶) کرنی ہے (ص ۱۳۳) اور یہ رسم اپنے بھائی بندوں کے درمیان وہیں ادا ہو گی۔ ابوصالح نے عرض کیا کہ حضرت مختار ہیں البتہ ہم نے جو اشیاء اپنے بھانجے کے نام کی ہیں وہ ہم سے لے لیجئے۔ مخدومؒ نے فرمایا کہ ہم نے دنیا ترک کر دی ہے ہمیں مال و دولت دنیا سے کوئی واسطہ نہیں۔ ابوصالح نے عرض کیا کہ بندہ جو کچھ دے رہا ہے وہ برخوردار صدرالدین کی ملکیت ہے وہ جو مناسب سمجھیں کریں۔ آخرکار ابوصالح نے گھوڑے، بھینسیں، گائیں، بھیڑ بکریاں، اونٹ، اونٹنیاں وغیرہ چوپائے، ریشمی اور اونی کپڑے، زیورات، نقدی اور آباد مواضع غرض ہر چیز کا تیسرا حصہ تقسیم کر کے حوالے کیا۔ مخدوم صاحب مع قبائل وہاں سے اٹھ آئے اور اپنے حصے کی زمین میں قلعہ تعمیر کر کے اس کا صدرالدین پور نام رکھا۔

حضرت صدرالدینؒ کی والدہ ماجدہ نہایت قابل اور عاقل خاتون تھیں اور وہ مال و اسباب اور زمینوں کی ہر طرح سے دیکھ بھال کرتی تھیں۔ حضرت مخدوم صاحبؒ دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔

نقل ہے کہ حضرت مخدوم عبدالرشیدؒ دو سال تک قلعہ صدرالدین پور (۷۷) میں قیام کے دوران میں کھیتی باڑی کرتے رہے۔ ایک دن مخدوم صاحب حجرے کے باہر بیٹھے تھے کہ قوم بھٹہ (۷۸) کے دو افراد رائے دیون اور رائے جیون جو راجہ جیسل کی اولاد سے تھے آ کر قدم بوس ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ ہم حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاریؒ کے مرید ہیں۔ انہوں نے ہمیں بد دعا دی ہے جس کی وجہ سے ہمیں کوڑ کی بیماری ہے۔ اس مرض سے نجات پانے کے لئے ہم حضرت شیخ بہاء الدین زکریاؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے (ص ۳۳ ب) انہوں نے حضرت سید جلال الدینؒ کے پاس خاطر سے دعا نہیں کی اور فرمایا کہ تم ہمارے بھائی مخدوم عبدالرشیدؒ کی خدمت میں جاؤ وہ تمہارے حق میں دعا کریں گے اور تمہیں صحت ہو

جائے گی۔ اس لئے ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت مخدوم صاحبؒ نے دعا کی جو قبول ہوئی اور قوم بھٹہ کے ان افراد سے یہ بیماری دور ہو گئی۔ بعد میں سید جلال الدین بخاریؒ تشریف لائے اور قوم بھٹہ سے اس بیماری کے رفع ہونے کی طرف (شکایت کے لہجے میں) توجہ دلائی۔ مخدوم صاحبؒ سوچ میں پڑ گئے۔ پھر شیخ صدرالدین کو بلا کر عرض کیا کہ اس غلام زادے کو اپنے مریدوں کے سلسلے میں داخل کر کے سرفراز فرمایئے۔ سید جلال الدینؒ نے عذر پیش کیا کہ بندہ آل اولاد سمیت آپ کے خاندان کا مرید ہے سوء ادب ہو گا اگر میں یہاں پیر بن بیٹھوں۔ مخدوم صاحبؒ نے فرمایا کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں درست ہے لیکن بہر حال ہم نے مخدوم صدرالدین کو مع اولاد حضور کا مرید کر دیا ہے۔ چنانچہ حضرت سید جلال الدینؒ نے شیخ صدرالدین کو مرید بنا لیا۔ ان کے سر کے بال کاٹے' خلعت عطا فرمایا اور شیخؒ نے سید جلال الدین کی خدمت میں نذر نیاز پیش کی۔ شیخ صدرالدین اٹھے اور ہاتھ باندھ کر اپنے پیر سے یہ عرض کی کہ یا پیر یہ قوم بھٹہ اپنے اس نئے مرید کو عطا کر دیجئے۔ حضرت سید الابرارؒ نے یہ قوم بھٹہ شیخ صدرالدین کو بخش دی اور رخصت ہوئے۔ بعد میں رائے دیون شیخ صدرالدین کے مرید ہو گئے اور اپنے بھائی رائے جیون کو جہ وابن (۷۹) کی طرف روانہ کیا (ص ۱۴۴) کہ وہ تمام بھٹہ قوم کو وہاں سے اٹھا کر لے آئیں تاکہ وہ باقی تمام عمر پیر کی خدمت میں رہ کر گزار دیں۔

چنانچہ بھٹوں کی تمام قوم آکر شیخ صدرالدین کی مرید اور مشرف باسلام ہوئی۔ انہوں نے ویران زمین میں دیہات بسا کر کاشتکاری شروع کر دی اور موضع کا نام صدر پور رکھا۔

حضرت مخدوم عبدالرشیدؒ کی ماڑی رشید پور میں آمد (۸۰)

نقل ہے کہ مخدوم عبدالرشیدؒ شیخ صدرالدین کی موتراشی کے قصد سے مع اہل وعیال ماڑی رشید پور کے لیے تیار ہوئے۔ گھوڑے اور شیردار بھینسیں ساتھ لے لیں۔ جب ماڑی رشید پور پہنچے تو تمام صاحبزادوں نے حاضر ہو کر قدم بوسی کی اور شیخ

صدرالدین کے بال مونڈنے کی رسم کی تاریخ مقرر کی۔ مخدوم شیخ ابوبکر کو حضرت شیخ بہاء الدینؒ کی خدمت میں اطلاع دینے کے لئے بھیجا گیا۔ شیخ بہاء الدینؒ تمام صاحب زادوں سمیت تشریف لائے' ایک دوسرے سے مصافحہ کیا' موتراشی کی رسم ادا کی گئی۔ رسم انجام پا گئی تو حضرت شیخ بہاء الدینؒ نے فرمایا کہ بھائی آپ ایک مدت سے پردیس میں ہیں اور ادھر ہم آپ کے حالات سے بے خبر ہیں۔ ضروری ہے کہ آپ باقی عمر یہیں بسر فرمائیں۔ مخدوم صاحبؒ نے قبول فرمایا۔ شیخ بہاء الدینؒ رخصت ہو کر ملتان تشریف لے گئے اور حضرت مخدوم عبدالرشیدؒ نے ماڑی رشید پور میں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ ایک سال کے بعد انہوں نے تمام مال واسباب اور مویشی گھوڑے اونٹ جو شیخ صدر الدین کی ملکیت تھے منگوا بھیجے۔ جب سب کچھ پہنچ گیا تب اس قدر زیادہ مال ودولت دیکھ کر (ص ۳۴ ب) مخدوم ابوبکر اور مخدوم محمد کے دل میں حسد پیدا ہوا اور اس ضمن میں کچھ باہم تکرار بھی ہوتی تھی۔

اسی اثنا میں مخدوم ابوبکرؒ فوت ہو گئے۔ حضرت مخدومؒ فاتحہ خوانی کے لیے تشریف لے گئے اور سلطان ایوب قتالؒ کے سر پر والد کی دستار رکھی۔ اس وقت ان کی عمر سات سال تھی۔ مخدوم لعل حافظ اور مخدوم یعقوب ان سے چھوٹے تھے۔ تینوں بھائیوں کی پرورش جدہ بزرگوار نے کی کیونکہ ان کی والدہ ان کے والد مخدوم ابوبکرؒ سے پہلے وفات پا چکی تھیں۔

نقل ہے کہ حضرت مخدوم صاحبؒ نے اہل وعیال سمیت وہیں رہائش اختیار کر لی۔ شیخ صدرالدین کا مال ودولت دیکھ کر مخدوم ابوبکر نے (دراصل مخدوم محمد نے کیونکہ مخدوم ابوبکر تو فوت ہو چکے تھے) حسد کی بنا پر شہر میں منادی کرا دی کہ کوئی شخص شیخ صدرالدین کے مویشی چرانے کے لیے نہ آئے۔ چونکہ ان کی سرداری کا حکم چلتا تھا گائیں اور بچھڑے کسی محافظ کے نہ ہونے کی وجہ سے آوارہ ہو گئے۔ حضرت مخدوم عبدالرشیدؒ نے سلطان ایوب قتالؒ سے کہا کہ مخدوم صدرالدین کے مویشی تم چرا دیا کرو۔ سلطان ایوب قتالؒ مال چرانے جنگل میں لے گئے وہاں پیاس نے تنگ کیا۔ گھر آکر جدہ بزرگوار سے عرض کیا کہ پیاس بہت تنگ کرتی ہے۔ فرمایا آج ایک شخص تمہیں پانی پلانے آئے گا (ص ۱۳۵) اطمینان رکھو۔ جب دوسرے دن سلطان ایوب

قتال" مویشی چرانے گئے تو پھر پیاس لگی۔ دوپہر کو ایک درخت کے نیچے سو گئے۔ اتنے میں ایک نورانی شکل بزرگ نے آکر مخدوم زادے کو نیند سے بیدار کیا اور پانی پلایا اور کہا کہ میں خضر ہوں جد بزرگوار کو میرا سلام کہنا۔ جب وہ بزرگ روپوش ہو گئے تو مخدوم زادے پر فرش سے عرش تک کے حجاب اٹھ گئے اور ان پر مستی کی حالت چھا گئی۔ مال اکٹھا کر کے شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ (زمین و) آسمان میں جو کچھ نظر آتا تھا اعلانیہ بیان کرتے جاتے تھے۔ حضرت مخدوم صاحب" کو بذریعہ کشف معلوم ہو گیا۔ استقبال کے لئے تشریف لے گئے' سلطان ایوب" کو حالت مستی میں دیکھا۔ زبان مبارک سے پاس بلایا اور اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈالا اور اپنی دستار مبارک سلطان ایوب" کے سر پر رکھ دی۔ مخدوم زادہ ہوش میں آئے اور خاموش ہو گئے۔ شہر میں پہنچے۔ مخدوم عبدالرشید" اگلے دن علی الصبح مخدوم صدرالدین کو ان کی والدہ اور مال مویشی سمیت صدرالدین پور کی طرف رخصت فرمایا اور خود مخدوم صاحب" نے ماڑی رشید پور میں اپنے تینوں پوتوں کے ساتھ سکونت اختیار کر لی۔

قصۂ وصال حضرت مخدوم سلطان عبدالرشید"

نقل ہے کہ مخدوم صاحب" دن رات حجرے میں اللہ تعالٰی کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ سلطان ایوب" آپکی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ دو سال گزر گئے۔ آپ نے اپنے جد بزرگوار سے اس قدر فیض اور فتوحات غیبی حاصل کیں (ص ۳۵ ب) کہ وقت کے قطب بن گئے۔ ایک دن حضرت مخدوم" یاد حق میں مصروف تھے کہ ایک شخص دروازے پر آیا۔ اس نے پوچھا کہ عبدالرشید" کہاں ہے؟ سلطان ایوب" نے جواب دیا کہ حجرے کے اندر عبادت کر رہے ہیں۔ کہنے لگا کہ نیاز بو کا یہ پھول ان کی خدمت میں پہنچا دو۔ مخدوم زادے نے وہ پھول آپ کے دست مبارک میں دیا۔ مخدوم صاحب" نے اسے سونگھا۔ خدائے واحد کی بارگاہ میں دو رکعت نماز ادا کی اور سجدے میں جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ تجہیز و تکفین کے بعد آپ کو اسی حجرے کے دروازے پر دفن کیا گیا۔ سن ۶۴۹ھ میں' انا للہ وانا الیہ راجعون○

سلطان ایوب قتالؒ قدس اللہ سرہ

جب مخدوم عبدالرشیدؒ فوت ہو گئے تو سلطان ایوب قتالؒ دادا کے مصلے پر بیٹھے۔ آپ کے چچا مخدوم محمد اور مخدوم حسن آپ سے حسد کرنے لگے۔ اگرچہ سلطان ایوب قتالؒ چچاؤں کی فرمانبرداری کرتے تھے مگر ان کے دل سے رنجش نہ گئی۔ مخدوم عبدالرشیدؒ کی زندگی ہی میں سلطان ایوبؒ کی منگنی بی بی فاطمہ دختر سید ایوب ماچھینی سے ہو چکی تھی۔ سید ایوب نے فرمایا کہ آپ کا گذارہ اپنے چچاؤں کے ساتھ نہیں ہو پا رہا۔ یہاں تشریف لے آئیں کہ یہ بھی آپ ہی کا گھر ہے (ص ۱۳۶ ا) سلطان ایوبؒ نے مخدوم محمد اور مخدوم حسن سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ تمہارے وہاں جانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ تم مختار ہو۔ ان کی اس بات سے مخدوم سلطان ایوبؒ مایوس ہوئے اور ایوب ماچھینی کے پاس چلے آئے۔ سلطان ایوبؒ دن رات اللہ تعالیٰ کی یاد میں غرق رہتے۔ کھانے پینے کا بھی ہوش نہ تھا۔ جب اسی طرح دو سال گذر گئے تو شیخ ایوب ماچھینی کے بیٹوں شیخ سلیمان اور شیخ عبدالعزیز نے از روئے حسد کہا کہ یہ شخص بالکل نکما ہے اس سے منگنی توڑ دینی چاہئے۔ سید ایوب نے فرمایا کہ میں نے مخدوم عبدالرشیدؒ سے اس رشتے کا اقرار کیا تھا اب کس طرح جواب دوں۔ ایک تو یہ شرط مردانگی کے خلاف ہے۔ دوسرے قیامت کے دن میں کیا جواب دوں گا۔ اب اگر یہ نکما ہے تو بھی قبول ہے۔ چنانچہ نکاح کر دیا۔ دونوں بھائیوں نے غم و غصہ کی بنا پر کہا کہ آپ اپنے داماد کو لے کر علیحدہ ہو جائیں اور ہم آپ سے الگ رہیں گے۔ سید ایوب راضی ہو گئے۔ انہوں نے زمین کو تقسیم کر دیا۔ بیٹوں کا حصہ بیٹوں کے حوالے کیا اور اپنے حصے کی زمین کی کاشتکاری پر سلطان ایوبؒ قتال کو نگران مقرر کیا۔ چونکہ سلطان ایوبؒ سارا دن اللہ تعالیٰ کی یاد میں محو رہتے پرندے (انہیں غافل پا کر) خوشوں پر حملہ آور ہوتے اور انہیں خالی کر دیتے۔ (ص ۳۶ ب) ایک دن شیخ سلیمان والد کے کھیتوں کی طرف سے گذر رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ بے شمار پرندے فصل کے خوشے کھا رہے ہیں اور سلطان ایوبؒ مراقبے میں بیٹھے یاد الٰہی میں مشغول ہیں۔ انہوں نے حقیقت حال والد کو بتائی۔ سید ایوب غصے کی حالت میں اپنے کھیتوں کی طرف گئے۔ دیکھا کہ مخدوم سلطان مراقبے میں ہیں اور بے شمار

پرندے کھیت چگ رہے ہیں۔ نزدیک جا کر ایک سخت طمانچہ سلطان ایوبؒ کے منہ پر مارا اور کہا کہ نالائق! تو نے میری کھیتی برباد کر دی۔ سلطان ایوبؒ نے پوچھا کیا کروں۔ اس نے کہا کیا تو ہا ہا بھی نہیں کر سکتا۔ سلطان ایوبؒ نے تین بار ہا' ہا' ہا کیا (سننے میں آیا ہے کہ پہلی "ہا" پر پرندے اور دوسرے ہا پر کھیتی اڑ گئی تیسری پر زمین کانپنے لگی۔ مترجم) سید ایوب ماچھنی نے مخدوم ایوبؒ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا کہ مجھے تو برباد کر دیا ساری دنیا کو تو تباہ نہ کرو۔ دونوں حضرات کھیتوں کی طرف سے گھر واپس آئے۔ سلطان ایوبؒ نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ اگر ماں باپ کے گھر رہنا چاہو تو تمہیں اختیار ہے ورنہ فوراً میرے ہمراہ چل پڑو کہ یہاں اللہ کا غضب نازل ہوا چاہتا ہے۔ الغرض بی بی کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ کسی نے انہیں نہ روکا۔ جب شہر سے باہر آئے تو اہلیہ محترمہ نے دیکھا کہ ان کا بھتیجا بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ اسے اٹھا کر اس امید پر کندھے پر بٹھا لیا کہ اپنے بیٹے کو لینے آئیں گے تو شاید مجھے بھی واپس لے جائیں۔ انہوں نے اپنے بیٹے کا بھی پیچھا نہ کیا۔ جب شہر سے دو کوس باہر آگئے عقب سے ایک خوفناک آواز سنائی دی (ص ۱۳۷) معلوم ہوا کہ سید ایوب ماچھنی کے شہر پر خدا کا غضب نازل ہوا ہے۔ مخدوم ایوبؒ اہلیہ سمیت کدن اوترا زمینداروں کی بستی میں تشریف لائے اور ایک کمہار کے گھر قیام فرمایا۔ وہ کمہار آپ کا مرید ہو گیا اور رہنے کے لئے گھر آپ کے حوالے کر دیا۔

نقل ہے کہ سلطان ایوب قتالؒ اپنی بیوی کو کمہار کے گھر میں بٹھا کر خود شیخ صدرالدین سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ شیخ صدرالدین نے کہا کہ بھتیجے! اپنی بیوی کو یہاں لے آؤ کہ وہاں رہنا تمہاری شان کے شایاں نہیں ہے۔ مخدوم صاحبؒ نے فرمایا کہ فی الحال تو ہم وہیں ٹھہرتے ہیں۔ آپ کے چچا صدر الدین نے ایک گائے جسے بھاگ کہتے تھے آپ کو عنایت کی۔ کچھ خرچ بھی دیا۔ مخدوم صاحبؒ لوٹ آئے اور گائے اس کمہار کو دے دی۔ کمہار ایک وقت کا دودھ مخدوم صاحبؒ کو دے دیتا اور دوسرے وقت کا اپنے لئے رکھ لیتا۔ مخدوم صاحبؒ دن رات تالاب کے کنارے یاد خدا میں مشغول رہتے تھے۔ ایک جوان اوترا اوان کمہار کے گھر آنے جانے اور بے ادبی کی باتیں کہنے لگا۔ جب رات ہوئی اور مخدوم صاحبؒ گھر آئے تو

کمہار کی بیوی اور آپ کی اہلیہ نے اس کی گستاخی کی کہانی سنائی۔ مخدوم صاحب علی الصبح اہلیہ سمیت وہاں سے کوچ کر کے تالاب کے کنارے آبیٹھے اور مکان تعمیر کرنا شروع کیا۔ (ص ۱۳۷ ب) اوتراؤں کو جب یہ خبر پہنچی کہ فقیر تالاب کنارے اپنا گھر بنا رہا ہے تو وہ چڑھ آئے اور مخدوم صاحبؒ کو مکان بنانے سے روکا کہ یہ زمین ہماری ملکیت ہے۔ قیمت دیئے بغیر مکان نہ بناؤ۔ مخدوم صاحبؒ نے زمین کی قیمت پوچھی۔ انہوں نے ہزار دینار بتائی۔ مخدوم صاحبؒ نے فرمایا کہ جاؤ ہمارے مصلے کے نیچے سے گن کر لے لو۔ اوتراؤں نے مصلا اٹھایا تو سرخ دیناروں کا ایک ڈھیر دیکھا۔ بغیر گنے بہت سارے دینار اٹھا کر گھر لے گئے۔ جب گھر آکر (پوٹلی کی) گرہ کھولی تو ایک ہزار دینار باقی رہ گئے باقی بچھو اور سانپ بن گئے۔ دیکھ کر ڈرے اور متعجب ہوئے۔ بولے فقیر نے جادو کیا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اس کی گائے کو کھا جائیں۔ چنانچہ چوری کر کے ذبح کی اور کھا گئے۔ کمہار گائے کے گھر آنے کے وقت تک اس کا انتظار کرتا رہا۔ جب نہ آئی تو بڑی تلاش کی۔ نہ ملی۔ وہ اوتراؤں کے سر ہوا۔ اوتراؤں نے اس کو خوب مارا پیٹا۔ صبح کو کمہار اور اس کی بیوی دونوں نے مخدوم صاحبؒ کے پاس آکر فریاد کی کہ اوتر ان کی گائے کو کھا گئے ہیں اور خود انہیں بہت مارا ہے۔ مخدوم صاحبؒ نے اوتراؤں کو بلا کر گائے طلب کی۔ تو وہ (چوری سے) منکر ہو گئے۔ مخدومؒ نے فرمایا قسم کھاؤ۔ وہ راضی ہو گئے۔ مخدوم صاحبؒ نے فرمایا کہ لوٹے میں پانی ہے وضو کر لو۔ جب وضو کرنے لوٹے کی طرف گئے۔ دو کالے سانپ لوٹے سے نکل آئے۔ اوتیراؤں نے دعویٰ کیا کہ فقیر نے یہ سانپ خود آفتابے میں ڈالے اور ہمیں وضو کرنے کے لئے کہا۔ مخدوم صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ تمہارا جھوٹ ہے (ص ۱۳۸) جو سانپ بن گیا ہے۔ فرمایا اچھا تالاب پر جا کر وضو کر لو۔ جب وہ تالاب کی طرف گئے تو دو شیر انہیں کھانے کو دوڑے۔ وہ یہ کہتے ہوئے واپس بھاگے کہ ہمیں وضو کے لئے کہہ رہے ہیں اور خود وہاں شیر بٹھا دیئے کہ ہمیں کھا جائیں۔ مخدوم صاحبؒ نے فرمایا کہ تم جھوٹے ہو۔ سچ بات بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ کمہار ہم پر جھوٹا دعویٰ کر رہا ہے۔ ہمیں گائے کا کوئی پتہ نہیں۔ مخدوم صاحبؒ نے حالت جذب میں آکر فرمایا کہ اچھا اگر تم نے اسے ذبح کر کے نہیں کھایا تو ہم اسے بلاتے ہیں۔ انہوں نے کہا

ضرور بتائیے۔ حضرت مخدومؒ نے بلند آواز سے فرمایا۔ بھاگ، بھاگ، بھاگ! ان نالائق اوتراؤں کے پیٹ سے گائے کی آواز آئی۔ مخدوم صاحبؒ نے فرمایا جاؤ تم پر غضب الٰہی نازل ہو گا۔ جب رات ہوئی اس بستی پر خدا کے حکم سے آسمان سے پتھر برسنے لگے اور وہ تباہ و برباد ہو گئے۔ سوائے کمہار کے گھر کے جسے بالکل کوئی نقصان نہ پہنچا۔ صبح کمہار اپنی بیوی کو لے کر مخدوم صاحبؒ کی خدمت میں آگیا اور وہ بستی مٹی کا ڈھیر بن کر رہ گئی۔ مخدوم صاحبؒ نے اس جگہ (تالاب کنارے) ایک گاؤں بسا کر خضر پور اس کا نام رکھا اور وہیں سکونت اختیار کی۔

نقل ہے کہ مخدوم صاحبؒ موضع خضر پور میں کھیتی باڑی کیا کرتے۔ وہ ہر روز اپنے چچا مخدوم صدر الدینؒ کی خدمت میں جا کر ملاقات کرتے اور واپس آجاتے۔ مخدوم صدرالدینؒ نے مخدوم ایوبؒ کو دودھ کے لئے ایک بھینس عنایت کی۔ مخدوم سلطان ایوبؒ نے عرض کیا کہ بھینس (ص ۳۸ ب) آپ کے لوگ چرائیں اور میں آکر دودھ لے جایا کروں گا۔ اس امر پر ان میں اتفاق ہو گیا (اور ایسا ہی ہوتا رہا)۔ اسی اثنا میں سلطان ایوبؒ کے ہاں فرزند محمد یوسف پیدا ہوئے۔ شیخ صدرالدین یہ سن کر مع اہل و عیال تشریف لائے اور بہت خوشی منائی۔ خضر پور کے نزدیک اپنی آباد اور بے آباد زمین مخدوم صاحب کے فرزند کو عطا کر دی اور واپس ہوئے۔ مخدوم یوسف کے بعد مخدوم عالم تولد ہوئے۔ ان کے بعد مخدوم رکن الدین اور ان کے بعد مخدوم ابوبکر اور ان کے بعد مخدوم بایزید جو پیدا ہوتے ہی سوال جواب کرنے لگے اور کہا کہ مجھے اس فانی دنیا میں رہنے کا حکم نہیں ہے۔ آپ میٹھا دلیہ پکا کر میری ارواح (روح) کو ثواب پہنچانے کی خاطر اہل نسب کے تصرف میں دے دیا کریں۔ کسی اجنبی کو کھانے کو نہ دینا۔ اگر وہ کھائے گا تو گونگا ہو جائے گا۔ یہ کہہ کر جاں بحق تسلیم ہوئے۔

نقل ہے کہ ایک دن شیخ صدر الدینؒ کی طرف سے خط پہنچا۔ مخدوم صاحبؒ نے چاروں فرزندوں کو بلایا کہ اس خط کو پڑھیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ نے ہمیں پڑھنا تو سکھایا ہی نہیں ہم کس طرح پڑھ سکتے ہیں۔ مخدوم عالم خاموش کھڑے تھے۔ مخدوم صاحبؒ نے فرمایا کہ عالم! تو پڑھ سکتا ہے۔ مخدوم عالم نے عرض کیا کہ اگر آپ

زبان مبارک سے فرماتے ہیں تو پڑھتا ہوں۔ فرمایا پڑھ۔ مخدوم عالم نے پڑھنا شروع کیا۔ مخدوم صاحب نے دعا کی کہ اے فرزند تمہاری اولاد سے جو ان پڑھ ہو گا وہ خود بخود پڑھا لکھا (یعنی عالم) ہو جائے گا۔ اور جو خوانده ہو گا وہ زندگی بھر صاحب کشف ہو گا۔ مخدوم صاحب کی دعا قبول ہوئی۔ مخدوم عالم کی اولاد سے (ص ۱۳۹) ہر ناخوانده خوانده ہو جاتا ہے۔

نقل ہے کہ حضرت مخدوم سلطان ایوب قتالؒ وجد و کشف و کرامات اور طی المکان (۸۱) کے مقام پر فائز تھے۔ ایک دن حجرے میں تشریف فرما تھے کہ شیخ صدرالدینؒ کا خط پہنچا جس میں لکھا تھا کہ ہمارے پاس چلے آئیں۔ مخدوم صاحبؒ یہ خط پڑھتے ہی اٹھے اور تیار ہو کر مخدوم صدرالدینؒ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ ایک دوسرے سے مصافحہ کیا۔ مخدوم صدرالدینؒ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تمہارے بھائی محمود کی جعد تراشی (مو تراشی) حضرت والد گرامی کی خانقاہ مطہرہ میں جا کر کروں۔ تم اہل و عیال سمیت تیار ہو جاؤ۔ مخدوم نے جواباً" فرمایا کہ قبلہ چچا مخدوم حسنؒ آپ سے مخالفت رکھتے ہیں وہاں جانا ٹھیک نہیں۔ بہتر ہے کہ یہیں مو تراشی کی جائے۔ مخدوم صدرالدین کو یہ صلاح پسند آئی۔ فرمایا ہم نے تمہاری صلاح کو پسند کیا۔ ساتویں ماہ شعبان بروز جمعہ تم قبائل سمیت یہاں آجاؤ۔ انہوں نے قبول کیا اور اجازت چاہی۔ مخدوم صدرالدینؒ نے فرمایا کہ ابھی بھینس آتی ہے تم دودھ پی کر جانا۔ کچھ دیر رکے پھر اجازت طلب کی دوبارہ مخدوم صاحبؒ نے اصرار کیا کہ دودھ پی کر جانا۔ جب دیر ہو گئی تو مخدوم سلطان ایوبؒ نے فرمایا کہ چچا جان بھینس کو شیر نے کھا لیا ہے جو ابھی تک نہیں آئی۔ شیخ صدرالدینؒ نے فرمایا کہ بددعا نہ کرو بھینس آنے ہی والی ہے۔ اسی اثناء میں محافظ یہ خبر لے کر آیا کہ بھینس کو شیر نے پھاڑ کھایا ہے (ص ۳۹ ب) مخدوم صاحبؒ غصے میں آگئے اور فرمایا اے ایوب جواں مرگ! تجھے موت آئے تو نے بددعا کر کے بھینس شیر کو کھلا دی۔ سلطان ایوبؒ نے فرمایا چچا صاحب! پہلے یہ بندہ مرے گا اور اس کے بعد۔ آپ چنانچہ غصے میں جوش سے بھرے گھر تشریف لے آئے اور واصل بحق ہوئے۔ سلطان ایوب قتالؒ نے ۷۴۶ھ میں وفات پائی۔

نقل ہے کہ مخدوم صدرالدین کے ہاں (شیخ محمود کے علاوہ) تین بیٹے اور پیدا

ہوئے تھے جن کے نام تھے مخدوم زین الدین' مخدوم رکن الدین اور مخدوم عبداللہ۔ سب بیٹوں کی شادی کر دی اور جائداد اور مال مویشی سب ان میں تقسیم کر دیئے۔ صبح کی نماز کے بعد سلطان ایوب قتالؒ کے فوت ہونے کے چار گھڑی بعد مخدوم صدرالدین بھی (۷۶۲ھ میں) وفات پا گئے۔

تذکرۃ الاولیاء (A-۸۲) میں مختصر طور پر بیان ہوا ہے کہ حضرت مخدوم احمد غوث بن شیخ ابوبکر کی اولاد سات فرزند ہیں اول فرزند مخدوم عبدالرشیدؒ حقانی صاحبؒ اولاد با برکات اپنے کمالات کی وجہ سے مشہور ہیں۔ دوم فرزند مخدوم عبدالرحمٰن (ص ۱۴۰) لاولد۔ سوم مخدوم طاہر لاولد۔ چہارم مخدوم موسیٰ نواب لاولد۔ پنجم داول دریا لاولد۔ ششم مخدوم سادبن لاولد۔ ہفتم مخدوم ملاں فقیر علی کہ صاحب اولاد تھے۔ چنانچہ شاہ یوسفؒ جن کا مزار کھرکھرانی (۸۳) کی طرف ہے انہی کی اولاد میں سے ہیں۔

مخدوم عبدالرشید حقانیؒ کی اولاد کا بیان : ان کے چار بیٹے ہیں۔ اول مخدوم ابوبکر' دوم مخدوم محمد جو مخدوم بہاء الدین کی ہمشیرہ محترمہ کمال خاتون کے بطن سے ہیں۔ سوم مخدوم حسن نواسہ سلطان تغلق آپ کی والدہ کا نام بیگم معظم خاتون تھا۔ چہارم فرزند مخدوم صدر الدین نواسہ لونا کچی بوسال۔ والدہ ماجدہ کا نام بی بی راج کنول تھا۔

مخدوم ابوبکرؒ کے بیٹوں کے نام : سلطان ایوب قتالؒ صاحب اولاد تھے اور بہت مشہور ہیں۔ دوم مخدوم لعل حافظ لاولد۔ سوم مخدوم محمد یعقوب۔ چہارم مخدوم ہود۔

مخدوم سلطان ایوب قتالؒ کی اولاد۔ پانچ بیٹے مخدوم یوسف' مخدوم عالم' مخدوم ابوبکر' مخدوم رکن الدین اور بایزید۔ مخدوم یوسف کے دو بیٹے تھے۔ مخدوم مبارک اور مخدوم موسیٰ۔ مخدوم عالم کے دو بیٹے تھے مخدوم شاہ درویش (ص ۴۰ ب) اور شیخ احمد لاولد۔

مخدوم ابوبکر کی اولاد۔ ایک فرزند شیخ معین الدین۔

مخدوم رکن الدین کے چار بیٹے تھے۔ مخدوم کرمتہ اللہ' رحمتہ اللہ' عبداللہ' عبدالعزیز۔

ذکر اولاد مخدوم محمد فرزند دوم مخدوم عبدالرشید حقانیؒ اول شیخ بدھ، دوم کرم اللہ، سوم سراج الدین، چہارم مخدوم قاسم۔

مخدوم حسن کے چار بیٹے تھے۔ مخدوم نصر اللہ، مخدوم محمد داؤد، مخدوم عیسیٰ، مخدوم موسیٰ۔

صدرالدین کے چار بیٹے۔ مخدوم محمد، مخدوم زین الدین، مخدوم رکن الدین، مخدوم عبداللہ۔

مخدوم محمد کی اولاد صرف ایک بیٹا شیخ ابن۔

مخدوم زین الدین کے تین بیٹے تھے شیخ شمس الدین، شیخ ابواسحاق، شیخ برہان الدین۔

ابواسحاق کا ایک بیٹا شیخ راجو۔

شیخ شمس الدین کا ایک فرزند تھا شیخ تاج الدین۔

تمام شد

بروز پنجشنبہ بوقت ظہر بتاریخ ۲۱ شہر محرم الحرام ۱۳۱۷ھ

بقلم فقیر محمد بخش ولد میاں کالو قوم کلال سکنہ چاہ مقیم والہ موضع قصبہ مڑلاں علاقہ تحصیل و ضلع ملتان بپاس خاطر جناب محمد مسلم شاہ از اولاد حضرت مخدوم عبدالرشیدؒ حقانی علیہ الرحمتہ والغفران۔

تعلیقات

(۱) **خوارزم:۔** موجودہ نام خیوا۔ حال ہی میں روس سے آزاد ہونے والے مسلم ملک ازبکستان کا ایک اہم شہر، قدیم اسلامی ثقافت کا مرکز۔

(۲) امیر تاج الدین کے چھوٹے صاحبزادے، مخدوم عبدالرشید حقانیؒ کے آباء میں اس نام کے کئی اشخاص ہوئے ہیں۔ بالیقین یہ کہنا مشکل ہے کہ مذکورہ ملفوظات کون سے شیخ شمس الدین کے ہیں۔

(۳) **کوٹ کروڑ:۔** قدیم نام دیپال۔ خلاصۃ العارفین کے مطابق سلطان حسین کی دعا سے ایک کروڑ کافر مشرف بہ اسلام ہوئے اور ایک روایت یہ ہے کہ وہاں پر آپ نے ایک کروڑ مرتبہ سورہ مزمل پڑھی تھی۔ اس لئے اسے کروڑی کوٹ کہتے ہیں۔ اس شہر کا نام دیپال گڑھ وہاں کے مالک دیپال نامی کافر کے نام پر رکھا گیا تھا۔ موجودہ ضلع لیہ میں واقع ہے۔

(بحوالہ خلاصۃ العارفین، اردو ترجمہ شائع کردہ ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین گکے زئی، تاجران کتب قومی، کشمیری بازار لاہور، سن طباعت ۷ اپریل ۱۹۰۹ء، صفحہ ۴)

(۴) **حضرت بابا فرید گنج شکرؒ:۔** مشہور چشتی بزرگ، مرید حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ ولادت ۵۶۹ھ بمقام کوٹھیوال، وفات ۶۶۴ھ۔ مزار شریف پاکپتن میں ہے۔ آپ کا شجرہ نسب تیئس واسطوں کے ساتھ حضرت عمرؓ تک پہنچتا ہے۔

شیخ فرید الدین مسعودؒ بن شیخ جمال الدین سلیمان بن شیخ شعیب بن محمد احمد بن شیخ یوسف بن شیخ شہاب الدین معروف بہ فرخ شاہ شاہ کابل بن نصیر الدین بن فخر الدین محمود بن شیمان شاہ بن سامان شاہ بن سلیمان بن شیخ مسعود بن عبداللہ یا واعظ الاصغر بن واعظ الاکبر ابوالفتح بن شیخ اسحاق بن شیخ نصیر بن عبداللہؓ بن حضرت عمر فاروقؓ۔ (سیر الاقطاب بحوالہ حاشیہ اردو ترجمہ حدیقۃ الاولیاء محمد اقبال مجددی ص ۷۵)

نیز سترہ واسطوں کے ساتھ سلطان ابراہیم بن ادھمؒ تک منتہی ہوتا ہے۔

شیخ فرید الدین مسعودؒ بن شیخ جمال الدین سلیمان بن شعیب بن احمد بن یوسف بن شہاب الدین معروف بہ فرخ شاہ شاہ کابل بن نصیر الدین بن محمود المعروف بہ شیمان شاہ بن سامان شاہ بن سلیمان بن مسعود بن عبداللہ بن ابوالفتح بن اسحاق بن ابراہیم شاہ بلخ بن ادھم بن سلیمان بن ناصر بن عبداللہؓ بن عمرؓ۔

(حدیقتہ الاولیاء اردو ترجمہ ص ۷۵)

آپ کے ملفوظات اسرار الاولیاء کے نام سے خواجہ بدر اسحاقؒ نے اور راحت القلوب کے نام سے حضرت نظام الدین اولیاؒ نے مرتب کئے۔

(تاریخ ادبیات مسلمانان پاک و ھند' تیسری جلد' فارسی ادب (اول) ص ۱۳۳۔ بزم صوفیہ صباح الدین عبدالرحمٰن ص ۱۲۹)

(۵) سید جلال الدین سرخ بخاریؒ:۔ ولادت ۵۵۷ھ' وفات ۶۵۲ھ' بخارا سے ملتان تشریف لائے۔ حضرت شیخ بہاء الدین زکریاؒ کے مرید اور خلیفہ ہوئے۔ اخبار الاخیار' عبدالحق محدث دھلویؒ اردو ترجمہ ص ۱۳۷)

آپ مخدوم سید جلال الدین بخاری جہانیاں جہانگشتؒ کے دادا تھے۔

صاحب خزینتہ الاصفیاء نے آپ کا پورا نام سید جلال الدین شیر شاہ میر سرخ بخاری اوچی قدس سرہ اور شجرہ نسب یوں لکھا ہے۔

سید جلال الدین میر سرخ بخاریؒ بن سید ابوالموید علی بن سید جعفر بن سید محمد بن سید احمد بن سید عبداللہ بن سید علی اصغر بن سید جعفر ثانی بن امام تقیؒ۔

آپ کے ساتویں جد سید علی اصغر کے دو صاحبزادے تھے۔ سید عبداللہ اور سید اسماعیل' سید عبداللہ کی اولاد سے خاندان سادات بخاری اور سید اسماعیل کی اولاد سے خاندان سادات بھاکری ظاہر ہوا۔ (ملاحظہ ہو مفتی غلام سرور لاہوری' حدیقتہ الاولیاء' تحقیق و تعلیق محمد اقبال مجددی اسلامک بک فاؤنڈیشن' ۱۹۷۶ء لاہور' ص ۱۵۰)

(۲) حضرت شیخ بہاء الدین زکریاؒ سہروردی:۔

سید جلال الدین بخاری قدس اللہ سرۃ العزیز کے ملفوظات کے مطابق (بحوالہ خلاصتہ العارفین اردو ترجمہ ص ۳) آپ کی پیدائش ۲۷ رمضان المبارک ۵۴۰ھ اور مرآۃ الاسرار مؤلفہ عبدالرحمٰن چشتی (نسخہ مملوکہ محمد یعقوب فراہی مکتبہ عزیزیہ اردو بازار لاہور) کے مطابق ۵۶۵ھ بروز جمعہ کوٹ کروڑ میں ہوئی۔ شیخ بہاء الدین کی والدہ محترمہ حضرت بی بی فاطمہ بنت شیخ عیسیٰ تھیں (جامع الکرامات) اور شیخ عیسیٰ کو تواریخ کی بعض کتابوں میں شیخ احمد اور شیخ محمد بھی لکھا ہے اور سفینتہ الاولیاء دارا شکوہ میں شیخ شرف الدین عیسیٰ بن حضرت غوث الثقلین غوث الاعظم شاہ محی الدین شیخ عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلی الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' لکھا ہے۔ دیگر ذرائع کے مطابق ان کی والدہ ملتان کے مولانا حسام الدین ترمذی کی صاحبزادی تھیں۔ نہ کہ شیخ عیسیٰ کی' کیونکہ وہ لاولد تھے۔

آپ کا سلسلہ ارادت حضرت شہاب الدین ابو حفص عمر اوران کے پیر شیخ ضیاء الدین نجیب اوران کے پیر شیخ وجیہہ الدین تک پہنچتا ہے جو ہمدان کے قریب مقام سہرورد کے رہنے والے تھے۔ اس لئے ان کے سلسلے کو سہروردیہ کہتے ہیں۔ حضرت شہاب الدین سہروردی کی ولادت ۵۴۲ھ اور وفات ۶۳۲ھ میں ہوئی۔ عوارف المعارف ان کی سب سے مشہور کتاب ہے۔

(بزم صوفیہ)

شیخ بہاء الدین زکریاؒ کا شجرہ ارادت

اول

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت علی کرم اللہ وجہہ

حضرت حسن بصریؒ

شیخ حبیب عجمیؒ

شیخ داؤد طائیؒ

شیخ معروف کرخیؒ

شیخ سری سقطیؒ

شیخ جنید بغدادیؒ

شیخ ممشاد دینوریؒ

شیخ اخی فرخ زنجانی

شیخ وجیہہ الدینؒ

شیخ ضیاء الدین ابو نجیب کبریٰ

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ

شیخ شہاب الدین زکریاؒ

بزم صوفیہ کے مطابق شیخ وجیہہ الدین ← شیخ ابو عبداللہ ← شیخ اسود احمد دینوری ← شیخ ممشاد دینوری ← خواجہ جنید بغدادیؒ ....

دوم

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت امام حسینؓ

حضرت امام زین العابدینؓ

حضرت امام باقرؓ

حضرت امام جعفر صادقؓ

امام موسیٰ کاظمؓ

امام موسیٰ رضاؓ

شیخ معروف کرخیؒ

شیخ سری سقطیؒ

شیخ جنید بغدادیؒ

شیخ ممشاد دینوریؒ

شیخ اخی فرخ زنجانیؒ

شیخ وجیہہ الدینؒ

شیخ ضیاء الدین ابونجیب کبریٰ

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ

شیخ بہاء الدین زکریاؒ

یہ دو شجرے اس وجہ سے ہیں کہ شیخ معروف کرخیؒ نے دو جگہ بیعت کی۔ (۱) امام موسیٰ رضاؓ سے (۲) شیخ داؤد طائیؒ سے (حوالہ خلاصتہ العارفین)

شیخ بہاء الدین زکریاؒ کا نسب نامہ

خلاصتہ العارفین میں واقدی کا یہ قول درج ہے کہ میں نے شیخ الاسلام شیخ صدر الدین ابی المغانم محمد کے خط سے لکھا ہوا ایک معتبر نسخہ پایا جس میں بہاء الدین بہاء الحق زکریاؒ کا نسب نامہ اس طرح درج ہے۔

شیخ بہاء الدین زکریاؒ بن شیخ محمد غوث بن شیخ ابی بکر بن سلطان جلال الدین بن سلطان علی قاضی بن شمس الدین محمد کروڑی بن سلطان حسین بن سلطان عبداللہ بن سلطان حسین محمد بن سلطان مطرف بن سلطان خذیمہ بن امیر حازم بن امیر تاج الدین بن امیر عبدالرحیم بن امیر عبدالرحمٰن بن امیر عیار بن اسد بن ہاشم بن عبدالمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب۔

اسد بن ہاشم غلط ہے، درست نسب نامہ یوں ہے: اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب ۔۔۔۔

خلاصۃ العارفین ص ۱۷ کے مطابق شیخ بہاء الدین زکریاؒ کا شجرہ ارادت (امیر عیار تک) بھی یہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

(۷) مروان ثانی بن محمد :۔ ۷۲ھ تا ۱۳۲ھ۔ بنی امیہ کا آخری خلیفہ۔ مروان الحمار۔ گدھے کی طرح محنتی ہونے کی وجہ سے حمار کا لقب پایا۔ شاید مؤلف نے ازراہ نفرت ملک حمار مروانی لکھا ہے۔

(۸) یہ جملہ نسخہ ن' میں نہیں ہے۔

(۹) مراد شیخ شمس الدین

(۱۰) زابل :۔ افغانستان کا ایک صوبہ۔

(۱۱) غالباً کوہ ہندوکش

(۱۲) مارج :۔ آگ کا تند شعلہ۔ اقوام مارج سے مراد ناری مخلوق' شیاطین وغیرہ۔

(۱۳) کوہ جدی (Jud Mountains) / کوہستان نمک کے دامن میں واقع مقام کا نام

(۱۴) کوہ جدی غالباً کوہستان نمک (بحوالہ گزیٹر آف ملتان ۰۲-۱۹۰۱ء ص ۸۴)

۱۰۲۷ء میں محمود غزنوی ان جاٹوں سے لڑنے کے لئے جو کوہ جدی میں رہتے تھے ملتان آیا' کشتیوں کا بیڑہ تیار کیا اور جاٹوں سے عظیم دریائی لڑائی لڑی (فرشتہ جلد اول ص ۸۲)

(۱۵) برعظیم کا مترادف' نیز صحرائے وسیع و عریض (تھل) بھی مراد ہو سکتا ہے۔

(۱۶) موجودہ نام کروڑ لعل عیسن' مشہور قصبہ واقع ضلع لیہ' سابقہ نام دیپال گڑھ۔ روایت کے مطابق شیخ حسین نے یہاں ایک کروڑ بار سورہ مزمل پڑھی' لہٰذا یہ نام ہوا۔ بروایت دیگر آپ نے صد لک' کافر مسلمان کئے۔

(۱۷) سلطان محمود غزنوی کا بھانجا' یہ اسی نام کے بادشاہ سے مختلف شخص

جس نے برصغیر میں مسلمانوں کی سلطنت کی بنیاد ڈالی اور اپنے غلام قطب الدین ایبک کو تخت دہلی پر بٹھایا۔

(۱۸) نسخہ ب :- متعلق،

(۱۹) تلنبہ، تلمبہ :- قدیم تاریخی قصبہ، تحصیل میاں چنوں ضلع خانیوال۔ ملتان سے پچاس میل جانب شمال مشرق۔ پہلے یہ قصبہ موجودہ محل وقوع سے ایک میل جانب جنوب مشرق ایک ٹیلے (ٹبے) پر واقع تھا جسے اب ماموں شیر کہتے ہیں۔ اس قصبے کا دوسرا قدیم محل وقوع ان کھنڈرات میں تھا جو قصبے کے عین مغرب میں ہیں۔ مقامی روایات کے مطابق اس کی بنیاد راجہ ٹل نے رکھی جو سیالکوٹ کے راجہ سالیواھن کی نسل سے تھا۔ ایک قیاس یہ ہے کہ اسے سکندر نے فتح کیا تھا۔ ایک روایت کے مطابق محمود غزنوری نے بھی اسے فتح کیا۔ تیمور بھی اس پر حملہ آور ہوا چنانچہ اس نے اس پر قبضے اور شہر کی تباہی اکتوبر ۱۳۹۸ء کے حالات اپنی توزک میں دیئے ہیں۔

موجودہ مقام پر شہر کی تعمیر سولہویں صدی عیسوی کے شروع میں محمود خان لنگاہ کے دور میں ہوئی جب دریا نے اپنا رخ بدل لیا۔ سکھ داستانوں میں ذکر ملتا ہے کہ بابا گورونانک یہاں آئے۔ اکبر کے زمانے میں یہ ملتان سرکار کے محالات میں سے ایک تھا۔ شاہجہان کے عہد میں یہاں ایک سرائے تھی جو لاہور سے ملتان جانے والی سڑک پر واقع تھی۔ اسے احمد شاہ ابدالی نے لوٹا تھا۔ کننگھم اور سیاح میسن (۱۸۲۷ء) نے بھی اس کے بارے میں لکھا ہے۔

(بحوالہ گز-ٹیئر آف دی ملتان ڈسٹرکٹ (بزبان انگریزی) از ای۔ ڈی۔ مکلیگن ۱۹۰۱-۰۲ صفحات ۳۷۳-۳۷۵۔ میسن، ٹریولز جلد اول صفحہ ۳۹۴۔ اور اے کننگھم کی ایشنٹ جیوگرافی آف انڈیا صفحات ۲۱۹ تا ۲۲۱، نیز ای کی آر کیالوجیکل سروے رپورٹ جلد پنجم صفحات ۱۱۱ تا ۱۳۶)

(۲۰) نزد تلمبہ۔ قدیم تلمبہ اس ٹیلے پر تھا۔

(۲۱) دریائے راوی؟

(۲۱) ب: بر

(۲۲) ب: فرار

(۲۳) مذہبی مقامات' عبادت گاہیں

(۲۴) راجستھان (بھارت) کی ایک ریاست اور اس نام کا شہر

(۲۵) ایضاً

(۲۶) ایضاً

(۲۷) ایضاً

(۲۸) ناگور: راجستھان (بھارت) کا قدیم شہر' علمی و ثقافتی مرکز' صوفی حمید الدین ناگوری کا وطن۔

(۱۲۸) مؤلف جامع الکرامات نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرہ نسب مبارک درست نہیں لکھا۔ سیرت ابن ھشام کے مطابق شجرہ نسب مبارک درج ذیل ہے۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ھاشم بن عبد مناف و قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن ادد بن مقوم بن ناحور بن تیرح بن یعرب بن یشجب بن نابت بن اسماعیل بن ابراہیم خلیل الرحمٰن بن تارح (آزر) بن ناحور بن ساروغ (اسرغ) بن راعو (ارغو) بن فالخ بن عیبر (عابر) بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن لمک بن متو شلخ بن اخنوخ (ادریس نبی) بن یرد بن مھلائیل بن قینن (قاین) بن یانش (انوش) بن شیث بن آدمؑ

(۲۹) ٹھٹھہ:۔ یہ اسی نام کے شہر واقع نزد کراچی سے مختلف ہے۔ پاکستان میں اس نام کے کئی مواضع ہیں۔

(۳۰) چتروڑ یا چتروڑ گڑھ:۔ تحصیل کبیر والا ضلع ملتان میں ہے۔

(۳۱) سر اذکار الماضیین :۔ مؤلفہ سلطان علی قاضی ابوبکرؒ۔ یہ کتاب اب ناپید ہے۔

(۳۲) ب :۔ اوچینی

(۳۳) اوجین یا اجین :۔ شمالی ھند کا مشہور شہر۔

(۱۳۳) حصار شادمان :۔ شہر نزدیک بلخ۔ شہری از ماورا النھر۔ (دھدا)

(۳۴) بلخ :۔ خراسان قدیم کا ایک بڑا شہر۔ قرون وسطیٰ میں اسے بہت اہمیت حاصل رہی ہے۔ اسے قبتہ الاسلام کہا جاتا تھا۔

(۳۵) شیخ احمد خضرویہؒ :۔ عبدالرحمٰن چشتیؒ نے مرآۃ الاسرار میں احمد بن خضرویہؒ لکھا ہے۔ طبقہ اول کے مشائخ میں سے تھے۔ آپ کی کنیت حامد بلخی ہے۔ خراسان کے مشائخ میں سے تھے۔ اصل میں آپ بلخ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے خواجہ ابو تراب بخشیؒ اور حاتم اصمؒ کی صحبت پائی ہے۔ حضرت ابراھیم ادھمؒ خواجہ بایزیدؒ اور ابو حفص حدادؒ کو دیکھا ہے۔ آپ کی کرامات بے شمار اور کلمات بلند ہیں۔ وفات ۲۴۰ھ میں ہوئی۔ مزار بلخ میں ہے۔

(مرآۃ الاسرار' اردو ترجمہ از واحد بخش سیال' ۱۴۱۱ھ بزم اتحاد المسلمین طارق روڈ لاہور کینٹ)

(۳۶) حضرت امام اعظمؒ :۔ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت' تابعین میں سے تھے۔ آپ نے کئی صحابہ کا زمانہ دیکھا۔ اھل زھد و ورع تھے۔ ولادت ۸۰ھ میں ہوئی۔ ستر سال کی عمر میں سن ۱۴۹ھ میں وفات پائی۔ مشہور فقیہ اور اھل سنت والجماعت کے چار آئمہ میں سے ہیں۔ ان کی مرتب کردہ فقہ کو فقہ حنفی کہتے ہیں اور مقلدین کو حنفی المذہب۔ عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے منصب قضاء آپ کے سپرد کرنا چاہا لیکن آپ نے قبول نہ کیا۔ چنانچہ آپ کو قید کر دیا گیا۔ آپ بغداد کے زندان ہی میں فوت ہوئے۔ آج دنیا بھر کے مسلمانوں میں نصف سے زیادہ حنفی عقیدہ رکھتے ہیں۔ یہ نظایر واشباہ سے نتیجہ و فیصلہ کا استنباط کرتے ہیں۔ حدیث سے استناد لازم نہیں

سمجھتے۔ (لغت نامہ' علامہ علی اکبر دھدا)

(۳۷) مصلای حنفی :۔ ترکی حکومت کے عہد تک خانہ کعبہ میں چار مصلے تھے۔ مصلای حنفی' مصلای شافعی' مصلای مالکی اور مصلای حنبلی۔ اہل سنت و الجماعت کے ان چاروں مذاہب کے آئمہ اپنے اپنے ہم مذہبوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔

(۳۸) مراد سلطان ایوب قتال ۔

(۳۹) شیخ عیسیٰ :۔ جامع الکرامات کے مطابق شیخ وجیہہ الدین محمد غوث کی شادی شیخ عیسیٰ نبیرہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی صاحبزادی بی بی فاطمہ سے ہوئی تھی۔ جبکہ خزینتہ الاصفیا اور تاریخ فرشتہ کے مطابق ان کی شادی مولانا حسام الدین ترمذی کی دختر سے ہوئی جو موضع کوٹ کروڑ میں سکونت پذیر تھے۔ شیخ بہاء الدین ۵۷۸ھ میں پیدا ہوئے۔ (حدیقتہ الاولیاء ص ۱۴۸)

(۴۰) مراد بی بی فاطمہ :۔ بقول مولانا فضل اللہ جمالی مؤلف سیر العارفین اور مورخ محمد قاسم فرشتہ یہ محترم خاتون مولانا حسام الدین ترمذی کی صاحبزادی تھیں۔

(۴۱) حضرت بہاء الدین زکریاؒ :۔ والد گرامی کا نام وجیہہ الدین محمد غوث' پیدائش ۵۷۸ھ کوٹ کروڑ میں' خرقہ خلافت شیخ شہاب الدین سہروردی سے حاصل کر کے ۶۱۴ھ میں ملتان تشریف لائے۔ وفات و مدفن ملتان میں ۶۶۶ھ میں۔ شیخ سعدی شیرازی کے پیر بھائی تھے۔ حضرت بہاء الحق برصغیر میں سلسلہ سہروردیہ کے بانی ہیں۔ (حدیقتہ الاولیا ص ۱۴۸)

(۴۲) شیخ جمال الدین سلیمان :۔ بابا فرید گنج شکرؒ کے والد محترم' بزرگ صوفی۔

(۴۳) کھوتوال :۔ ملتان سے پندرہ میل اور شہر مخدوم رشید سے جانب شمال بد حلہ سنت روڈ پر پانچ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اصل نام کوٹھیوالا ہے۔ حضرت فرید الدین گنج شکرؒ کی جائے ولادت ہے۔ آپ کے والد شیخ جمال الدین سلیمانؒ کا مزار یہیں ہے جو مخدوم عبدالرشید حقانی کے والد گرامی حضرت مخدوم احمد غوث کے مرشد تھے۔ اس مقام کو آج کل دیوان چاولی مشائخ کہتے ہیں۔

(۱۴۳) **شیخ کمال الدین محمد عیسیٰ :۔** خزینۃ الاصفیاء اور تاریخ فرشتہ میں شیخ کمال الدین محمد یمنی لکھا ہے (بحوالہ حاشیہ منبع البرکات ص ۳۰)

(۴۴) **سیر العارفین :۔** مؤلفہ مولانا جمالیؒ (متوفی ۱۵۳۵ء / ۹۴۲ھ) پورا نام حامد فضل اللہ کنبوہ' دہلی۔

دیگر تصانیف : مثنوی مہر و ماہ' مثنوی مرآۃ المعانی' دیوان جمالی۔

صوفی اور شاعر تھے۔

(۴۵) **ہمشیرہ مخدوم بہاء الدین زکریاؒ :۔**

(۴۶) **شاہ گردیزؒ :۔** قطب الاقطاب حضرت سید ابو الفضل جمال الدین محمد یوسف گردیزی ملقب بہ شاہ گردیز علیہ الرحمتہ' والد کا نام سید علی ابوبکر' دادا شاہ علی قسورؒ پیدائش ۴۵۰ھ قصبہ گردیز نزد غزنی (افغانستان) ۴۸۱ھ میں ۳۱ سال کی عمر میں ملتان تشریف لائے۔ آپ ملتان کے وہ قدیم ترین بزرگ ہیں جنھوں نے یہاں رشد و ہدایت کی شمع روشن کی۔ یہاں آمد سے پہلے قرآن' حدیث' فقہ اور دیگر علوم کے حصول کے علاوہ جذب و سلوک اور فنا و بقا کے مقامات کا عرفان حاصل کر چکے تھے۔

اہل اللہ لوگوں سے ملاقات کے لئے بلخ' بخارا' سمرقند اور تاشقند کا سفر کیا۔

ملتان سلطان محمود غزنوی کی یلغاروں سے بالکل تباہ اور غیر محفوظ شہر بن چکا تھا۔ بہت سے لوگ اس شہر کو چھوڑ کر جا چکے تھے۔ شہر اور قلعہ قدیمہ کے درمیان دریائے راوی کی گذر گاہ تھی۔ کچھ آبادیاں اس ٹیلے پر جہاں اب مخدومہ پاکدامن کا مزار ہے موجود تھیں۔ آپ نے دریا کے دوسرے کنارے پر حجرہ تعمیر کرایا۔ حضرت شاہ گردیزؒ کے آنے سے دین اسلام کی اشاعت کو فروغ ملا۔ ہزاروں قرامطی اپنے فاسد عقاید سے تائب ہوئے اور لاکھوں ہندوؤں نے اسلام قبول کیا۔ پچاس سال تک تبلیغی سرگرمیوں میں مشغول رہ کر اور اس شہر کو از سر نو آباد کر کے بارہ ربیع الاول ۵۳۱ھ کو وفات پائی۔

جناب سید حسن رضا گردیزی نے لکھا ہے کہ ملتان کا موجودہ شہر شاہ یوسف گردیزؒ کا ہی آباد کردہ ہے۔ اس سلسلے میں گزیٹر آف دی ملتان ڈسٹرکٹ ۲۔۱۹۰۱ء کے

صفحات ۴۳، ۴۸، ۱۵۴، ۳۴۶، ۳۴۷۔ آرلی ہسٹری آف ملتان از خان بہادر سید محمد لطیف کے صفحات ۱۸۔ ۳۰، ۳۱ تاریخ ضلع ملتان مؤلفہ منشی حکم چند مطبوعہ ۱۸۹۴ء کے صفحات ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۴ و تذکرۃ الملتان از مخدوم سید محمد یوسف ذکر چہارم قابل ملاحظہ ہیں۔ ملتان میں تشریف آوری کے وقت آپ شیر پر سوار تھے اور آپ کے ہاتھ میں سانپ کا تازیانہ تھا۔ (اخبار الاخیاء عبدالحق محدث دہلوی) خانقاہ کی شمالی دیوار پر یہ شعر صدیوں سے لکھا ہوا ہے۔

دانی سوار شیر کہ در دست مار کرد
مخدوم شاہ یوسف این جا قرار کرد

(ماخوذ از مضمون بعنوان بالا از سید حسن رضا گردیزی، فارسی پاکستانی و مطالب پاکستان شناسی جلد دوم صفحات ۴۰۱ تا ۴۰۴)

(۴۷) ملتان کا ایک قدیم دروازہ :۔

(۴۸) مراد قلعہ ملتان :۔

(۴۹) ہمدان :۔ ایران کا ایک نہایت قدیم شہر۔

(۴۹ ا) شہر ھریو :۔ ھریو اور ھری، ھرات کے قدیم نام ہیں۔ ھرات افغانستان کا مشہور شہر ہے۔

(۵۰) تبریز :۔ آذربائیجان (ایران) کا ایک قدیم شہر

(۵۱) سید حسینیؒ :۔ جلال الدین تبریزیؒ کے برادر خورد۔ تفصیل حواشی مقدمہ میں

(۵۲) شیخ جلال الدین تبریزیؒ :۔ آپ کا شمار بزرگان روزگار اور عارفان صاحب اسرار میں ہوتا ہے۔ آپ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ سیر العارفین میں لکھا ہے کہ آپ شیخ بدر الدین ابو سعید تبریزیؒ کے مرید تھے۔ ان کی وفات کے بعد تبریز سے بغداد جا کر شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کی خدمت میں حاضر ہو کر سات سال کسب فیض کرتے رہے۔ جب شیخ شہاب الدینؒ نے شیخ بہاء الدین زکریاؒ کو نعمت و

کرامت دے کر ہندوستان روانہ کیا تو غایت محبت سے شیخ جلال الدین بھی ان کے ساتھ چل پڑے لیکن راستے میں ایک وجہ ناراضگی ہوئی چنانچہ شیخ بہاء الدین زکریاؒ ملتان چلے گئے اور شیخ جلال الدینؒ سیر کرتے ہوئے سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں دہلی پہنچے۔ خواجہ قطب الدین بختیار اوشیؒ سے ملاقات ہوئی۔ یہاں قاضی القضاۃ شیخ نجم الدین صغریٰ کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ آپ بدایوں چلے گئے۔ کچھ عرصہ وہاں رہنے کے بعد بنگال تشریف لے گئے اور وہاں رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔ آپ کے ملفوظات کا خواجگان چشت نے اکثر ذکر کیا ہے۔ تاریخ وفات معلوم نہیں لیکن آپ خواجہ قطب الاسلام قدس سرہ اور شیخ بہاء الدین زکریاؒ کے ہم عصر تھے۔ (مرآۃ الاسرار ص ۷۲۱)

(۵۳) نجم الدین کبریٰ :۔ اصلی نام احمد بن عمر بن محمد بن عبداللہ۔ آپ کو عبداللہ الحموی بھی کہتے ہیں۔ لقب کبریٰ ہے اس وجہ سے کہ مناظرہ میں ہر شخص پر آپ غالب آجاتے تھے۔ پیدائش ۵۴۰ھ۔ آپ کاملین وقت اور اکابر اولیاء میں سے تھے۔ وقت کے تمام مشائخ آپ کے کمال کا دم بھرتے تھے۔ سلسلہ فردوسیہ کے مشائخ کے آپ سردار تھے۔ تمام علوم ظاہر و باطنی کے جامع تھے۔ آپ اکثر فنائے احدیت میں مستغرق رہتے تھے۔ جو کچھ آپ کی زبان مبارک سے نکلتا تھا فوراً پورا ہو جاتا تھا۔ آپ نے شیخ اسماعیل قصریؒ، شیخ عمار یاسرؒ، شیخ روزبہان کبیر مصریؒ سے تربیت اور خلافت حاصل کی۔ میر سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ نے لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ آپکوایک خرقہ خلافت براہ راست شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردیؒ اور ایک حضرت عبدالقادر جیلانیؒ سے ملا۔ چنگیز خان کے حملے میں ۶۱۸ھ میں خوارزم میں شہید ہوئے اور وہیں دفن کئے گئے۔ (مرآۃ الاسرار ص ۶۳۳)

(۵۴) سید علی ہمدانیؒ :۔ رہبر کشمیر سید علی ہمدانیؒ المعروف بہ شاہ ہمدان (۷۱۴ھ - ۷۸۶ھ قمری) دنیائے تصوف میں مقام بلند کے مالک' اپنے زمانے کے مشاہیر میں سے تھے۔ عالم روحانی و عارف ربانی' سیاح' مصنف' شاعر' ایرانی نابغہ' جہاں گئے نماز گزاری' وعظ کیا' مسجد و خانقاہ تعمیر کی۔ تبلیغ و تدریس اہم ترین مشغولیت تھی۔ ایران سے کشمیر آئے اور ساتھ ہی ایرانی ہنر بھی لائے۔ کلاہ بافی' شالبافی'

ابریشم، سنگتراشی، معماری وخشت سازی جیسے فنون آپ کی بدولت ہندوستان میں متعارف ہوئے۔ آپ نے کشمیر میں اسلام کی تعلیمات کی اشاعت کی۔ اہل کشمیر نے آپ کو "حواری کشمیر" کا خطاب دیا۔

آپ کے مرید نور الدین جعفر بدخشی نے آپ کے بارے میں کتاب "خلاصۃ المناقب" لکھی۔

(حوالہ: پیش گفتار خلاصۃ المناقب از نور الدین جعفر بدخشی مرتبہ ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر مقالہ پی ایچ ڈی)

سید علی ہمدانیؒ کا شجرہ نسب

سید علی ہمدانی بن شہاب الدین بن محمد بن علی بن یوسف بن شرف بن محب اللہ بن محمد ثانی بن جعفر بن عبداللہ بن محمد بن حسن بن حسین بن جعفر بن الحجر بن عبداللہ زاہد بن حسین اصغر بن امام زین العابدینؓ بن سیدنا امام حسینؓ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

(خزینۃ الاصفیاء مفتی غلام سرور لاہوری)

شجرہ پیران عظام سید علی ہمدانیؒ

سید علی ہمدانیؒ مرید شیخ شرف الدین محمود مزدقانی مرید شیخ علاء الدین سمنانیؒ مرید شیخ نور الدین عبدالرحمٰن اسفرائنی کسرتی مرید شیخ احمد جورقانی مرید شیخ رضی الدین علی لالا مرید شیخ نجم الدین کبریٰ مرید شیخ عمار یاسرؒ مرید شیخ ابو نجیب سہروردی مرید شیخ وجیہ الدین مرید ممشاد دینوریؒ مرید جنید بغدادیؒ مرید سری سقطیؒ مرید معروف کرخیؒ مرید حبیب راعیؒ مرید حضرت سلمان فارسیؓ تربیت یافتہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

☆ استدراک:- مخدوم عبدالرشید حقانیؒ کی وفات ۹۴۹ھ میں ہوئی (جامع الکرامات) لہٰذا وہ ان سید علی ہمدانیؒ (متوفی ۷۸۶ھ) سے کس طرح فیض یاب ہو سکتے

تھے۔ جامع الکرامات میں مذکور سید علی ہمدانی جن سے مخدوم عبدالرشیدؒ نے فیض حاصل کیا۔ غالباً ان سید علی ہمدانیؒ کے پرداداتھے۔ یا اس نام کے کوئی اور بزرگ۔ (شجرہ نسب ملاحظہ فرمایئے)

(۵۵) سکندریہ :۔ مصر کا مشہور شہر' بندرگاہ۔ سکندر اعظم نے آباد کیا۔

(۵۶) پہرہ :۔ لغت محلی معنی نگرانی۔

(۵۷) ابو الفرح طرطوسی :۔ حضرت شیخ عبدالواحدؒ کے مرید۔

(۵۸) شیخ عبدالواحدؒ :۔ حضرت شیخ شبلیؒ کے مرید' متوفی ۴۲۵ھ

(۵۹) شیخ شبلیؒ :۔ مقتدائے اولیاء' صاحب اسرار' صاحب ولایت ولی قطب افراد خواجہ ابوبکر شبلی قدس سرہ' اسم گرامی جعفر بن یوسف ہے۔ ایک قول کے مطابق مصر کے باشندہ تھے لیکن بعد میں بغداد میں سکونت پذیر ہوئے۔ خواجہ جنیدؒ کے مرید تھے۔ آپ امام مالکؒ کے مذہب پر تھے۔ نفحات الانس جامیؒ کے مطابق والد خراسانی تھے لیکن آپ کی نشوونما بغداد میں ہوئی۔ ریاضت و مجاہدہ میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ آپ کے حقائق و معارف اور کرامات مشہور ہیں۔ خواجہ جنیدؒ آپ کے حق میں فرماتے ہیں۔ "ہر قوم کے لئے ایک نجات دلانے والا ہوتا ہے اور اس قوم کے لئے نجات دہندہ شبلیؒ ہیں۔" آپ کی وفات ۸۷ سال کی عمر میں ۳۳۴ھ میں خلیفہ مقتدر کے عہد حکومت میں ہوئی۔ بغداد میں دفن ہوئے۔ (مرآۃ الاسرار ص ۳۷۴)

(۶۰) امام موسیٰ رضاؒ :۔ آپ ائمہ اہل بیت میں آٹھویں امام ہیں۔ ولادت مدینہ منورہ میں ۱۴۸ھ میں اور دوسری روایت کے مطابق ۱۵۳ھ میں ہوئی۔ اسم مبارک علی تھا۔ کنیت ابوالحسن اور ابو محمد اور القاب رضا' مرتضیٰ' ضامن و صابر تھے۔ آپ کی عمر اپنے والد ماجد امام موسیٰ کاظمؒ کی وفات کے وقت تینتیس سال تھی کہ آپ مسند خلافت پر بیٹھے۔ آپ سے اس قدر کلمات حقائق اور خوارق عادات ظہور میں آئے کہ اہل بیت میں سے کسی سے ظاہر نہ ہوئے۔ کہتے ہیں کہ مامون الرشید پہلے تو آپ کو ولی عہد مقرر کرنا چاہتا تھا پھر خلاف ہو گیا اور اس نے آپ کو زہر دے کر

شہید کر ڈالا۔ وفات طوس (جو آج کل مشہد کے نام سے مشہور ہے) میں ۲۰۳ھ میں اور ایک روایت کے مطابق ۲۰۸ھ میں ہوئی۔ (مرآۃ الاسرار ص ۲۱۵)

(۶۱) امام موسیٰ کاظمؓ :- آپ آئمہ اہل بیت میں سے ساتویں امام ہیں۔ ولادت ۱۲۸ھ' اسم شریف موسیٰ اور کمال حلم اور غصہ دبانے کی وجہ سے آپ کا لقب کاظم ہو گیا تھا۔ اپنے والد ماجد امام جعفر صادقؓ کی وفات کے وقت آپ کی عمر ۲۰ سال تھی کہ مسند امامت پر متمکن ہوئے۔ ۱۸۳ھ میں بعہد ہارون الرشید رحلت فرمائی۔ (مرآۃ الاسرار ص ۲۱۳)

(۶۲) امام جعفر صادقؓ :- آپ آئمہ اہل بیت میں سے چھٹے امام تھے۔ ولادت باسعادت ۸۳ھ میں ہوئی۔ اسم مبارک امام جعفر' کنیت ابو عبداللہ' ابو اسمعیل اور القاب صادق' صابر اور فاضل تھے۔ آپ کے والد ماجد امام محمد باقرؓ کے وصال کے وقت آپ کی عمر ۳۴ سال اور ایک روایت کے مطابق ۳۱ سال تھی۔ آپ کے کمالات اور خوارق عادات شرق سے غرب تک مشہور ہیں۔ ۱۴۸ھ میں رحلت فرمائی۔ (مرآۃ الاسرار ص ۲۰۹)

(۶۳) امام باقرؓ :- آپ آئمہ اہل بیت میں سے پانچویں امام ہیں۔ آپ کا اسم شریف محمد' کنیت ابو جعفر اور القاب باقر و شاکر اور ہادی تھے۔ ولادت ۵۷ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت حضرت امام حسنؓ تھیں۔ آپ امام برحق' جانشین پیغمبرؐ اور کلید حقائق و معارف تھے۔ ۱۱۴ھ میں ستاون سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ مدت امامت ۱۹ سال تھی۔ مدفن جنت البقیع میں آپ کے والد ماجد امام زین العابدینؓ کے مزار کے پاس ہے۔ (مرآۃ الاسرار ص ۲۰۸)

(۶۴) امام زین العابدینؓ :- آپ آئمہ اہل بیت میں سے چوتھے امام ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ شہربانو بنت یزد جرد شاہ ایران تھیں۔ ولادت باسعادت ۳۸ھ میں ہوئی۔ اسم شریف علی اور کنیت ابو محمد اور ابو القاسم تھی۔ آپ کے القاب زین العابدین' زکی اور امین ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے وقت دو سال کے تھے اور واقعہ کربلا کے وقت آپ کی عمر ۲۳ سال تھی۔ حضرت امام حسینؓ کی شہادت

کے بعد مسند امامت پر بیٹھے۔ ۹۵ھ میں ولید بن عبدالملک کے عہد میں ستاون سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں حضرت امام حسنؓ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ (مرآۃ الاسرار ص ۲۰۷)

(۶۵) **غوث :۔** رجال اللہ کی دوسری قسم ہے۔ اس کا مرتبہ قطب کے بعد ہے "بعض بزرگوں کے نزدیک قطب اور غوث ایک ہی چیز ہیں۔ مگر بقول حضرت محی الدین ابن عربیؒ قطب الاقطاب اور غوث جدا ہیں۔ بعض کے نزدیک قطبیت اور غوثیت دو جدا گانہ منصب ہیں جو ایک ہی شخص میں مجتمع ہو سکتی ہیں' قطبیت کے اعتبار سے قطب اور غوثیت کے اعتبار سے غوث کہتے ہیں۔ (سر دلبراں)

(۶۶) **قطب :۔** رجال اللہ کی پہلی قسم اقطاب ہے۔ قطب عالم سارے جہان اور زمانے میں ایک ہوتا ہے اور دنیا اور آخرت یعنی عالم سفلی اور علوی کے تمام موجودات (مخلوق) قطب عالم کے وجود سے قائم ہوتے ہیں۔ اسے قطب کبریٰ' قطب ارشاد' قطب الاقطاب اور قطب مدار بھی کہتے ہیں۔ بارہ اقطاب اور ہیں۔ ان میں سے سات قطب سات اقلیم میں ہوتے ہیں۔ اور باقی پانچ میں سے ہر ایک' ایک ایک ولایت میں ہوتا ہے اسے قطب ولایت کہتے ہیں۔ (مرآۃ الاسرار ص ۹۱' ۹۳)

(۶۷) **لٹ کیپ :۔** مرید بناتے وقت اس کے بالوں کی ایک لٹ کاٹ دیتے تھے۔ خاص مرید' نائب' خلفاء بخلاف مریدان عام۔

(۶۸) **قوم مڑل :۔** راجپوتوں کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ کرنال سے منتقل ہوئے۔ ملتان تحصیل میں قصبہ نامی گاؤں انہی کا بسایا ہوا ہے۔ پہلے نام کا سابقہ رائے لکھتے تھے اب چودھری لکھتے ہیں۔ ملتان کے جنوب اور شجاع آباد تحصیل کے شمال میں ان کے بہت سے گاؤں ہیں۔ تحصیل ملتان میں خانپور مڑل' عنایت پور مڑل وغیرہ۔
(گزیٹئر آف ملتان ۰۲-۱۹۰۱ ص ۱۳۷)

(۶۹) **فخر الدین عراقیؒ :۔** مشہور شاعر اور صوفی۔ پورا نام شیخ فخر الدین ابراہیم۔ ہمدان کے قریب پیدا ہوئے۔ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے مرید ہوئے۔ انہوں نے انہیں عراقی تخلص عطا فرمایا۔ انہی کے حکم سے ملتان آکر شیخ بہاء الدین

زکریاؒ کے فیض صحبت سے روحانی اور باطنی دولت سے مالا مال ہوئے۔ آپ کی شادی بھی حضرت بہاء الدینؒ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ (بقول مولانا جمالیؒ آپ شیخ بہاء الدین زکریاؒ کے بھانجے تھے۔ سیر العارفین) مغلوب الحال ہو کر اپنے جذبات کا اظہار شعر و شاعری میں کرتے تھے۔ یہ مشہور غزل انہی کی ہے جس کا مطلع ہے۔

نخستین بادہ کاندر جام کردند   ز چشم مست ساقی وام کردند

نفحات الانس جامیؒ کے مطابق سن وفات ۶۸۸ھ ہے۔ (بزم صوفیہ از صباح الدین عبدالرحمٰن)

(۷۰) **محمد تغلق بادشاہ دہلی:۔** عہد حکومت ۷۲۵ھ تا ۷۵۲ھ

(۷۱) **لعل شہباز قلندرؒ:۔** نام عثمان' ہرات کے گاؤں مروند یا میمند میں ۵۸۳ھ میں پیدا ہوئے۔ جوانی میں ہندوستان کی سیاحت کو نکلے۔ شیخ منصور سے تحصیل علم کے بعد ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بعد میں شیخ بہاء الدین زکریاؒ شیخ فرید گنج شکرؒ اور شیخ جلال بخاریؒ کی معیت میں ہند کے مختلف حصوں کی سیر کی اور چہار یار مشہور ہوئے۔ ملتان آئے تو شہزادہ محمد بن غیاث الدین بلبن بڑے احترام سے پیش آیا۔ ۶۴۹ھ میں سیون یا سہون (سندھ) چلے آئے۔ ۶۷۳ھ میں وفات پائی۔ فرقہ ملامتیہ سے تعلق تھا۔ نشہ آور اشیاء کھانے اور پینے کی وجہ سے قلندر مشہور ہوئے۔ سرخ لباس پہنتے تھے اس لئے لعل شہباز کے نام سے معروف تھے۔ کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے۔

(پاکستان میں فارسی ادب' ڈاکٹر ظہور الدین احمد' یونیورسٹی بک ایجنسی انار کلی' لاہور' ۱۹۶۴ء)

جامع الکرامات میں مذکور واقعہ حضرت بہاء الدینؒ کے سلسلہ ارادت میں شامل ہونے سے پہلے کا معلوم ہوتا ہے۔

(۷۲) **قاضی قطب کاشانیؒ:۔** مزار قلعہ ملتان پر ہے۔

(۷۳) **مخدوم حسنؒ بلا انگن:۔** آپ کا مزار بہاول گڑھ ضلع لودھراں نزد ملتان میں ہے۔

(۷۴) رای الونہ یا لونہ کھچی :- کھچی چوہان راجپوتوں کی ایک شاخ ہے۔ یہ کھچی خان کی نسل سے ہیں جو اجمیر کا حکمران تھا۔ بعد میں اس نے دہلی پر قبضہ کر لیا جہاں سے مسلمانوں نے اسے نکال باہر کیا۔ اس کے اخلاف سیساؤ (Sisau) اور وادن (Vadan) مغل حکمرانوں کے عہد میں ملتان منتقل ہو گئے۔ رائے لونا کھچی' بخی دلیل (Dalail) اور علی خان کے نام اب بھی مشہور ہیں۔ میلسی کے اردگرد کھچیوں کی ملکیت میں کئی گاؤں ہیں۔

(بحوالہ گزیٹر آف ملتان ص ۱۴۰)

(۷۵) راج گڑھ :- موجودہ نام راج بھڑ' قصبہ دنیا پور ضلع ملتان سے تین کوس مشرق میں سلطان ایوب قتالؒ کے مزار سے مشرقی سمت میں واقع بے آباد جگہ ہے۔

(۷۶) جعد تراشی :- نوزائیدہ بچے کا سر مونڈنا۔ اس موقع پر خوشی مناتے اور صدقہ و خیرات کرتے ہیں۔

(۷۷) قلعہ صدر الدین پور :- صدر پور سلطان ایوب قتالؒ کی خانقاہ کے جنوب میں دو میل کے فاصلے پر ہے۔ آج کل غیر آباد ہے۔ سلطان ایوب قتالؒ کا مزار قصبہ دنیا پور ضلع ملتان سے تین کوس مشرق میں خضر پور میں ہے۔ جسے آج کل مائی منوری کا ٹبہ کہتے ہیں۔

(ڈائرکٹری یعنی فہرست مواضعات ضلع ملتان ۱۹۰۲ء' ڈائرکٹر زراعت پنجاب' منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز لاہور)

(۷۸) بھٹہ :- ارائیں ذات' پنجاب میں بھٹہ' سندھ میں بھٹو کہتے ہیں۔

(۷۹) جبہ واھن :- لودھراں کے علاقے کا ایک گاؤں

(۸۱) ماڑی رشید پور :- ماڑی : بل' بلند مکان' آبادی کا نام۔ ماڑی رشید پور ملتان سے بارہ تیرہ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ آج کل اس قصبے کو مخدوم رشید کہتے ہیں۔ یہاں مخدوم عبدالرشید حقانیؒ کا مزار مبارک ہے۔

(۸۱) اوترا:۔ زمینداروں کا ایک خاندان۔

(۸۲) طی المکان:۔ یعنی طی الارض۔ تصوف کی اصطلاح۔ ولی کے لئے زمین کا سمٹ جانا۔ چند لمحوں میں دو دراز ممالک میں پہنچ جانا۔ رجال اللہ کی چند کرامات یہ ہیں۔ طے ارضی' بغیر کشتی کے پانی پر چلنا' ہوا میں اڑنا' دور رہنے والے بزرگوں کے پاس تھوڑی دیر میں پہنچ جانا' لوگوں کی آنکھوں سے گم ہو جانا اور تنگ مکان میں جمع ہو جانا کہ اہل ظاہر میں سے کوئی ان کو نہ دیکھ سکے اور نہ ان کے سائے کو دیکھ سکے اور نہ انکی آواز کو سن سکے' باوجودیکہ وہ لوگوں کے سامنے باآواز بلند قرآن پڑھتے ہیں۔ اشعار گاتے ہیں' اہل سماع کے درمیان رقص کرتے ہیں اور روتے ہیں لیکن کوئی شخص ان کو نہیں دیکھ سکتا اور نہ ان کی آواز یا حرکات کو کوئی سمجھ سکتا ہے۔ کیمیا گری جانتے ہیں اور جب کبھی کسی حاجت مند کو ضرورت ہوتی ہے سونا چاندی بنا کر ان کو دے دیتے ہیں اور اپنے نفس کے لئے کچھ نہیں رکھتے۔ اس کے علاوہ وہ ایسے خواص رکھتے ہیں کہ دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

(مراۃ الاسرار عبدالرحمٰن چشتی' اردو ترجمہ از واحد بخش سیال ص ۸۹)

کتابیات

1- اخبار الاخیار' عبدالحق محدث دھلوی' اردو ترجمہ
2- آرکیالوجیکل سروے رپورٹ' جلد پنجم اے کننگھم بحوالہ گزیٹئر آف ملتان 02-1901ء
3- آرمی ہسٹری آف ملتان' خان بہادر سید محمد لطیف' لاہور بحوالہ مضمون بعنوان شاہ گردیز از سید حسن رضا گردیزی' فارسی پاکستانی و مطالب پاکستان شناسی جلد دوم۔
4- انوار غوثیہ مولفہ خان بہادر مخدوم حسن بخش قریشی سجادہ نشین ملتان۔ سرورق افتادہ۔
5- انوار غوثیہ خان بہادر مخدوم حسن بخش قریشی کی دو فحش غلطیوں کا اظہار' مولف نامعلوم' اول افتادہ
6- اولیائے ملتان' نذر محمد سیرانی' کتب خانہ حاجی نیاز احمد' اندرون بوہڑ گیٹ ملتان' 1982ء
7- اینشنٹ جیو گرافی آف انڈیا' اے کننگھم' بحوالہ گزیٹئر آف ملتان 2-1901ء
8- بزم صوفیہ' صباح الدین عبدالرحمٰن' نفیس اکیڈمی کراچی' 1987ء
9- پاکستان میں فارسی ادب' ڈاکٹر ظہور الدین احمد' یونیورسٹی بک ایجنسی انار کلی لاہور' 1964ء
10- تاریخ ضلع ملتان' منشی حکم چند' لاہور 1894ء
11- تذکرہ مشائخ کرام' تاریخ فرشتہ باب دوم کا اردو ترجمہ محمد قاسم فرشتہ۔ احسن برادرز' اظہار مارکیٹ لاہور 1965ء
12- تذکرہ الملتان از مخدوم سید محمد یوسف' ذکر چہارم' بحوالہ مضمون از سید حسن رضا گردیزی محولہ بالا۔
13- ٹریولز بزبان انگریزی' میسن' جلد اول' بحولہ گزیٹئر آف ملتان 02-1901ء
14- تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریاؒ' نور احمد فریدی' قصر الادب نور محل براستہ شجاع آباد ملتان 1954ء' محکمہ اوقاف لاہور 1980ء
15- تذکرہ حضرت صدر الدین عارفؒ' نور احمد فریدی' قصر الادب جگو والا براہ

لودھراں 1958ء
16- تذکرہ حضرت موسیٰ نواب"، پروفیسر سعید احمد سعید، قصر الادب سرواہی ضلع رحیم یار خان 1981ء
17- جامع الکرامات قلمی، شیخ شرف الدین قریشی، مخزونہ حکیم محمد غوث ملتان بوساطت مشتاق احمد شاہ میانپوری۔
18- حدیقتہ الاولیاء مفتی غلام سرور لاہوری، اردو ترجمہ محمد اقبال مجددی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، 1976ء، لاہور۔
19- حیاۃ الحیوان الکبریٰ : کمال الدین محمد بن موسیٰ الدمیری، مطبوعہ مصر 1970ء جلد دوم۔
20- خزینتہ الاصفیاء، مفتی غلام سرور لاہوری،
21- خلاصتہ العارفین اردو ترجمہ شائع کردہ ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین ککے زائی، تاجران کتب قومی، کشمیری بازار لاہور سن طباعت 7 اپریل 1909ء
22- خلاصتہ المناقب، نور الدین جعفر بدخشی مرتبہ دکتر سیدہ اشرف ظفر مقالہ پی ایچ ڈی، پیشگفتار۔
23- ڈائرکٹری یعنی فہرست مواضعات ضلع ملتان 1902ء ڈائرکٹر زراعت پنجاب، منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز لاہور۔
24- سر دلبران، محمد زوقی۔
25- سہروردی، مجلہ شمارہ 8، جنوری 1989ء سہروردیہ فاؤنڈیشن 115 میکلوڈ روڈ لاہور
26- سیر الاقطاب بحوالہ حاشیہ اردو ترجمہ حدیقتہ الاولیاء۔
27- سیر العارفین، مولانا حامد فضل اللہ جمالی، اردو ترجمہ محمد ایوب قادری، مرکزی اردو بورڈ لاہور۔
28- سیرت ابن ہشام۔
29- گزیٹئر آف ملتان 1902ء-1901ء بزبان انگریزی از ای۔ ڈی میکلیگن۔
30- لغت نامہ، علامہ علی اکبر دھخدا، ایران۔
31- مخزن چشت، اردو ترجمہ، چشتیہ اکادمی، فیصل آباد، 1989ء

32- مرآۃ الاسرار، قلمی، مخزونہ کیپٹن واحد بخش سیال، لاہور

33- ____________ قلمی، مخزونہ خدا بخش لائبریری، پٹنہ (بھارت)

34- مرآۃ الاسرار، اردو ترجمہ از واحد بخش سیال، 1411ھ، بزم اتحاد المسلمین طارق روڈ، لاہور کینٹ۔

35- مرقع ملتان، اولاد علی گیلانی، 1938ء۔

36- نوائے وقت ملتان (روزنامہ) 4 جولائی 1991ء

اشاریہ

اشخاص

(آ)

(ا)

(ب)

(ت)

(ث)

(ج)

(ح)

(خ)

(ع)

(ن)

(و)

(ھ)

(ی)

مقامات

(ا)

	صفحات
اوجین	15، 16

(ب)

بخارا	21
بغداد	17، 18، 20، 21
بلخ	17، 21
بیت اللہ	17
بیکانیر	10

(ت)

تبریز	24
تلنبہ	6
تنبورہ	1، 6، 7
تودہ ابو سعید ماچینی	7

(ٹ)

ٹھٹھہ	11

(ج)

جبہ واصن	37
جودھ پور	10

(چ)

(ح)

(خ)

(د)

(ر)

(ز)

(س)

(ص)

(ع)

(غ)

(ق)

(ک)

(ل)

(م)

(ن)

(ھ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرتب شجرہ ہذا

ابو محمد مخدوم زادہ
مشتاق احمد شاہ میاں پوری
(حال مقیم لاہور)

مختصر شجرۂ نسب اولاد

↓

۱۔ حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مخدوم حسن

↓

۲۔ حضرت مخدوم صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مخدوم حسن حضرت مخدوم محمود، حضرت مخدوم محمد

↓

۳۔ حضرت مخدوم رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مخدوم محمود حضرت مخدوم عبداللہ

↓

۴۔ حضرت مخدوم شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ

↓

۵۔ حضرت مخدوم تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ

↓

۶۔ حضرت مخدوم ادریس رحمۃ اللہ علیہ

↓

۷۔ حضرت مخدوم قائم الدین رحمۃ اللہ علیہ

↓

۸۔ حضرت مخدوم غیاث الدین رحمۃ اللہ علیہ

↓

۹۔ حضرت مخدوم گامن شاہ رحمۃ اللہ علیہ (اصل میں یہ نام غلام محمد شاہ ہے، پیار میں گامن شاہ کہا گیا ہے)

↓

۱۰۔ حضرت مخدوم عبدالغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔ درگاہی شاہ

(ان کی اولاد موضع میاں پور جہانیاں، خانیوال میں آباد ہے)

۱۱۔ حضرت مخدوم صادق شاہ رحمۃ اللہ علیہ

↓

حضرت مخدوم روشن شاہ ۔ ۱۲۔ حضرت مخدوم کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۔ حضرت پہلوان شاہ

↓

۱۳۔ حضرت مخدوم گل شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۔ حضرت مخدوم شہباز شاہ

↓

۱۴۔ حضرت مخدوم زیارت شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۔ حضرت مخدوم محسن شاہ، حضرت مخدوم امیر شاہ، حضرت مخدوم کبیر شاہ

↓

حضرت مخدوم وصل شاہ ۔ ۱۵۔ حضرت مخدوم جمال شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۔ حضرت مخدوم گلشن شاہ، حضرت مخدوم گامن شاہ (المعروف نادر شاہ) حضرت مخدوم کمل شاہ

↓

۱۶۔ حضرت نو بہار شاہ رحمۃ اللہ علیہ

↓

حضرت مخدوم چراغ شاہ ۔ ۱۷۔ حضرت مخدوم محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

↓

حضرت مخدوم فتح شاہ ۔ ۱۸۔ حضرت مخدوم سرور شاہ رحمۃ اللہ علیہ

↓

۱۹۔ حضرت مخدوم نو بہار شاہ رحمۃ اللہ علیہ

↓

۲۰۔ حضرت مخدوم حاجی سرور شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۔ مخدوم نواز شاہ، مخدوم مجتبےٰ شاہ

↓

مخدوم زادہ شوکت حسین شاہ، مخدوم زادہ اطہر حسین شاہ ۔ ۲۱۔ ابو محمد مشتاق احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۔ مخدوم زادہ ضمیر حسین شاہ، مخدوم زادہ ظفر حسین شاہ

حافظ محمد شاہ ۔ احمد شاہ

(۱) یہ شجرۂ مبارکہ مرتبہ بحکم مہتمم بندوبست بال ۱۸۷۰ء ۲۸ اکتوبر اور مصدقہ ۲۳ جولائی ۱۹۳۶ء سے ماخوذ ہے۔

(۲) شجرۂ مرتبہ ۴۵-۱۹۴۴ء بموقع تقسیم زمین جدی سے ماخوذ ہے۔

(۳) شجرۂ قدیم جدی جو پشت بہ پشت چلا آرہا ہے پر سنہ وغیرہ درج نہیں ہے۔